قیامت کے دن نجات پانے والی جماعت کی علامات

طائفہ منصورہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

مکتبہ صفدریہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ - الآیة

وَلَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ - (الحدیث)

طَائِفَہ مَنْصُوْرَہ

جس میں

ٹھوس حوالجات کے ساتھ اس جماعت کے خدوخال اور حدود اربعہ بیان کئے گئے ہیں جو بفحوائے حدیث قیامت تک حق پر ڈٹی رہے گی اور اس کو مخالفین کی کوئی کوشش ہراساں نہیں کر سکے گی۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ دیگر مقلدین حضرات عموماً اور احناف خصوصاً اس کا مصداق اولین ہیں، اور محدثین احناف وموالک، شوافع اور حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی چیدہ چیدہ شخصیتوں کے مختصر سے تراجم بھی بیان کئے گئے ہیں اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ اکابر باوجود مقلد ہونے کے اہل الحدیث، اصحاب الحدیث اور محدثین تھے اور اس باطل نظریہ کی پُرزور تردید کی گئی ہے کہ اہل حدیث کسی کے مقلد نہیں ہوتے اور شخصی رائے سے آزاد ہوتے ہیں اور نیز زمانہ حال کے نام نہاد اہل حدیث کا غلو اور تعصب بھی طشت از بام کیا گیا ہے اور ان کے آغاز کی کہانی بھی آشکارا کی گئی ہے اور متعدد دیگر گوشے بھی واضح کئے گئے ہیں، وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ۔

مؤلفہ: احقر الناس ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع گکھڑ و مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر: مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

طبع ہشتم ۵ .... فروری ۲۰۱۰ء

نام کتاب .... طائفہ منصورہ

مصنف .... امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور

تعداد .... بارہ سو پچاس (۱۲۵۰)

قیمت .... ۱۰۰/- (ایک سو روپے)

ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

﴿ملنے کے پتے﴾

☆ ادارہ الانور بنوری ٹاؤن کراچی
☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
☆ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
☆ مکتبہ حقانیہ ملتان
☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
☆ مکتبہ صفدریہ چوہڑ چوک راولپنڈی
☆ مکتبہ حلیمیہ درہ پیزو لکی مروت
☆ مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور
☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
☆ اسلامی کتب خانہ اڈا کامی ایبٹ آباد
☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
☆ مکتبہ عثمانیہ میانوالی روڈ تلہ گنگ
☆ مکتبہ الاظہر بانو بازار رحیم یار خان
☆ اقبال بک سنٹر نزد صالح مسجد صدر کراچی
☆ مکتبہ فاروقیہ ہزارہ روڈ حسن ابدال
☆ مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک
☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک
☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور
☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد
☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ
☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
☆ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ☆ ظفر اسلامی کتب خانہ جی ٹی روڈ گکھڑ

فہرستِ مضامین

ایک ضروری وضاحت

طائفہ منصورہ میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ اہلِ حدیث کسی ایک مکتب فکر کے لوگوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اہل حدیث ان حضرات کو کہا جاتا ہے جو حدیث کے حفظ وفہم اور اس کے اتباع و پیروی کے جذبہ سے سرشار ہوں خواہ وہ فقہی طور پر کسی بھی مسلک کے پیروکار ہوں۔ اسی لیے مختلف مذاہب کے محدثین کرام میں سے چند حضرات کا تعارف پیش کیا گیا ہے حتیٰ کہ چند شیعہ محدثین کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ شیعہ کا جو مفہوم اور تصور آج ہے اور ان کے جو نظریات وعقائد آج کے دور میں ہیں حضرات محدثین کرام کے دور میں ایسے قطعاً نہ تھے۔ اسی لیے انکے ہاں شیعہ اور رافضی دو الگ الگ اصطلاحات تھیں جو حضرات باقی تمام عقائد میں اہل سنّت والجماعت سے متفق ہوں صرف حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے ہوں تو ان کو متقدمین کی اصطلاح میں شیعہ کہا جاتا ہے۔ ایسے حضرات کی نشاندھی حضرات محدثین کرام نے ضرور کی ہے اور ان سے روایات بھی لی ہیں۔ اور جن کے عقائد باطل ہیں۔ مثلاً جو حضور علیہ السلام کے بعد اماموں پر وحی کے نزول، قرآن کریم کی تحریف، صحابہ کرامؓ کی تکفیر اور مسئلہ بداء وغیرہ کے قائل ہیں، ان کو رافضی کہا جاتا ہے۔ اور آج کے دور میں اپنے آپ کو شیعہ کہلوانے والے تمام رافضی ہی ہیں۔ آج کے دور میں متقدمین کی اصطلاح والا شیعہ شاذ ونادر ہی شاید کوئی پایا جاتا ہو، اور پھر تقیہ کی چادر میں لپٹی ہوئی رافضیت میں متقدمین کی اصطلاح والا شیعہ آج کے دور میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی ملنا مشکل ہے۔ اس لیے جن شیعہ محدثین کا ذکر کیا گیا ہے وہ متقدمین کی اصطلاح والے شیعہ تھے موجودہ دور کے شیعہ کی طرح نظریات رکھنے والے نہ تھے یہ وضاحت اس لیے ضروری سمجھی گئی کہ بعض حضرات مغالطہ دیتے ہیں کہ آج کے شیعہ پر علماء امت جو فتویٰ لگاتے ہیں اگر واقعی ان پر فتویٰ لگتا ہے تو پھر شیعہ محدثین پر بھی لگایا جائے اور ان کی روایات کو حدیث کی کتابوں سے نکال دیا جائے۔ مگر یہ صرف مغالطہ دہی ہے۔ اس لیے کہ فتویٰ کا مدار لفظ شیعہ پر نہیں بلکہ عقائد ونظریات پر ہے جن کے نظریات باطل ہیں اُن پر فتویٰ صادر ہوگا اور جن کے عقائد باطل نہیں اُن پر فتویٰ صادر نہ ہوگا، اس مسئلہ کی مزید وضاحت ارشاد الشیعہ اور الکلام الحاوی میں ملاحظہ فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ مُتَفَرِّدٌ فِیْ ذَاتِهٖ وَمُنَزَّهٌ فِیْ صِفَاتِهٖ وَمُتَوَحِّدٌ فِیْ اَفْعَالِهٖ وَلَا شَرِیْكَ لَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ يُتَّبَعُ وَهُوَ صَادِقٌ وَمُصَدَّقٌ فِیْ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ الَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْ تَرْوِیْجِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبَذَلُوْا وُسْعَهُمْ فِیْ اِشَاعَةِ الدِّیْنِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ وَرَحِمَهُمْ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

پیش لفظ

کچھ عرصہ سے بعض غیر مقلدین حضرات کا تقریراً اور تحریراً ابزعم خود یہ مرغوب اور لذیذ مشغلہ جاری ہے کہ مقلدین اور خصوصیت سے حنفی اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں ہیں اور فرقۂ ناجیہ اور طائفہ منصورہ میں تو وہ کسی طرح بھی شامل نہیں ہیں اور تقلید اختیار کرنے کی وجہ سے وہ گمراہ اور باطل فرقوں میں شامل ہیں اور وہ مرجیۂ ایسے گمراہ فرقے میں شمار ہوتے ہیں اور امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے کافر ہیں، حتیٰ کہ ان کی عورتوں سے بلا طلاق غیر مقلدین کو نکاح کر لینا بھی جائز ہے وغیرہ وغیرہ بیسیوں مسائل کو آڑ بنا کر کتابوں کی کتابیں لکھ ڈالیں اور رسالوں کے رسالے چھاپ دیے اور عوام کو انتہائی رازداری اور دل سوزی کے ساتھ مقلدین اور علی الخصوص احناف کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم اور کتب فقہ سے بدظن کرنے کی سعی کی اور تاہنوز جاری بلکہ اب تیز تر ہے۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ صرف مدافعت کے طور پر ہم بھی قلم حقیقت کو ذرا جنبش دیں اور ان کے تعصب و عناد کو طشت ازبام کر کے عوام کو اصل حقیقت سے آگاہ کر دیں اور غیر مقلدین حضرات کے سامنے اصلیت کو الم نشرح کرتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ ع: اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔

پہلے آپ اُن کے اپنے الفاظ میں مقلّدین اور احناف کے بارے میں نظریات سُن لیں :۔

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ (المتوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ :۔

"مگر ہمارے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ سارے جہان کے مسلمان دو طرح پر ہیں۔ ایک خالص اہلِ سنّت و جماعت جن کو اہلِ حدیث بھی کہتے ہیں، دوسرے مقلد مذہب خاص وہ چار گروہ ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اھ (بلفظہ ترجمانِ وہابیہ ص۵۲ مطبع محمدی لاہور)"

ملاحظہ کیجئے کہ کس دیدہ دلیری اور بے باکی سے نواب صاحبؒ نے مذاہب اربعہ کے مقلّدین حضرات کو اہلِ السنّت والجماعت کے وسیع دائرہ سے بیک جنبشِ قلم باہر کر دیا ہے، اور اہلِ حدیث کو اہل سنت وجماعت کا بلاشرکت غیرے واحد ٹھیکہ دار قرار دے دیا ہے۔ نواب صاحبؒ کو ریاست بھوپال کی نوابی بھی کیا ملی کہ لگے وہ اہلِ سنت والجماعت کو بھی جاگیر خاص سمجھنے اور بالآخر سخاوت خسروانہ کے پیشِ نظر وہ بھی صرف اپنے مذہبی کُنبے کو الاٹ کر دی، کیونکہ آخر الاٹ منٹ کا دَور ہے۔ بھلا کارخانے اور دوکانیں، زمینیں اور مکانات وغیرہ تو تقسیم والاٹ ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا عہدۂ جلیلہ اتباعِ سنّت کے مدعیوں کو الاٹ نہ ہو۔ ایں چہ معنی دارد؟ اس لیے بقولِ حافظؒ نواب صاحبؒ نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا کہ ع بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را۔

لیکن نواب صاحبؒ نے اس پر غور نہ کیا کہ اہل سنّت والجماعت کی تعریف کیا ہے؟ اور پھر اس کا صحیح مصداق کون حضرات ہیں؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ الحنبلیؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ :۔

فَاِنّ اھل السنّۃ تتضمن النص والجماعۃ تتضمن الاجماع فاھل السنۃ والجماعۃ ھم المتبعون للنص والاجماع اھ (منہاج السنۃ ج ۳ ص۲۷۲ طبع مصر)	اہلِ سنت کا لفظ نص کو متضمن ہے اور جماعت کا لفظ اجماع کو شامل ہے۔ لہٰذا اہل سنّت والجماعت وہ لوگ ہیں جو نص اور اجماع کے متبع ہوں۔

ہم نے اپنی کتاب مقامِ ابی حنیفہؒ میں باحوالہ اس کی بحث کر دی ہے کہ قرآنِ کریم کے بعد مرسل تک حدیثوں کو تسلیم کرنے کا اور حدیث ضعیف کو رائے اور قیاس پر مقدم سمجھنے کا شرف صرف احناف کو حاصل ہے جنہوں نے قرآنِ پاک کے بعد اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حتیٰ الوسع کسی نص کو ترک نہیں کیا اور دوسرے بعض حضرات نے حدیثِ حسن اور مرسل وغیرہ کو بھی معمول بہ نہیں بنایا اس لیے مکمل سنت

اور نص کو تسلیم کرنے کا شرف اولاً صرف حنفیوں کو ہی حاصل ہے۔ اور قرآن و حدیث کے بعد اجماع اُمت کو تسلیم کرنے کا فخر بھی دیگر اسلامی فرقوں کی طرح حنفیوں کو بھی حاصل ہے۔ مگر نواب صاحبؒ اجماع کا وجود اور اس کو شرعی حجت تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

" وخلاف است در امکان اجماع فی نفسہ و امکان علم بداں و امکان نقل آں لبوئے ما وحق عدم اوست و بر تقدیر تسلیم ایں ہمہ خلاف است در آنکہ حجت شرعی است یا نہ مذہب جمہور حجیت اوست و دلیل برآں نزد اکثر سمع است فقط نہ عقل وحق عدم حجیت اوست واگر تسلیم کنیم کہ حجت است وعلم بداں ممکن پس اقصیٰ مافی الباب آنست کہ مجمع علیہ حق باشد و لازم نمی آید ازیں وجوب اتباع او" اھ (افادة الشیوخ ص۱۲۱ مطبع محمدی لاہور)

حیرت ہے کہ جب نواب صاحبؒ اجماع کے امکان، اس کی حجیت اور اس کے وجوبِ اتباع ہی کے قائل نہیں تو پھر وہ اہلِ سنّت وجماعت سے کیونکر ہوں گے؟ کیونکہ بقول شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ اہلِ سنّت والجماعت کا مصداق وہ ہے جو نص واجماع کا قائل ہو اور نواب صاحبؒ اجماع کے قائل نہیں، وہ تو خیر سے مقلّدین حضرات کو اہلِ سنت والجماعت سے خارج کر رہے ہیں مگر وہ تو خود ہی اس سے خارج ہیں۔ سچ ہے ع

چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

مشہور غیر مقلد مولوی ابوالشکور عبدالقادر صاحب (ضلع حصار) لکھتے ہیں:۔

" کہ حق مذہب اہل حدیث ہے اور باقی جھوٹے اور جہنّمی ہیں تو اہل حدیثوں پر واجب ہے کہ ان تمام گمراہ فرقوں سے بچیں" (بلفظہٖ سیاحۃ الجنان عبناکحۃ اہل الایمان ص۴)

اور نیز لکھا ہے کہ:۔

" مقلدین حنفیہ کے ہر دو فرقے دیوبندی اور بریلوی بلاشبہ گمراہ ہیں اور اہل حدیثوں جیسے مسلمان نہیں ہیں" (بلفظہٖ ص۵)

پھر لکھا ہے کہ:۔

" خواص تو جانتے ہیں مَیں عوام کی خاطر کچھ عرض کرتا ہوں کہ مقلدین موجودہ دس وجہوں سے گمراہ اور فرقۂ ناجیہ سے خارج ہیں جن سے مناکحت جائز نہیں ہے" (بلفظہٖ ص۵)

اور وجوہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

"وجہ اول یہ ہے کہ موجودہ حنفیوں میں تقلید شخصی پائی جاتی ہے جو سراسر حرام اور ناجائز ہے" (اھ صـ۵)

اور پھر آگے لکھا ہے کہ :۔

"مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی رح نے رسالہ فرقۂ ناجیہ میں لکھا ہے، ناجیہ فرقہ اہلِ حدیث ہے اور باقی فرقے بعد میں پیدا ہوئے۔ اھ (صـ۱۱)

اور نیز لکھا ہے کہ :۔

"اسی طرح مولوی محمد صاحب جوناگڑھی نے اپنی تصنیفات میں حنفیوں کو گمراہ اور فرقۂ ناجیہ سے خارج قرار دیا ہے" (بلفظہٖ صـ۱۱)

اور آخر میں تو حد ہی کر دی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :۔

"سچا فرقہ اور ناجیہ اہل حدیث ہے، باقی سب فی النّار والسّقر ہیں، لہٰذا مناکحت فرقۂ ناجیہ کی آپس میں ہونی چاہیئے اہلِ بدعت سے نہ ہو تاکہ مخالطت لازم نہ آئے" (بلفظہٖ صـ۲۳)

غور کیجئے کہ کس طرح مقلدین اور حنفیوں کو فرقۂ ناجیہ سے نکال کر صرف اہل بدعت ہی میں نہیں شمار کیا بلکہ فی النّار والسّقر کر کے دم لیا ہے (معاذ اللہ تعالےٰ) اور ان سے رشتہ اور نکاح کو یک لخت موقوف کرنے کا شاہی حکم بھی صادر کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر تعصب کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے؟ اور مؤلف حقیقت الفقہ حصہ اول صـ۲۴ میں غنیۃ الطالبین کے حوالہ کو آڑ بنا کر حنفیوں کو مرجیہ کے باطل فرقہ میں شمار کرتا ہے اور اسی طرح نتائج التقلید والے نے بھی کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو صـ۹۶)

ہم نے غنیۃ الطالبین کا مطلب اور اصحاب ابی حنیفہ رح کے مرجیہ ہونے کی پوری باحوالہ بحث مقام ابی حنیفہ رح میں کر دی ہے، وہاں ہی ملاحظہ کر لیں۔

حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رح (المتوفی ۱۳۷۱ھ) غیر مقلدین حضرات کی بے راہ روی اور تعصب کی باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

"بالخصوص قسم کھا کر کہے کہ حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی ان کی بی بیوں سے غیر مقلدین کو بلا طلاق نکاح جائز ہے" (بلفظہٖ تنقیح التنقید صـ۳۵، حمایت اسلام پریس لاہور)

اندازہ فرمائیے غیر مقلدین حضرات کے افکار و نظریات کا اور ان کی غلو فی اور احتیاط کا اور ان کی وسعت

نظری اور عمل بالحدیث کا کہ جب وہ مقلدین اور احناف کے دلائلِ قاہرہ اور براہینِ ساطعہ سے لاجواب ہو جاتے ہیں کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن، تو دل کی بھڑاس یوں نکالتے ہیں کہ بلا طلاق اُن کی عورتوں سے نکاح کر لو، اور ان کو باوجود پکے نمازی ہونے کے بے نماز کہہ کر جہنم رسید کرو۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

یہ تو افراد اور اشخاص کا معاملہ تھا جن کے متعلق کہنے والے یہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے مگر تاسف بالائے تاسف اور حیرت بر حیرت تو یہ ہے کہ اب ان کی مرکزی کتاب نتائج التقلید (جس پر ان کی پوری جماعت کے ذمہ دار حضرات کی تصدیقات موجود ہیں جن میں روپڑی اور ثنائی دونوں گروہ شامل ہیں اور تقریباً بائیس حضرات کی تصدیقات اس پر ثبت ہیں جن میں خصوصیت سے ان کے مفتی اعظم حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی (جنہوں نے کتاب کا مقدمہ لکھا ہے۔) اور ان کے بحر العلوم حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ لائلپور اور ان کے فاضل اجل حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت اہلِ حدیث مغربی پاکستان قابلِ ذکر ہیں۔ اس کتاب کی اور اس کے بعض مصدقین حضرات کی زبان اور لہجہ لکھنؤ کی بھٹیاریوں کی یا ہمارے علاقے کے نشہ استعمال کرنے والے کوچوانوں اور ڈرائیوروں کی ہو بہو نقل ہے۔ ان باتوں کا جواب تو کوئی ایسا ہی اہلِ لسان اُن کو دے گا ہم اپنا دائرہ صرف علم وتحقیق تک ہی محدود رکھتے ہیں) میں پورے زور کے ساتھ مؤلف نتائج التقلید نے ص۲ سے لے کر کئی صفحات تک یہ بحث کی ہے کہ طائفہ منصورہ اور فرقۂ ناجیہ بس ہمارا ہی گروہ ہے اور بخیال او مابدولت کے بغیر کسی کو اس طائفہ کے فراخ دائرہ میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے اور باقی فرقے اہلِ بدعت اور گمراہ ہیں۔ چونکہ یہ ان کی جماعتی کتاب ہے جس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے ہم طائفہ منصورہ کی تشریح اور تفصیل بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ ہر ایک منصف مزاج اور حق کا متلاشی یہ سمجھ لے کہ طائفہ منصورہ کی کیا کیا علامات ہیں؟ اور وہ کن حضرات میں پائی جاتی ہیں؟ اگر عقلی رنگ میں یہ درست ہے کہ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ طائفہ منصورہ اپنی نشانیوں سے نہ پہچانا جائے۔

باب اوّل

طائفۂ منصورہ

طائفۂ منصورہ کی فضیلت اور منقبت جن احادیث و روایات سے ثابت ہے، اگر ان کو صحاح ستّہ وغیرہ کتب احادیث سے انتخاب کر کے ان کی پوری تخریج و تشریح کی جائے تو اس پر خاصا دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ مگر ہم مزید تفصیل میں پڑنے کی بجائے نہایت اختصار کے ساتھ صرف ایک دو صحابہ کرام رضی کی روایتیں ہی عرض کرتے ہیں:۔

حضرت امیر معاویہؓ (المتوفی سنہ ۶۰ھ) جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ولن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علیٰ امر اللہ لا یضرھم من خالفھم حتیٰ یأتی امر اللہ	جس شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں اور یہ امت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہے گی اور اس کو کوئی مخالف ضرر نہ پہنچا سکے گا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) نہ آجائے۔
(بخاری ج ۱ ص ۱۶ واللفظ لہ والدارمی ج ۱ ص ۴۳ طبع دمشق)	

اس صحیح اور صریح حدیث سے معلوم اور آشکارا ہوا کہ جو گروہ اور طائفہ تا قیامت حق پر قائم اور دائم رہے گا وہ فقاہت فی الدین کی دولت عظیمہ اور رضائے الٰہی کی نعمت جسیمہ سے وافر حصّہ رکھتا ہو گا اور اس طائفہ منصورہ کو مٹانے اور بدنام کرنے اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر و ذلیل کرنے کے جتنے بھی قولی و فعلی فرسودہ ہتھیار و اوزار استعمال کئے جائیں گے وہ سب بے کار و رائگاں ہوں گے اور قیامت تک اس جماعت حقّہ کو کسی کا کوئی اختلاف نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور وہ خدا تعالےٰ کی اس بے پایاں نعمت و دولت کو سینے سے لگا کر بدخواہوں سے یہ کہتا ہوا شریفانہ انداز سے منزل مقصود تک بڑھتا چلا جائے گا کہ ؎

ہم کو طوفانِ حوادث کیا ڈرائے گا حمید
جب سے ہم پیدا ہوئے یہ آندھیاں دیکھا کئے

حافظ ابنِ حجر عسقلانی الشافعیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:۔

وفی ذالک بیان ظاهر لفضل العلماء علی سائر الناس ولفضل التفقه فی الدین علی سائر العلوم اھ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۲ طبع مصر)

اس حدیث میں صاف طور پر علماء کی سب لوگوں پر اور تفقہ فی الدین کی سب علوم پر فضیلت بیان کی گئی ہے۔

یہ روایت من یرد الله به خیرًا یفقهه فی الدین کے الفاظ کے ساتھ عبد اللہؓ بن عباسؓ (المتوفی ۶۸ھ) سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ (مسند دارمی ج ۲ ص ۲۹۷ طبع دمشق) اس تفقہ فی الدین کی توفیق اور احکامِ خداوندی کے مراتب کو ان کی جملہ حدود و قیود کے ساتھ سمجھنے کی طاقت اور اہلیت صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے اور یہ صرف اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، نہ جیسا کہ غالی قسم کے اہلِ بدعت نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس کے عطا کرنے والے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یا رزق و اولاد وغیرہ دینا آپ کا کام ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وحی الٰہی اور علم دین کو بانٹنے والے اور اس کے قاسم ہیں۔ اس کی سمجھ اور عمل کی توفیق محض خالقِ کائنات کے دستِ قدرت میں ہے۔ اس کی مزید بحث راقم کی کتاب "دل کا سرور" میں ملاحظہ کیجئے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت امیر معاویہ رضؓ کی روایت جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی، یوں آتی ہے:۔

من یرد الله به خیرًا یفقهه فی الدین ولا تزال عصابة من المسلمین یقاتلون علی الحق ظاهرین علی من ناوأهم الی یوم القیامة (مسلم ج ۲ ص ۱۴۳)

کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خیریت کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی فقاہت عطا فرماتا ہے اور مسلمانوں میں ایک جماعت تاقیامت ایسی رہے گی جو حق کی خاطر لڑائی اور جہاد کرے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔

حضرت امام نووی الشافعیؒ اس کی شرح میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد یوں ارقام فرماتے ہیں کہ:۔

یحتمل ان تکون هذه الطائفة فرقة من انواع المؤمنین ممن یقیم امر الله تعالیٰ

احتمال ہے کہ یہ طائفہ مسلمانوں کے مختلف طبقات میں بٹا ہوا ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالاتا ہو مثلاً مجاہد،

من مجاهد وفقیه ومحدث وزاهد وآمر بالمعروف وغیر ذالك من انواع الخیر و لا یلزم اجتماعهم فی مکان ولحد بل یجوز ان یکونوا متفرقین انتہی (ج۲ ص۱۴۳)

محدث، زاہد، آمر بالمعروف وغیرہ نیکی کے امور بجالانے والا اور اس طبقہ کا ایک جگہ میں ہونا بھی کوئی ضروری نہیں بلکہ جائز ہے کہ یہ طبقہ اور گروہ (دنیا میں) بکھرا ہوا ہو۔

یہ جو کچھ فرمایا بالکل ٹھیک اور صحیح ہے لیکن اس صحیح حدیث کے صریح الفاظ میں غور کرنے سے طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ کی دو عمدہ اور اعلٰے خوبیاں واشگاف الفاظ میں ثابت ہوتی ہیں کہ وہ فرقہ قیامت تک اسلام پر قائم رہے گا اور مخالفین کے مقابلہ میں سدِ سکندری ثابت ہوگا۔ وہ فقاہت فی الدین اور قتال علی الحق کی بہترین خصلتوں کے ساتھ متّصف ہوگا۔ جب ہم ٹھنڈے دل کے ساتھ اس طائفہ منصورہ کو تاریخ کے سنہری اوراق میں تلاش کرتے ہیں تو دیگر ائمہ دین اور ان کے مقلدین عموماً اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے مقلّدین خصوصاً ان صفات میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ تفقہ فی الدین کا جو بلند مقام منجانب اللہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ ومتبعین کو حاصل رہا ہے وہ تاریخ کے ٹھوس حوالجات کے ساتھ ہم نے اپنی کتاب "مقامِ ابی حنیفہؒ" میں باحوالہ عرض کر دیا ہے اور غیر مقلّدین حضرات کو فقہ اور اہلِ فقہ سے جو تنفر اور عناد ہے وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ حقیقت الفقہ، درایت محمدی، شمع محمدی، دادِ حق اور نتائج التقلید وغیرہ کتابوں میں فقہ واہلِ فقہ سے بیزاری کا کافی ذخیرہ موجود ہے اور نتائج التقلید کی تصدیق کرنے والے حضرات میں مولوی عبدالشکور صاحب یوں ارقام فرماتے ہیں کہ حقائق وشواہد سے ظاہر ہے کہ آئمہ اربعہ کے فتاوی وفقہ کو ہم تک پہنچانے کے لیے جو وسائل اور ذریعے اختیار کئے گئے ہیں وہ صحیح ودرست اور موثوق نہیں اور بالکل نہیں اھ (ص۲) موصوف کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس طرح اور جن وسائل اور ذرائع سے حدیث، اصول حدیث اور اسماء الرّجال کا فن منقول ہے اسی طرح فقہ بھی منقول ہے۔ اگر وہ قابلِ اعتماد ہے تو یہ بھی قابل اعتماد ہے۔ قطع نظر اس سے، کیا موصوف اور اس کی جماعت کے نزدیک موطا امام مالک اور کتاب الام وغیرہ کا بھی کوئی اعتبار ہے؟ جو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے فقہی فتووں سے اٹی اور بھری پڑی ہیں۔ یہ ہے غیر مقلّدین حضرات کا انصاف و دیانت اور عقل وخرد جس کے بل بوتے پر وہ اہلِ تقلید کو عوام کالانعام سے تعبیر کرتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو نتائج التقلید ص۱ تصدیقات)

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

چونکہ غیر مقلدین حضرات کو فقہ اور اہل فقہ سے تنفر اور عناد ہے اسلئے وہ کسی طرح طائفہ منصورہ کی حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتے جسمیں یفقھہ فی الدین کے الفاظ سورج کی شعاعوں کی طرح فضا چمک رہے ہیں اور اسکا اصلی اور صحیح مصداق صرف وہ حضرات ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کا ملکہ عطا فرمایا ہے اور وہ حضرات ائمہ اربعہ اور انکے مقلدین اور اسی طرح دیگر ائمہ دین ہیں جنہوں نے تفقہ فی الدین کا بلند مقام حاصل کیا ہے اور تفقہ فی الدین کے میدان میں سب سے نمایاں درجہ فقیہ الملت سید الفقہاء رأس الاتقیاء اور زکی القوم حضرت امام ابو حنیفہ رح (المتوفی ۱۵۰ھ) اور آپکے اصحاب کو حاصل رہا ہے تاریخی طور پر جسکا کوئی منصف مزاج انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابو عمر بن عبد البر المالکی رح (المتوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

وقال الشافعی رح کان ابو حنیفہ رح وقولہ فی الفقہ مسلمًا فیہ اھ (الانتقاء ص ۱۳۵ طبع مصر)

امام شافعی رح نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح کا قول فقہ میں مسلّم ہے۔

اور نیز حضرت امام شافعی رح نے فرمایا کہ:۔

ومن اراد الفقہ فھو عیال علی ابی حنیفۃ (ایضاً ص ۱۳۶)

جو فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ امام ابو حنیفہ رح کا خوشہ چین ہے

علامہ ابو بکر احمد بن علی خطیب البغدادی الشافعی رح (المتوفی ۴۶۳ھ) اور امام صدر الائمہ موفق الدین بن احمد المکی الحنفی رح (المتوفی ۵۶۸ھ) حضرت امام شافعی رح (المتوفی ۲۰۴ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:۔

من اراد ان یعرف الفقہ فلیلزم ابا حنیفۃ رح واصحابہ فان الناس کلھم عیال علیہ فی الفقہ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۶ طبع مصر و مناقب موفق ج ۲ ص ۱۲ طبع حیدر آباد دکن)

جو شخص فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ ابو حنیفہ رح اور ان کے اصحاب سے استفادہ کا التزام کرے کیونکہ سبھی لوگ فقہ میں ابو حنیفہ رح کے عیال اور خوشہ چین ہیں۔

تاج الاسلام علامہ ابو سعد عبد الکریم بن محمد السمعانی الشافعی رح (المتوفی ۵۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ:۔

قال سفیان الثوری رأسانی الحدیث وابو حنیفۃ رأسانی القیاس (کتاب الانساب ورق ۲۴۹)

سفیان ثوری رح حدیث میں اور ابو حنیفہ رح فقہ میں چوٹی کے ماہر تھے۔

اور امام تاج الدین سبکی الشافعی رح (المتوفی ۷۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

وفقہ ابی حنیفۃ دقیق (طبقات الشافعیۃ ج ۲ طبع مصر ص ۱۶۹)

ابو حنیفہ کی فقہ دقیق ہے

یہی وجہ ہے کہ اکثر نااہل لوگ اس کی دقت سے نالاں ہو کر کچھ کا کچھ کہہ دیتے ہیں۔ مگر اس سے کیا حاصل؟

سچ ہے کہ:

بذی الغباوۃ من انشادھا ضرر — کما تضر ریاح الورد بالجعل

حافظ ابن کثیر الشافعی رح (المتوفی ۷۷۴ھ) امام موصوف کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں:-

فقیہ العراق احد ائمۃ الاسلام والسادۃ الاعلام، احد ارکان العلماء، احد الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاھب المتبوعہ اھ (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۰۷ طبع مصر)

علامہ شمس الدین الذہبی شافعی المسلک اور حنبلی المعتقد (المتوفی ۷۴۸ھ) امام ابوحنیفہ کی تعریف یوں کرتے ہیں: الامام الاعظم فقیہ العراق اھ (تذکرہ ج ۱ ص ۱۵۸)

مؤرخ اسلام علامہ ابن خلدون المالکی رح (المتوفی ۸۰۸ھ) لکھتے ہیں کہ:-

ومقامہ فی الفقہ لا یلحق شہد لہ بذالک اھل جلدتہ وخصوصا مالک رح والشافعی رح (مقدمہ ص ۳۷۲ طبع مصر)

فقہ میں ان کا مقام اتنا بلند ہے کہ کوئی دوسرا ان کی نظیر نہیں ہو سکتا اور اہل فقہ علماء نے اس کی شہادت دی ہے خصوصاً امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے۔

امام صاحبؒ اور آپ کے اصحاب کی فقاہت پر مبسوط بحث ہم نے مقام ابی حنیفہ رح میں کر دی ہے وہاں ہی ملاحظہ کر لیں۔ صرف ایک حوالہ عرض کر کے ہم آگے چلتے ہیں۔

حافظ محمد بن ابراہیم الوزیرؒ (المتوفی ۸۴۰ھ) لکھتے ہیں کہ:-

ولو کان الامام ابوحنیفۃ رح جاھلا ومن حلیۃ العلم عاطلا ما تطابقت جبال العلم من الحنفیۃ علی الاشتغال بمذاھبہ کالقاضی ابی یوسف ومحمد بن الحسن الشیبانی والطحاوی وابی الحسن الکرخی وامثالھم واضعافھم نعلماء الطائفۃ الحنفیۃ فی الھند والشام ومصر والیمن والجزیرۃ والحرمین والعراقین منذ مائۃ وخمسین من الہجرۃ الی ھذا التاریخ یزید علی ستمائۃ سنۃ فھم الوف لا یحصرون وعوالم لا یحصون

اگر امام ابوحنیفہ رح جاہل ہوتے اور علم کے زیور سے آراستہ نہ ہوتے تو علماء حنفیہ میں علم کے پہاڑ ان کے مذہب پر عمل پیرا ہونے پر کبھی متفق نہ ہوتے جیسے قاضی ابو یوسف رح محمد بن الحسن الشیبانیؒ طحاویؒ اور ابوالحسن کرخی رح وغیرہ اور ان سے دو گنے چوگنے علماء حنفیہ ہندوستان، شام، مصر، یمن، جزیرہ، حرمین، عراق عجم اور عراق عرب وغیرہ میں ایک سو پچاس ہجری سے لے کر آج تک جو چھ سو سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہے ہزاروں کی تعداد سے متجاوز ہیں جو شمار میں نہیں آ سکتے اور ان سے ممالک بھرے پڑے ہیں جو گنتی سے

من اهل العلم والفتوی والورع والتقوی اھ — باہر ہیں جو اہل علم و فتویٰ اور ورع و تقویٰ کے زمرہ
(الروض الباسم ج ۱ صفحہ ۱۲۱ طبع مصر) — میں شامل ہیں۔

الحاصل تفقہ فی الدین کا دروازہ سب کے لیے کشادہ اور وا ہے مگر تاریخی اور ٹھوس حوالوں کے پیش نظر حضرت امام ابوحنیفہ رح اور آپ کے اصحاب تفقہ فی الدین کے میدان میں سب سے گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ اس لیے طائفہ منصورہ کی حدیث میں یتفقّھہ فی الدین کے واشگاف الفاظ کا مصداق بعد از حضرات صحابہ کرام رض و بعض کبار تابعین حضرت امام ابوحنیفہ رح اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والے حضرات ہیں ع۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است

قتال علی الحق

اس حدیث میں تفقہ فی الدین کے بعد یقاتلون علی الحق کی صفت نمایاں طور پر موجود ہے اس لیے اس پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ بلاشک مسلمانوں کے جملہ فرقوں نے ہر دور اور ہر ملک میں اپنی اپنی صوابدید کے مطابق جہاد اور قتال علی الحق کی صفت پر عمل کیا ہے اور بقدر وسعت و استطاعت ہر ایک نے اپنا اسلامی فریضہ ادا کیا ہے لیکن نواب صاحب کے بیان کے مطابق بزعم خود اہلحدیث حضرات نے کبھی جہاد نہیں کیا۔ اس لیے وہ طائفہ منصورہ (اور فرقہ ناجیہ) کا مصداق کسی صورت میں نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس گروہ کے لیے یقاتلون علی الحق کی صفت بھی بیان کی گئی ہے اور وہ غیر مقلدین حضرات میں حسب تحقیق و بیان نواب صاحب موجود نہیں ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ نواب صاحب کا یہ بیان غلط ہو کیونکہ کلام الملوک ملوک الکلام زبان زدِ خلائق ہے اور ع

زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو!

چنانچہ نواب صاحب رح ارقام فرماتے ہیں کہ :-

" بلکہ اہلِ سنت و حدیث اس دن سے ہے جس دن سے دنیا میں اسلام آیا کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں کہ کسی محدث کو کبھی کسی نے وہابی کہا ہو یا کسی محدث نے کسی ملک میں فساد کیا ہو یا کسی بادشاہ و حاکم وغیرہ سے بنام جہاد لڑا ہو بلکہ ساری کتب طبقات و تواریخ اس امر پر متفق ہیں کہ ہمیشہ طریقہ ان لوگوں کا ترک دنیا و شغلِ عبادت و علم رہا

ہے۔ بعض ان میں درویش تھے جن کو صوفی و فقیر و زاہد کہتے ہیں ان کو لڑائی سے کیا واسطہ؟ وہ تو دنیا دار لوگوں سے ملاقات بھی نہیں کرتے تھے۔" اھ (ترجمان وہابیہ ص۵۹)

اس عبارت سے جہاں غیر مقلدین حضرات کا ترک جہاد ثابت ہے اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ صوفی و فقیر اور زاہد بھی انہی میں سے گزرے ہیں، لہٰذا اگر ان کی کچھ باتیں خلاف شرع یا استدراج وغیرہ ہیں تو اس میں تقلید نہیں بلکہ ترک تقلید کار فرما ہے۔ اور اس کی جواب دہی ہمیں نہیں بلکہ خود اُن ہی کو کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ع "! ایں گناہیست کہ در شہرِ شما نیز کنند"!

اور دوسرے مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

" اور اہلِ حدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں۔ ان میں سے کسی نے مُلک میں جھنڈا اس جہادِ اصطلاحی حال کا کھڑا نہیں کیا اور نہ کوئی ان میں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا اکثر بلکہ سب کے سب زاہد تارکِ دنیا تھے، فتنہ و فساد و قتل و خونریزی سے ہزاروں کوس بھاگتے تھے" اھ (ترجمان وہابیہ ص۲۱)

یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ روپڑ ضلع انبالہ میں مسئلۂ قربانی پر مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان جب لڑائی چھڑی تو چونکہ روپڑ غیر مقلدین حضرات کا اچھا خاصا مرکز تھا اس لیے مسلمان جنّوں کو اسلامی غیرت نے مجبور کیا کہ وہ سکھوں سے لڑ کر ان کو جہنم رسید کریں کیونکہ اہلحدیث تو قتل و خونریزی سے ہزاروں کوس دور بھاگتے تھے اور معاملہ تھا اسلام اور کفر کا، اس لئے مسلمان جنّات میدان میں کود پڑے اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ چنانچہ حاشیۂ نتائج التقلید ص۳۸ میں ہے کہ :۔

" ملک پور روپڑ ضلع انبالہ کی مشہور لڑائی جو گائے کی قربانی سے متعلق سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان ۱۹۲۸ء میں ہوئی اکثر سکھوں کو جنّوں ہی نے قتل کیا تھا جس کا اظہار خود جنّات نے اکثر موقعوں پر کیا ہے۔" (بلفظہٖ)

نواب صاحب ایک اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں کہ :۔

" کسی نے نہ سُنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت و حدیث و قرآن پر چلنے والا بے وفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان

مذہبی حنفی تھے نہ متبعانِ حدیث نبوی" اھ (ترجمانِ وہابیہ صـ۲۵)

قارئین کرام! غور فرمائیے کہ نواب صاحب کیا کہہ گئے ہیں؟ کہ جب ظالم اور جابر برطانیہ نے ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے وسیع رقبہ میں اپنے ناپاک پاؤں پھیلائے تو ہندوستان کی غیور اور بہادر قوموں نے اور علی الخصوص مسلمانوں نے اس ظالم کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور ہزاروں مسلمان پھانسی پر لٹکائے گئے صرف دہلی میں ۲۷ ہزار اہل اسلام کو پھانسی دی گئی سات دن تک برابر قتل عام ہوتا رہا اس کا حساب ہی نہیں (ملاحظہ ہو قیصر التواریخ جلد دوم صـ۲۵۳ از کمال الدین حیدر حسینی و جنگ آزادی صـ۲۶۲ از محمد ایوب قادری) اور تیرہ ہزار جید علماءِ حق کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا اور جن کو کالے پانی جلا وطن کیا گیا ان کی فہرست ہی بڑی طویل ہے مگر نواب صاحبؒ کو اپنی چھوٹی سی نیم مختار ریاست بھوپال کے لیے سینکڑوں پاپڑ بیلنے پڑے اور اس خالص جہاد کو غدر کا نام دے کر اور برٹش گورنمنٹ کو رحمتِ خداوندی قرار دے کر مجاہدوں اور غازیوں کے مجروح سینوں کو اپنی غرض و لالچ اور مطلب پرستی کے ظالم قلم کی نوک سے وہ مزید چھلنی کر رہے ہیں.

اور صفحہ ۴۸ میں لکھا ہے کہ :-

"حیثیت موجودہ پر سرکارِ انگریزی کی مخالفت کو قطعاً ناجائز لکھا ہے" (بلفظہٖ)

اور نیز اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ :-

"اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر دار الاسلام ہونے میں شک نہ رہے" الخ

اور صـ۷ میں لکھا ہے کہ :-

"پس فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومتِ برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے سخت نادانی اور بیوقوفی کی بات ہے" اھ

اور صـ۱۶ میں مولوی محمد حسین صاحب (بٹالوی) سرگروہ موحدین لاہور کے حوالے سے لکھا ہے کہ :-

"کہ جہاد اور جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہندیا بمقابلہ اس حاکم کے کہ جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے۔ از روئے شریعتِ اسلام عموماً خلاف و ممنوع ہے اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہندیا کسی اس بادشاہ کے کہ جس نے آزادگی مذہب دی ہے ہتھیار اٹھاتے اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے مثل باغیوں کے

شمار ہوتے ہیں'' اھ

انگریز ظالم نے ہندوستان اور بیرون از ہندوستان اور اسلامی ممالک کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کس دردمند مسلمان سے مخفی ہے؟ اور اس نے جو مذہبی آزادی دی وہ کس عقلمند اور ایماندار سے اوجھل ہے؟ مگر نواب صاحبؒ بھوپالی اور مولانا محمد حسین بٹالوی کے فتویٰ کے رُو سے برٹش گورنمنٹ کے خلاف مذہبی جہاد کرنے والا شرعاً باغی ہے اور اس کی وہی سزا ہے جو باغیوں کی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو لوگ انگریز جیسے ظالم کے ساتھ مذہبی جہاد کو غدر اور بغاوت کہتے ہیں وہ اور کیا جہاد کرتے ہوں گے؟ وہ بیچارے تو قتل و خونریزی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ لہٰذا یقاتلون علی الحق کا مصداق وُہ کیسے اور کیونکر قرار پا سکتے ہیں؟ خود نواب صاحبؒ ہی لکھتے ہیں کہ:۔

" اور حاکموں کی اطاعت اور رئیسوں کا انقیاد ان کی ملت میں سب واجبوں سے بڑا واجب ہے" (ص۲۹)

گویا ظالم برطانیہ جیسے حاکم کی اطاعت بھی ان کے نزدیک سب واجبوں سے (جن میں توحید و رسالت و معاد وغیرہ کا اقرار و تصدیق بھی شامل ہے) بڑا واجب ہے۔ ہاں اگر ظالم برطانیہ کے خلاف جہاد کے لیے برسرپیکار رہے تو سب کے سب مذہب حنفی کے پیروکار۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہندوستان میں یہ شرف بقول نواب صاحبؒ صرف حنفیوں کو حاصل رہا ہے کہ وہ کم و بیش ایک ہزار سال کی رفتہ شوکت و سلطنت کو پھر سے حاصل کرنے کے لیے کافر اور ظالم کے مقابلے میں سینہ سپر ہو کر لڑتے رہے، اور طرح طرح کی تکلیفیں اور صعوبتیں اُٹھاتے رہے مگر یقاتلون علی الحق کی صفت کو نہ چھوڑا۔ سچ ہے کہ

؎ جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں

باقی جو بعض نیک دل اور جذبۂ جہاد سے سرشار غیر مقلدین حضرات انگریز کے خلاف چمرقند وغیرہ میں لڑتے رہے وہ ان مفتیانِ کرام کے فتووں سے بے نیاز اور بالاتر ہو کر (بلکہ ان کے فتووں کی رو سے باغی اور فسادی بن کر) ذاتی شخصی اور انفرادی طور پر لڑتے رہے ہیں اور اس میں بھی وہ حنفیوں کے ولولۂ جہاد اور شوقِ شہادت سے متاثر ہو کر لڑے ہیں۔ ان سب مجاہدین پہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ آمین ثم آمین!

لطیفہ:۔ مؤلف نتائج التقلید نے ص۲ پہ یہ روایت یقاتلون علی الحق نقل کر کے اپنی

جماعت کے ترک قتال وجہاد پر یوں پردہ ڈالا ہے کہ ایک جماعت احقاق حق کے لیے گمراہ فرقوں سے تحریری وتقریری لڑائی جھگڑتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت برپا ہو (انتہیٰ)۔ یہ ہے یقاتلون علی الحق کا من بھاتا معنیٰ؟ حیرت ہے کہ اس کھلی ہوئی تحریف معنوی پر بھی پوری جماعت نے اس کی تائید ہی کی ہے۔ فوا اسفا!

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ممکن ہے کسی شخص کو یہ خیال پیدا ہو کہ اگر غیر مقلدین یا بزعم خود اہلحدیث حضرات نے جہاد نہیں کیا تو حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (المتوفی شہیداً ۱۲۴۶ھ) نے جو غیر مقلد تھے کیوں جہاد کیا؟ اور بالآخر بالاکوٹ کی سنگلاخ زمین میں کیوں شہید ہوگئے؟ اور ان کے غیر مقلد ہونے کے لیے یہ دلائل پیش کئے جائیں کہ انہوں نے تقلید کی تردید کی ہے۔ اور رسالہ تنویر العینین لکھا ہے جس میں رفع یدین کا مسئلہ بسط سے ذکر کیا ہے اور بعض مواقع پر ان کا خود رفع یدین کرنا بھی ثابت ہے وغیرہ۔

الجواب

حضرت شاہ صاحب وہ ہرگز غیر مقلد نہ تھے بلکہ وہ مقلد مذہب حنفی تھے اور دلائل مذکورہ سے ان کے غیر مقلد ہونے پر استدلال بچند وجوہ باطل ہے:۔

اولاً اس لیے کہ متعدد ٹھوس حوالجات سے ان کا مقلد مذہب حنفی ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح (المتوفی ۱۳۲۳ھ) حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رح کے مقلد اور غیر مقلد ہونے کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ "الجواب: بندہ نے جو کچھ سنا ہے مولانا مرحوم کا حال وہ یہ ہے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملی، اس پر عمل کرتے تھے اگر نہ ملتی تو امام ابوحنیفہ رح کی تقلید کرتے تھے واللہ تعالیٰ اعلم" (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۲۴ طبع جید برقی پریس دہلی)

اور نیز تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "اور وہ (مولانا شاہ شہید رح) یہ فرماتے تھے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملے اس پر عامل ہوں ورنہ ابوحنیفہ رح کی رائے کا مقلد ہوں اور سید (احمد شہید بریلوی رح) کا بھی یہی مشرب تھا" اھ (فتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۲)

اور ارواح ثلاثہ صـ۹۷ (طبع امداد الغرباء سہارنپور) میں ہے کہ مولانا اسمٰعیل صاحب شہید اور حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہما کا یہ مشرب تھا کہ حدیث صحیح غیر منسوخ کے مقابلے میں کسی کے قول پر عمل نہ کرے۔ اور جہاں حدیث صحیح غیر منسوخ نہ ملے تو مذہب حنفی سے بڑھ کر کوئی مذہب محقق نہیں۔"

اور حضرت مولانا المحدث القاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی المتوفی سـ۱۳۱۴ـھ ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

ومولانا اسمٰعیل الشہید کان سُنّیاً حنفیاً (کشف الحجاب صـ۲۲) مولانا اسمٰعیل شہید سُنّی اور حنفی تھے۔

اور دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں کہ:۔

"گو اب کے لوگوں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو نہیں دیکھا پر ہم نے ان کو دیکھا ہے وہ ایک عالم، مقلد، نیک نیت، باخدا اور شہید تھے وہ ہرگز لا مذہب غیر مقلد نہ تھے۔ ان کو غیر مقلد کہنے والا جھوٹا ہے" (کشف الحجاب صـ۲۲ بحوالہ خیر التنقید صـ۵۲)

نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو حنفی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو (الحطہ فی ذکر الصحاح الستۃ)

اور نیز لکھتے ہیں کہ:۔ اقتفی اثر جدہ فی قولہ وفعلہ جمیعاً اھ (الحطہ صـ۷۱) کہ شاہ اسمٰعیلؒ نے ہر قول وفعل میں اپنے دادا حضرت شاہ ولی اللہؒ کی پیروی کی ہے۔

ان تمام حوالجات سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت شاہ شہیدؒ غیر مقلد نہ تھے بلکہ مقلد تھے اور مقلد بھی مذہب حنفی کے۔

وثانیاً:۔ قرآن کریم اور حدیثِ صحیح وصریح غیر منسوخ کے مقابلہ میں جس مذموم اور جامد تقلید کی حضرت شاہ شہیدؒ نے تردید کی ہے، اس کا کون مسلمان منکر ہے؟ اور اپنے مقام[عـ۱] پر بسط کے ساتھ ہم نے فقہاء احناف کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کی واضح عبارات سے ایسی تقلید کے حرام ہونے پر بحث کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو الکلام المفید۔ ایسی تقلید کی تردید کی وجہ سے حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو غیر مقلد ثابت کرنا انصاف و دیانت کا منہ چڑانا ہے۔

وثالثاً:۔ حضرت شاہ شہیدؒ نے بلاشک خود رفع یدین بھی کیا اور اسی زمانہ میں انھوں نے تنویر العینین رسالہ بھی اس مسئلہ پر لکھا تھا مگر بعد کو انھوں نے رفع یدین ترک کر دیا تھا۔ چنانچہ تنبیہ الضالین مرتبہ علماء کلکتہ میں، جس میں مولانا

عـ۱ یعنی الکلام المفید میں ۱۲ منہ۔

سید عبد الخالق صاحبؒ کا فتویٰ بھی ہے ملاحظہ ہو ص۶۸ انکی وفات ۱۲۶۲ھ میں دہلی میں ہوئی اور یہ حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحبؒ کے استاد تھے دیکھئے حاشیہ اہل سنت والجماعت ص۲۷ از مولانا محمد علی الصدیقی الکاندھلوی اور خود نتائج التقلید ص۱۴۹ میں بھی اُن کو سید صاحب کا اُستاد بتایا ہے۔ چنانچہ تفسیر و حدیث میں مہارت کی سرخی کے تحت لکھا ہے کہ (مولانا السید نذیر حسین صاحبؒ نے) اور ایک دفعہ مولانا سید عبد الخالق صاحب شاگرد حضرت شاہ عبد القادر اور شاہ اسحاق صاحب سے یعنی اس مہارک علم میں کماحقہ مہارت پیدا کر لی) لکھا ہے کہ:۔

"مولوی کریم اللہ دہلوی ساکن محلہ لال کنویں نے کہا کہ یہ لوگ اسمٰعیلی ہیں مولوی اسمٰعیل کی تقلید کرتے ہیں وہ بھی ایسے ہی تھے مگر سچ یوں ہے کہ ان کا گمان فاسد اور محض ظلم اور کذب ہے وہ ہرگز ایسے نہ تھے بلکہ انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثۂ علماء حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا اور عالم محقق تھے ایسے لوگوں کو جو پاتے تو گور پرستوں سے زیادہ بد جانتے الخ"

پھر آگے لکھا ہے کہ:۔

"اور ایک رسالہ تنویر العینین کا جو بعضے آدمیوں نے اُن کی شہادت کے بعد ان کا کہہ کے مشہور کیا اگر وہ اُن کا ہو تو بھی بسبب اس کے کہ انہوں نے رفع یدین آخر عمر میں ترک کیا اس بات میں معتبر نہ رہا موافق مذہب اہلحدیث کے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے العبرۃ بالخواتیم وانما الاعمال بالخواتیم الخ (تنبیہ الضالین ص۸۶ و ص۸۷ برحاشیہ نظام الاسلام طبع خورشید عالم لاہور)"

اس سے بڑی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ مولانا السید نذیر حسین صاحب رح کے اُستاد بزرگوار اور دیگر معتبر علماء کے اقوال سے آراستہ رسالہ سے، صاف لفظوں میں ثابت ہو گیا کہ حضرت شاہ شہید رح نے آخر عمر میں رفع یدین ترک کر دیا تھا۔

و رابعاً:۔ تنویر العینین کی وجہ سے حضرت شاہ صاحبؒ کو غیر مقلد ثابت کرنا انصاف کا جنازہ نکالنا ہے کیونکہ اس میں اُنہوں نے مسئلہ رفع یدین پر جو فقیہانہ انداز سے گفتگو کی ہے وہ تو غیر مقلدین حضرات کی کمر توڑ دیتی ہے اور ان کے پلّے کچھ بھی نہیں رہنے دیتی۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب رح رقمطراز ہیں کہ:۔

الحق ان رفع الیدین عند الافتتاح والقیام منہ والقیام الی الثالثۃ سنۃ غیر مؤکدۃ من سنن الھدیٰ فیثاب فاعلہ بقدر ما فعل ان دائما فبحسبہ وان مرۃ فبمثلہ ولا یلام تارکہ وان ترکہ مدۃ عمرہ الخ۔

(تنویر العینین ص۹)

حق یوں ہے کہ تکبیر تحریمہ اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور اسی طرح تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہونے کے وقت رفع یدین کرنا سنّت غیر مؤکدہ ہے (یعنی ایسی سنت ہے جسکی تاکید جناب نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے نہیں فرمائی) سنن ھدیٰ سے ہے پھر بقدر کرنے کے اس کا کرنے والا مستحق ثواب ہوگا اگر ہمیشہ کرتا ہے گا تو اسے اسکے اندازے سے ثواب ملیگا اور ایک مرتبہ کریگا تو ایک مرتبہ کا ثواب پائے گا اور اس کے تارک پر ملامت نہ ہوگی اگرچہ ساری عمر اس کو ترک کرے۔

کیا غیر مقلدین حضرات ترک رفع یدین کرنے والوں کو طعن و ملامت سے محفوظ رکھتے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ان کو تنویر العینین سے کیا فائدہ؟

مشہور غیر مقلد عالم مرزا حیرت صاحب دہلوی حضرت شاہ شہید رہ کی اسی کتاب اور اسی عبارت کا حوالہ دے کر یہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

" اور یہ ثابت کر دیا کہ کوئی شخص رفع یدین نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے اور اگر کرے تو ثواب ہے کیونکہ طرفین کے دلائل اس مسئلہ میں قوی ہیں۔ اس سے زیادہ فیصلہ کرنے والا اور کون منصف جج ہو سکتا ہے"؟ (بلفظہٖ حیات طیبہ ص۲۶۶)

ہم غیر مقلدین حضرات سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا واقعی ان کے نزدیک مسئلہ رفع یدین محض سنّتِ غیر مؤکدہ ہے جس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے تاکید نہیں فرمائی اور اگر کوئی شخص مدّت العمر رفع یدین نہ کرے تو کیا ان کے نزدیک وہ باعثِ ملامت نہیں؟ اگر واقعیؔ وہ اس کے قائل ہیں تو پھر رفع الیدین کا یہ غیر ضروری جھگڑا کیوں؟ اور مناظرے اور مجادلے کس لیے؟ اور صفحات کے صفحات سیاہ کر کے تارکِ سنّت کا الزام کس پر قائم اور عائد کیا جاتا ہے؟ اور کیوں بعض دیگر مختلف فیہا مسائل کی طرح اس پر خاصا زور صرف کیا جاتا ہے؟ آخر مستحبات اور سُنن ھدیٰ تو اور بھی سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں ہیں۔ پھر صرف اس پر اتنی زور آزمائی اور کشیدگی کیوں؟ خدارا کچھ تو فرمائیں کہ بات کیا ہے؟ اور اس میں کون سا راز پنہاں اور مضمر ہے؟

حضرت شاہ صاحبؒ نے جو کچھ کہا ہے وہ بیشتر علماء احناف کہہ چکے ہیں۔ پورے بسط کے ساتھ تو ہم اپنے رسالہ "رفع یدین" میں عرض کریں گے ان شاء اللہ العزیز۔ مگر صرف ایک حوالہ عرض کئے دیتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب الحنفی رہ (المتوفی ۱۲۳۰ھ) فرماتے ہیں۔

"کیونکہ جس طرح رفع یدین سنت ہے یونہی ارسال بھی سنت ہے"۔ (بحوالہ ارواح ثلاثہ ص۱۳۷)

فرمایئے کیا رفع یدین کے سنت کہنے سے حضرت شاہ عبدالقادر رہ غیر مقلد ہو گئے؟ اگر ایسا ہی ہے تو ترک رفع یدین اور ارسال کو وہ کیوں سنت فرماتے ہیں؟ کیا غیر مقلدین حضرات کا یہی مسلک ہے؟ اگر ہے تو جھگڑا کاہے کا ہے؟

جناب مرزا صاحب حیرت دہلوی کی عبارت سے یہ بھی صاف طور پر واضح ہو گیا کہ اگر رفع یدین والوں کے دلائل قوی ہیں تو ترک رفع یدین والوں کے دلائل بھی قوی ہیں۔ کیا سچ مچ غیر مقلدین حضرات ترک رفع یدین کے دلائل کو بھی قوی سمجھنے اور کہنے پر راضی ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ جتنا اور جیسا تعصب آج کل کے نام نہاد اہلحدیث میں پایا جاتا ہے۔ غالباً کسی اور اسلامی فرقہ میں ایسا نہ ہوگا۔ خود ان کو اور ان کی کتابوں کو دیکھنا اور آزمانا شرط ہے۔

حنفی نماز

چونکہ حنفی طریقہ، نماز اقرب الی السنۃ ہے اس لیے عین قرین قیاس ہے کہ حضرت شاہ شہیدؒ نے آخر اسی کو معمول بہ بنایا۔ مولانا محمد جعفر شاہ ندوی پھلواروی اہلحدیث کے خاتم المحدثین نواب صدیق حسن خان صاحبؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

"اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ حنفی طریقہ نماز کو اقرب الی السنۃ سمجھتے تھے اور اس سے زیادہ عجیب تر بات یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رہ کی طرف رجوع کیا اور نقش بندی طریقے میں منسلک ہوئے"۔ اھ (بلفظہ الدین یسر ص۱۷۶ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)

یہ یاد رہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رہ، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رہ کے ارشد تلامذہ میں تھے اور پکے حنفی تھے جن سے روحانی فیض حاصل کرنے کے لیے نواب

صاحبؒ کو ان سے بیعت ہو کر نقشبندی طریقہ میں منسلک ہونا پڑا۔

طائفۂ منصورہ اہلِ علم ہوگا

آپ نے طائفۂ منصورہ کی دو روشن علامتیں اور واضح خوبیاں جو خود حدیث کے الفاظ میں موجود تھیں سُن لیں ہیں کہ ایک خوبی اس میں تفقہ فی الدین کی اور دوسری قتال علی الحق کی ہوگی اور یہ بھی آپ معلوم کر چکے ہیں کہ ان خوبیوں کا اہل اور مصداق کون ہے؟ اب آپ اس کی تشریح اور مصداق محدثین عظام اور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی زبانی سُن لیں۔

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت محمدؒ بن اسمٰعیل البخاری رہ (المتوفی ۲۵۶ھ) اس طائفۂ منصورہ کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

وھم اھل العلم (بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۷) — وہ طائفۂ منصورہ اہلِ علم حضرات ہیں۔

امّت مرحومہ میں ہزاروں اور لاکھوں ہی نہیں بلکہ کروڑوں افراد و اشخاص ایسے پیدا ہوتے ہیں جو علومِ دینیہ کے ماہر اور قرآن و حدیث کے دقیق اور عمیق نکات کے رمز شناس ہوتے ہیں اور بحمد اللہ تعالٰی آج بھی ایسی مبارک ہستیاں مختلف اسلامی ممالک میں موجود ہیں اور اہلِ علم کا یہ وسیع اور کشادہ دروازہ کسی ایک مسلک اور مشرب پر پابند نہیں ہے۔ لیکن بہت سے محدثین عظام رہ کے نزدیک اہلِ علم کا اولین مصداق حضرت امام ابو حنیفہ رہ ہیں جس کی تائید حدیث کے الفاظ یفقّھہ فی الدین بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ الاسلام حافظ مغرب ابو عمرؒ بن عبد البر المالکی رہ (المتوفی ۴۶۳ھ) سلمہؒ بن سلیمانؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:-

قلت لابن المبارک رہ وضعت من رأی ابی حنیفہ رہ ولم تضع من رأی مالکؒ قال لم ارہ علما (الخ) (جامع البیان العلم ج ۲ ص ۱۵۷)

میں نے حضرت عبد اللہؒ بن المبارک رہ سے دریافت کیا کہ آپ نے امام ابو حنیفہ رہ کی رائے کو تو اپنی کتابوں میں شامل کر لیا مگر امام مالکؒ کی رائے کو نہ لیا؟ انہوں نے فرمایا، اس لیے کہ مجھے وہ رائے وعلم نظر نہ آئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہؒ بن المبارکؒ کے نزدیک حضرت امام ابو حنیفہ رہ کی رائے نو علم

اور قابلِ اخذ تھی مگر اس کے مقابلہ میں حضرت امام مالک رہ کی رائے ان کو اس قسم کا علم نظر نہیں آئی اس لیے انہوں نے اس کو اخذ نہیں کیا اور سچ بھی یہ ہے کہ ؎ نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی۔

علامہ ابوبکر احمدؒ بن علی ۔ خطیب بغدادی الشافعی رہ (المتوفی ۴۶۳ھ) الحسنؒ بن سلیمان رہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں :۔

انه قال فی تفسیر الحدیث لا تقوم الساعة حتی یظهر العلم قال هو علم ابی حنیفة رہ و تفسیره الآثار اھ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۶)

انہوں نے اس حدیث میں کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک علم ظاہر نہ ہو جائے فرمایا کہ اس علم سے امام ابوحنیفہ رہ کا علم اور ان کی وہ تشریح مراد ہے جو انہوں نے حدیثوں کی تفسیر میں بیان فرمائی ہے

اس سے معلوم ہوا کہ علم اور تفسیر آثار میں حضرت امام ابوحنیفہ رہ کا پایہ بہت ہی بلند تھا۔

جلیل القدر محدث حضرت یزیدؒ بن ہارون رہ (جو القدوہ شیخ الاسلام حافظ اور متقن تھے، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۹۲ المتوفی ۲۰۶ھ) کی مجلس میں ایک مرتبہ بہت سے نامی گرامی محدثین کرام رہ تشریف فرما تھے جن میں خصوصیت کے ساتھ :۔

وعنده یحیی بن معین وعلی بن المدینی واحمد بن حنبل وزهیر بن حرب وجماعة آخرون اذ جاء مستفت فسأله عن مسئلة قال فقال له یزید اذهب الی اهل العلم قال فقال له علی بن المدینی الیس اهل العلم والحدیث عندك؟ قال اهل العلم اصحاب ابی حنیفة رہ وانتم صیادلة (مناقب الامام الاعظم ج ۲ ص ۴۲ لصدر الائمۃ المکی رہ)

امام یحیی رہ بن معین رہ، امام علی رہ بن المدینی رہ، امام احمد رہ بن حنبل رہ اور امام زہیرؒ بن حرب رہ اور ایک اور جماعت بھی موجود تھی۔ ایک سائل آیا اور اس نے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت یزیدؒ بن ہارون رہ نے فرمایا، جا کر اہلِ علم سے پوچھ۔ امام علیؒ بن المدینیؒ نے فرمایا کیا اہلِ علم اور اربابِ حدیث آپ کے پاس موجود نہیں ہیں؟ حضرت یزیدؒ بن ہارون رہ نے فرمایا کہ اہلِ علم تو اصحاب ابی حنیفہ رہ ہیں۔ تم تو صرف پنساری ہو۔

غور فرمایئے کہ صحاح ستہ کے مرکزی راوی اور چوٹی کے حافظ حدیث کی محدثین کرام رہ کی بھری مجلس میں یہ کس قدر وزنی شہادت اور گواہی ہے جس میں اصحاب ابی حنیفہ رہ کا اہلِ علم ہونا بیان کیا گیا ہے اور ان کے ارشاد کے بعد کسی کا کوئی انکار مروی نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر حضرت

امام ابی حنیفہؒ اور اصحاب ابی حنیفہؒ کی اور کیا فضیلت اور منقبت درکار ہے؟ اور ان کے اہل علم ہونے پر اور کیا شہادت درکار ہے؟

مشہور محدث حضرت سلیمان بن مہران الاعمشؒ (المتوفی ۱۴۸ھ جو الحافظ الثقہ اور شیخ الاسلام تھے تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۴۵) کی مجلس میں عبید اللہؒ بن عمرؒ (المتوفی ۱۴۷ھ جو الامام الحافظ اور الثبت تھے تذکرہ ج ۱ ص ۱۵۱) تشریف فرما تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

کنت فی مجلس الاعمش فجاءہ رجل فسالہ عن مسئلۃ فلم یجبہ فیھا و نظر فاذا ابو حنیفۃؒ فقال یا نعمان قل فیھا قال القول فیھا کذا قال من این؟ قال من حیث حدثتناہ قال فقال الاعمش نحن الصیادلۃ وانتم الاطباء اھ

(جامع البیان العلم ج ۲ ص ۱۳۱ و مناقب صدر الائمہ مکی ج ۱ ص ۱۶۳ واللفظ لابن عبد البر)

میں اعمش کی مجلس میں تھا کہ ایک سائل آیا اور اس نے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا انہوں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا اتنے میں انہیں امام ابو حنیفہؒ نظر آگئے۔ امام اعمشؒ نے فرمایا، اے نعمان اس مسئلہ کا جواب دے انہوں نے فرمایا اس مسئلہ کا جواب یوں ہے۔ وہ فرمانے لگے کس دلیل سے؟ امام اعظمؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کے رو سے جو آپ نے ہم سے بیان کی تھی اس پر امام اعمشؒ نے جواب دیا کہ ہم تو پنساری ہیں اور تم حکیم اور طبیب ہو۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح پنساریوں کے پاس مختلف قسم کی قیمتی جڑی بوٹیاں اور ادویہ ہوتی ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کے خواص اور فوائد کیا ہیں، اور یہ کس بیماری کا علاج ہیں اور ان کی مقدار خوراک کیا ہے اور کس چیز کے ساتھ مل کر وہ معتدل ہو سکتی ہیں اور پھر ان کی پرہیز کیا ہے؟ اسی طرح محدثین کرامؒ کے حافظوں میں بیش بہا حدیثیں ہوتی ہیں مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ان سے مسائل کیسے استنباط کئے جاتے ہیں۔ یہ کام صرف فقہائے کرامؒ ہی کا ہے اور خود محدثینؒ کو فقہاءؒ کی اس برتری کا کھلے لفظوں میں اقرار ہے جیسا کہ اپنے مقام پر اس کی بحث آئے گی انشاء اللہ العزیز۔

امام ابن حجر مکی الشافعیؒ (المتوفی ۹۷۳ھ)، صدر الائمہ مکیؒ اور حضرت ملا علی ن القاری الحنفیؒ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) یہ روایت اس طرح نقل کرتے ہیں کہ:۔

من احادیثک التی رویتھا عنک وسرد لہ عدۃ احادیث بطرقھا فقال الاعمش حسبک ما

یہ مسئلہ آپ کی ان احادیث سے نکالا گیا ہے جو آپ نے روایت کی ہیں اور اس کے بعد فوراً کئی احادیث مع اسانید

حدثتك به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة ما علمت انك تعلل بهذه الاحادیث یامعشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة وانت ایها الرجل اخذت بکلا الطرفین۔ (الخیرات الحسان ص۶۱ واللفظ لہ ومناقب موفق ج ۱ ص۱۶۵ ومناقب علی ن القاری رح بذیل الجواہر ج ۲ ص۴۸۵)

کے سنا ڈالیں۔ امام اعمش رح نے فرمایا تیرے لیے یہ خوبی کافی ہے کہ جو حدیثیں میں نے تجھے سو دن میں سنائی ہیں وہ تو صرف ایک گھڑی میں سنا رہا ہے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تو ان احادیث پر عمل کرے گا اے فقہاء کے گروہ تم طبیب ہو اور ہم تو پنساری ہیں اور تو نے اے شخص حدیث اور فقہ دونوں پہلوؤں کو اپنا لیا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رح کی علمی قابلیت اور فقاہت و فن روایت میں مہارت کی اور کیا دلیل درکار ہے؟ کہ خود اُن کے استاد صحاح ستہ کے مرکزی راوی اور پایہ کے محدث ان کی خوبی اور روایتی و درایتی کمال اور جلالت کا نہ صرف یہ کہ اقرار ہی کرتے ہیں بلکہ ان پر مہر تصدیق بھی ثبت فرماتے ہیں ۔ مزے کی بات یہ ہے کہ امام موصوف رح کے علمی کمال کا تذکرہ کرنے والے وہ محدث اور مشہور شخصیتیں ہیں جن کے نام نامی اور علمی کارناموں سے عالم گونج رہا ہے۔ کیا خوب ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

محدثِ کبیر علیؒ بن عاصم رح (المتوفی ۲۰۱ھ جو مسند العراق الامام اور الحافظ تھے۔ تذکرہ ج ۱ ص۲۹۱) کی مجلس میں معروفؒ بن عبداللہ رح شریک تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ علیؒ بن عاصمؒ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

علیکم بالعلم علیکم بالفقه قال فقلت الیس هذا یسمع منك علم؟ قال العلم علم ابی حنیفة رح (مناقب موفق ج ۲ ص۴۵)

تم پر علم لازم ہے تم پر فقہ لازم ہے ہم نے کہا کہ یہ جو آپ سے سنا جاتا ہے یہ علم نہیں؟ علیؒ بن عاصم رح نے ارشاد فرمایا کہ علم تو امام ابو حنیفہ رح کا علم ہے۔

مشہور لغوی ابو سعید عبد الملک الاصمعی رح (المتوفی ۲۱۶ھ) فرماتے ہیں کہ ہم نے ابو عمروؒ بن العلاءؒ (المتوفی ۱۵۸ھ) سے سُنا۔ انہوں نے فرمایا کہ:۔

العلم علم ابی حنیفة رح وما نحن فیه الیسر (مناقب صدر الائمہ ج ۲ ص۴۶)

علم تو امام ابو حنیفہ رح کا علم ہے ہمارا کام تو بہت سہل ہے۔

ان تمام اقتباسات سے آفتاب نیمروز کی طرح یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اہلِ علم کے وسیع دائرہ میں دیگر بہت سے اکابر امت کی طرح باقوال مذکورہ بالا محدثین کرام رح اور ارباب لغت

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب نمبر اول پر شامل ہیں اس لیے طائفہ منصورہ کی تعریف اہلِ علم سے کر کے بھی ان سے حضرت امام موصوف اور ان کے اصحاب کو نکالنا جیسا کہ بعض غیر مقلدین حضرات کا خام خیال ہے سراسر باطل اور صریح ظلم ہے اور علمی دنیا میں اس کی سرِ مُو بھی کوئی وقعت نہیں اور نہ اس کو کوئی تسلیم کرنے کو تیار ہے۔ کیونکہ انہی کے تفقہ اور علمی کمال کی بدولت نصف سے زیادہ اُمّتِ محمدیہ کا دامن علم و فقہ سے مالا مال ہوا ہے ؎

اسی سے تو ہوا حاصل تجھے عرفانِ آزادی ۔۔۔ تو کیا سمجھے ہوئے تھا بے خبر تکلیفِ زنداں کو

طائفہ منصورہ اہلِ حدیث کا طبقہ ہے

طائفہ منصورہ کا مصداق بعض محدثین عظامؒ نے اہلِ حدیث اور اصحاب الحدیث کا گروہ قرار دیا ہے چنانچہ حضرت امام ترمذیؒ (المتوفی ۲۷۹ھ) شیخ المحدثین امام علیؒ بن المدینیؒ (المتوفی ۲۳۴ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ :-

ھم عندی اصحاب الحدیث (ترمذی ج۲ ص۳۲) ۔۔۔ طائفہ منصورہ میرے نزدیک اصحاب الحدیث ہیں۔

اور حضرت امام عبد اللہؒ بن المبارکؒ (المتوفی ۱۸۱ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

ھم عندی اصحاب الحدیث (شرف اصحاب الحدیث للبغدادیؒ ص۲۶) ۔۔۔ وہ میرے نزدیک اصحاب الحدیث ہیں۔

اور حضرت امام بخاریؒ سے ایک روایت میں یوں آتا ہے۔

ھم اھل العلم بالآثار (فتح الباری ج۱ ص۱۳۴ طبع مصر) ۔۔۔ وہ احادیث کا علم رکھتے ہیں۔

اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

ان لم یکونوا اھل الحدیث فلا ادری من ھم (نووی شرح مسلم ج۲ ص۱۴۳ و فتح الباری ج۱ ص۱۳۴) ۔۔۔ اگر طائفہ منصورہ اہل حدیث نہیں تو میں نہیں جانتا کہ اور کون ہو سکتا ہے :-

اور حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی الحنبلیؒ (المتوفی ۵۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ :-

ولا اسم لھم الا اسم واحد وھو اصحاب الحدیث (غنیۃ الطالبین ص۱۹۸) ۔۔۔ ان کا صرف ایک ہی نام ہے اور وہ اصحاب الحدیث ہے۔

ان اور اس قسم کے دیگر متعدد اقتباسات اور حوالجات سے یہ ثابت ہے کہ اہلِ حق اور طائفہ

منصورہ کا مصداق اہلِ حدیث اور اصحاب الحدیث ہیں۔

غیر مقلدین حضرات کا مکروہ پروپیگنڈا

کافی عرصہ سے غیر مقلدین حضرات کی طرف سے تقریرًا اور تحریرًا، اجتماعًا اور انفرادًا یہ مکروہ اور متعصبانہ پروپیگنڈا جاری ہے کہ شخصی رائے کی پابندی کرنے والے حضرات یا بالفاظِ دیگر مقلدین اور علی الخصوص احنافؒ اہلِ حدیث نہیں ہیں بلکہ یہ اہل الرائے ہیں اور اہل الرائے کا معنی وہ اپنی کم فہمی یا کج فہمی کی وجہ سے یہ کرتے ہیں کہ کتاب وسنّت اور قرآن وحدیث سے بے نیاز ہو کر وہ اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)۔ ہم نے اہل الرائے کی مبسوط بحث اپنی کتاب "مقام ابی حنیفہؒ" میں کر دی ہے وہ وہاں ہی ملاحظہ کر لی جائے۔ اس مقام پر ہم نہایت ہی ضروری ابحاث کے بعد علماء احناف کثّر اللہ تعالیٰ جماعتہم کا تعلق علمِ حدیث سے بڑے ہی مختصر طریقے سے عرض کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ ہم صرف بعض حضرات کا تذکرہ ہی بطورِ نمونہ عرض کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ، تاکہ نمونہ مشتے از خروارے کا تحقق ہو جائے۔ اگر تمام محدثین احناف رہ کا بیان کیا جائے تو یہ ہمارے حیطۂ امکان سے باہر ہے اور اس کے لیے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں اور اس کے لیے عمرِ خضر درکار ہے۔

اہلحدیث کا مفہوم

بجائے اس کے کہ ہم لفظ اہلحدیث کے مفہوم ومصداق کے لیے اصولِ حدیث کی بہت سی کتابوں کے حوالے درج کریں (اور ہمارے پیشِ نظر بفضلہ تعالیٰ بہت سے حوالے ہیں) زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قطعِ مسافت کے طور پر خود ایک غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹیؒ (المتوفی ۱۳۷۵ھ) کا ایک ہی حوالہ عرض کریں گے۔ مولانا میر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"بعض جگہ تو ان کا ذکر لفظ اہلِ حدیث سے ہوا ہے اور بعض جگہ اصحابِ حدیث سے بعض جگہ اہلِ اثر کے نام سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے، مرجع ہر لقب کا یہی ہے" اھ (تاریخ اہل حدیث ص ۱۲۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اہلحدیث، اصحاب حدیث، اہل اثر اور محدثین سب کے سب

مترادف الفاظ ہیں اور ان کا مصداق و مفہوم ایک ہی ہے۔ بقول کسے ؎

عبارا تنا شتّٰی وحسنک واحد و کل الی ذاک الجمال یُشیر

غیر مقلّدین حضرات کا تعصّب

ان کی بیشتر کتابیں اور رسالے، اخبارات اور جرائد، مختلف عنوانات اور متعدد تعبیرات کے ساتھ عوام النّاس کو یہ باور کرانے کے لیے وقف ہیں اور زمانۂ حال میں ان کی مایۂ ناز کتاب نتائج التقلید میں (جس پر اس جماعت کی روح رواں اور ثنائی پارٹی کے تقریباً سبھی قابلِ قدر حضرات کی تصدیقات ثبت ہیں) تو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کئی صفحات اس پر سیاہ کیے گئے ہیں کہ حنفی اہلحدیث نہیں ہیں اور ایک مقام پر لکھا ہے کہ :-

" سوائے گنتی کے حضرات کے جو کہ حضرت امام حنیفہ کے بعض اُستاد اور شاگرد ہیں جنہیں اس عہد کے علماءِ اسلام اہل الرائے کے نام سے یاد کرتے تھے باقی پوری اسلامی دُنیا اہلحدیث چلی آئی ہے " (نتائج التقلید ص۷)

اور پھر آگے شیخ چلی کی طرح موج در موج میں آکر یوں ارشاد ہوتا ہے :-

" جبتک اہلحدیث کا وجود باجوُد دنیا میں موجود ہے، دنیا قائم ہے۔ جونہی اہلحدیث کا وجود مفقود ہوگا دُنیا فنا ہو جائے گی " (بلفظہٖ ص۱)

بلاشک صحیح معنیٰ میں اہلحدیث کی نیک سعی اور مبارک وجود سے عالمِ اسباب میں دُنیا کا نظام چل رہا ہے لیکن کتبِ حدیث و تاریخ اور طبقات وغیرہ میں جن اہل الحدیث اور اصحاب الحدیث کا تذکرہ آتا ہے وہ اور ہیں اور زمانۂ حال کی بالکل نئی پیداوار اور نام نہاد اہلِ حدیث اور ہیں و بینھما بون بعید مؤلف نتائج التقلید (مع اپنے جملہ مصدقین کے) بلاوجہ ننانوے کے چکّر میں پڑا گھوم رہا ہے کہ اُن کے وجودِ باجوُد سے دُنیا کا سارا نظام قائم ہے کہ اگر کوئی سرپھرا جہان کی اس کَل اور چابی کو چھیڑے گا اور تقریری و تحریری لڑائی جھگڑے گا تو جہان آناً فاناً فنا ہو جائے گا، پھر بھلا کسی فرزانے یا دیوانے کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ وہ ان مست قلندروں کو چھیڑ کر دُنیا کے نظام کو تہ و بالا کر دے ؟ اور بستی دُنیا کی رونق اور چہل پہل کو لمحہ بھر میں نیست و نابود کرانے پر اُتر آتے ؟ اور پورے جہان

کی زیب و زینت کو آنکھوں کے سامنے خاکستر ہوتا دیکھے؟ اور خود بھی نابود ہو کر رہ جائے؟
توبہ۔ توبہ۔ ع

یوں ہی سہنے دو پروانوں کے اجزائے پریشاں کو

اصول فقہ کی مشہور اور متداول مگر مشکل اور دقیق کتاب "مسلم الثبوت" کی ایک عبارت کا صحیح مطلب نہ سمجھتے ہوئے مؤلف نتائج التقلید یوں غلط اور بے بنیاد استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"لہٰذا اصل اسلام کے ظاہر نصوص یعنی احکامِ قرآن و حدیث سے ان کو ذرہ بھی سروکار نہیں ہے گویا حنفی لوگ قرآنِ مجید اور کتبِ احادیث کو عمل کی نیت سے نہیں پڑھتے پڑھاتے بلکہ ان کا اصل مقصد کتاب و سنت کو توڑ مروڑ کر اقوال فقہ کے مطابق کرنا ہے (بلفظہٖ ص۶۵)

اس سے معلوم ہوا کہ مؤلف نتائج التقلید اور اس کے جملہ مصدقین حضرات حنفیوں کے دلوں کے بھید اور ان کی نیات اور سرائر سے بھی آگاہ اور واقف ہیں۔ شائد ان پر کوئی وحی اور الہام نازل ہوا ہو کہ حنفی قرآن مجید اور کتب احادیث کو عمل کی نیت سے نہیں پڑھتے پڑھاتے بلکہ ان کا اصل مقصد ہی کتاب و سنت کو توڑ مروڑ کر اقوال فقہ کے مطابق کرنا ہے۔ قرآن اور حدیث کی نصوص صریحہ اور قاطعہ کے تحت آج تک مسلمانوں کا تو یہ اتفاقی اور اجماعی عقیدہ چلا آتا ہے کہ علیم بذات الصدور صرف رب تعالیٰ کی ذات بابرکات ہی ہے اور اس کے بغیر دلوں کی نیتوں اور عزائم کو اور کوئی نہیں جانتا لیکن آجکل الاٹمنٹ کا زمانہ اور دور ہے کچھ بعید نہیں کہ یہ صفت آجکل غیر مقلدین حضرات نے مل جل کر اپنے نام الاٹ کرالی ہو (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور چونکہ بزعمِ خود وہ اہل حدیث بھی ہیں اور بخیالِ خویش حدیث ان کی اپنی کھیتی ہے، اس لئے ممکن ہے کہ اس صفت کا اکتساب انہوں نے ھلا شققت قلبہ، اور وحسابھم علی اللہ اور فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر۔ وغیرہ حدیثوں سے کیا ہو ورنہ کشید کر لینے میں کیا مضائقہ ہے؟

علاوہ ازیں آجکل تو تہذیب و تمدن اور ترقی و ایجاداتِ نو کا عہد ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بھوپال

امرتسر، مبارک پور، دہلی، روپڑ اور بٹالہ وغیرہ میں کوئی خاص قسم کی خوردبین و دوربین اور نہ سہی تو لیکس ہی کوئی ایسا تیار ہو چکا ہو جس کے ذریعے سے حنفیوں کے دلوں میں خوابیدہ نیتوں کو بھی معلوم کر لیا جائے اور یہ مُحال اور وں کو حاصل نہ ہو سکے۔ کیونکہ ع نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند۔

اور آگے بزعم خود تردید حنفیہ کی دشوار گذار گھاٹی اور مشکل ترین قلعہ کو فتح اور سر کرتے ہوئے لذت اور سرور کے ہوائی جہاز بلکہ راکٹ پر سوار ہو یوں لکھا ہے اور اس کے جملہ مصدقین نے اس کذب بیانی پر آمنّا کی تصدیق کی ہے کہ حنفیوں کے لیے صرف اپنے مذہب حنفی کی کتب فقہ پر عمل کرنا ضروری اور لازمی ہے اور قرآن و حدیث پر عمل کرنا ان کے لیے ضروری نہیں ہے گویا کہ وہ اپنے امام سے عہد کر چکے ہیں کہ ؎

" پھرے زمین پھرے آسمان ہو تو پھر جائے
پھریں گے تجھ سے نہ ہم، ہم سے گو خدا پھر جائے " (بلفظہ ص۶۶)

معاذ اللہ تعالیٰ! داد دیجئے اس صریح بہتان خالص افترا۔ اور سفید جھوٹ کی آئندہ اوراق میں آپ احناف کثّر اللہ تعالیٰ جماعتہم کا قرآن و حدیث سے گہرا تعلق اور رشتہ تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں گے۔ ہمیں قبل از وقت کہنے کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں لیکن ایک بات پر سخت حیرت اور تأسف ہے کہ کتاب کا نام تو رکھا ہے نتائج التقلید اور نزلہ گرایا جا رہا ہے۔ صرف حنفیوں پر؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اگر نفس تقلید ہی بُری چیز ہے تو مالکی شافعی اور حنبلی بھی فرقے مذموم اور قابل ملامت ہونے چاہئیں کیونکہ تمام ہی تقلید کے پھندے میں مبتلا ہو کر اپنے اپنے امام سے عہد کر چکے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) کیا اُن کی تقلید کا کوئی بُرا نتیجہ نہیں نکلتا؟ اگر نکلتا ہے تو صرف حنفیوں ہی کی تقلید کا؟ اور کیا ان سب کی ساری فقہ کی کتابیں اغلاط سے بالکل پاک اور ہر جزئی قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے؟ اور کیا انکا کوئی مسئلہ بھی غلط اور مخالف قرآن و حدیث نہیں ہے؟ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ تمام غیر مقلدین حضرات تقلید بد کے نتائج سے ڈراتے ہوئے آناً فاناً چکر کاٹ کر اور منزل طے کر کے آمدم بر سر مطلب کے طور پر احناف اور دیوبندیوں پہ ہی اپنی سُر کی تان توڑتے ہیں اور دوسرے مقلدین حضرات کو مکھن سے بال کی طرح نکال کر محفوظ کر لیتے ہیں؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے!

انتہائی تعصب

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ناظمِ اعلےٰ لکھتے ہیں کہ:۔

ایک بہت بڑا مغالطہ اور اہلِ حدیث، کچھ مدت سے عوام میں ایک مغالطہ کی اشاعت ہو رہی ہے اور اچھے سنجیدہ اور پڑھے لکھے حضرات کو اس میں مبتلا پایا گیا وہ یہ ہے کہ اہلِ حدیث کوئی مکتبِ فکر نہیں بلکہ حفاظِ حدیث اور اس فن کے ماہرین کو اہلِ حدیث کا نام دیا گیا۔ اس مغالطہ کی حمایت ہمارے ملک کی بعض تحریکات نے بھی کی ہے اور بعض کم سواد حضرات نے بھی اپنی تحریروں میں اس خیال کا اظہار فرمایا۔ اس کے دو ہی سبب ہیں۔ قلتِ مطالعہ یا پھر تعصب کے ساتھ سیاہ دلی۔ اس میں کچھ شک نہیں، فنِ حدیث اور اسی کے حفظ ضبط کا دل پسند مشغلہ مذاہبِ اربعہ میں آرہا ہے اور ان مکاتب فکر کے علماء نے فنِ حدیث اور اس کے خوادم فن رجال اصول حدیث وغیرہ کی خدمت کی لیکن یہ حضرات اس خدمت کے باوجود فہم حدیث کے معاملہ میں اپنے پیش رو امام ہی کے انداز سے سوچتے ہیں جیسے حافظ طحاوی، علامہ ترکمانی، حافظ بیہقی، حافظ بدر الدین عینی، حافظ ابنِ حجر عسقلانی۔ یہ حضرات حدیث کی خدمت کے باوجود طریقِ فکر کے لحاظ سے یا حنفی ہیں یا شافعی اسی طرح موالک اور حنابلہ میں بھی ایسے خدامِ حدیث موجود ہیں جو فکر کے لحاظ سے مالکیت یا حنبلیت کے پابند ہیں، وہ احادیث کے مفہوم کو سوچتے وقت اپنے ائمہ کی حدود و فکر سے آگے نہ بڑھ سکے بلکہ ان کے تحقیقی ارشادات پر غور فرمایئے تو اپنے مخالفین کے خلاف بعض اوقات خاصا تشدد نظر آئے گا۔ اس کے باوجود وہ حدیث کے خادم ہیں۔

اہلحدیث مکتبِ فکر

لیکن اہلحدیث مکتبِ فکر اس سے بالکل مختلف ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جو اپنے افکار میں ان شخصی پابندیوں سے آزاد ہے، وہ مجتہد ہوں یا نہ ہوں لیکن وہ شخصی اجتہادات کے پابند نہیں بلکہ ان بزرگوں کے لیے مواد اور دلائل فراہم فرماتے ہیں، خود بھی پیش آمدہ مسائل پر کتاب اللہ اور سنّت اور ائمہ سلف کے ارشادات کی روشنی میں غور

فرماتے ہیں ائمہ اربعہ کے اجتہادات سے موافقت ہو یا مخالفت اس کے لیے وہ چنداں فکرمند نہیں ہوتے بلکہ ان کی نظر مصالح پر ہوتی ہے۔" انتہیٰ بلفظہٖ۔

(اخبار الاعتصام ص۵ کالم ۱، ۲ر فروری ۱۹۶۲ء)

مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اس عبارت میں مقلدین ائمہ اربعہ کو اہلحدیث کے دائرہ سے نکال دیا ہے اور صرف غیر مقلدین حضرات کو اہلحدیث کا عہدہ جلیلہ الاٹ کر دیا ہے اور جن حضرات نے خدام حدیث کو اہل حدیث کہا تھا عام اس سے کہ وہ حنفی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنبلی وغیرہ ایسے لوگوں پر مولانا نے قلیل المطالعہ اور سیاہ دل ہونے کا خسروانہ فتویٰ صادر فرمایا ہے اور ان کو مقلدین کا بعض اوقات خاصا تشدد تو نظر آگیا ہے لیکن اپنی مہربان جماعت کا تعصب اور کجروی بالکل نظر نہیں آئی۔ جس کے کچھ حوالے ہم نے پیش لفظ میں عرض کئے ہیں۔ شائد ایسے ہی موقعے کے لیے کہا گیا ہے کہ ؎

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

اہلحدیث اور اصحاب حدیث سے کیا مراد ہے

اہلحدیث سے وہ حضرات مراد ہیں جو حدیث کے حفظ و فہم اور اس کے اتباع و پیروی کے جذبے سے سرشار اور بہرہ ور ہوں۔ اہلحدیث کا مفہوم جو غیر مقلدین حضرات کی طرف سے سمجھا اور سمجھایا جا رہا ہے کہ ترک تقلید ہے، سراسر غلط، سولہ آنے باطل اور سو فیصدی بے بنیاد ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ الحنبلی رہ رقمطراز ہیں کہ:۔

ونحن لا نعني باهل الحديث المقتصرين على سماعه او كتابته او روايته بل نعني بهم كل من كان احق بحفظه ومعرفته وفهمه ظاهراً وباطناً واتباعه باطناً و ظاهراً وكذلك اهل القرآن اھ

ہم اہلحدیث سے صرف وہی لوگ مراد نہیں لیتے جو محض اس کو سننے یا لکھنے یا روایت کرنے والے ہوں بلکہ ہم اہلحدیث سے ہر وہ شخص مراد لیتے ہیں جو اس کے حفظ و معرفت کا اہل و لائق اور اس کے ظاہر و باطن کو سمجھنے والا اور اس کے باطن و ظاہر پر عمل کرنے والا ہو

(نقض المنطق ص۱۸ طبع القاہرہ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) اور یہی معنی ہیں اہل قرآن کے۔

اس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوا کہ اہلحدیث صرف اور محض وہی نہیں جو حدیث کی روایت و حفظ کا علمبردار ہو اور درایت اور فقہ حدیث کا منکر ہو بلکہ اہلحدیث کے مفہوم کے لیے روایت اور حفظ کے علاوہ معرفت، وفہم اور اتباع بھی ضروری ہے جیسا کہ اہل القرآن وہ نہیں جو زمانۂ حال کے ملحدین کی طرح حدیث کا منکر ہو کہ اہل قرآن کہلائے بلکہ اہل القرآن وہ ہے جو قرآن کے الفاظ و معانی، حفظ و معرفت اور اتباع کا پورا دلدادہ ہو۔ سچ کہا گیا ہے کہ:۔

اُٹھا سکتے کیا زمین و آسماں بارِ امانت کو
ہمیں دونوں جہاں میں حاملِ بارِ گراں نکلے

علامہ حافظ محمدؒ بن ابراہیم الوزیرؒ (المتوفی ۸۴۰ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اذ من المعلوم ان اھل الحدیث اسم لمن عنیٰ بہ وانقطع فی طلبہ، الیٰ ان قال فھؤلاء ھم اھل الحدیث من ایّ مذھب کانوا الیٰ ان قال وقد ذکر ائمۃ الحدیث ما یقتضی ذالک فانھم مجموعون علی ان اباعبد اللہ الحاکم بن البیع من ائمۃ الحدیث مع معرفتھم انہ من الشیعۃ اھ

(الروض الباسم ج ۱ ص۱۲۲ طبع مصر)

کیونکہ یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ اہلحدیث ہر اس شخص کا نام ہے جس نے تحصیل حدیث کا اہتمام کیا اور اس کی طلب میں یکسو ہو گیا ہو۔ (پھر فرمایا کہ) پس یہ حضرات اہل حدیث ہیں جس مذہب سے بھی ان کا تعلق ہو (پھر فرمایا کہ) خود ائمہ حدیث کے بیان سے اس کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ وہ سب اس امر پر متفق ہیں کہ امام حاکم (صاحب مستدرک) ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ حالانکہ محدثین جانتے ہیں کہ وہ شیعہ تھے۔

اس سے آشکارا ہو گیا کہ ہر وہ شخص اہل حدیث ہے جس نے تحصیل اور طلب حدیث کا اہتمام کیا ہو اور حدیث کے لیے سعی اور کاوش کی ہو عام اس سے کہ وہ حنفی ہو یا مالکی، شافعی ہو یا حنبلی، حتیٰ کہ شیعہ ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی اہل حدیث ہے۔ نہایت تعجب اور سخت تاسف کی بات ہے کہ غیر مقلدین نے یہ کیونکر سمجھ لیا ہے کہ لفظ اہلحدیث غیر مقلد یا تارک التقلید کے مترادف ہے جس کے لیے وہ تقریراً و تحریراً سارا زور صرف کر رہے ہیں اور جہاں لفظ اہلحدیث آتا ہے اس کو اپنے ہی اُوپر منطبق کر کے پھولے نہیں سماتے اور اپنی کڑی بلا وجہ ان حضرات سے جوڑنے کی کوشش

کرتے ہیں مگر ؎

نہ ہر کہ موئے برا فروخت دلبری داند

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ نے محدث ابن الطاہرؒ کا حاکم صاحب مستدرک کے بارے میں کلام نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے "و ایں دلیل است بر آنکہ شیعی غالی بود لیکن ذہبیؒ گفتہ ہو شیعی لا رافضی اھ (ھدایۃ السائل ص۵۲۵ طبع بھوپال ۱۲۹۲ھ) رافضی نہ سہی شیعہ ہی سہی، بایں ہمہ وہ اہلحدیث ہیں۔

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ اصحاب الحدیث پانچ ہیں۔ ایک ان میں ابن جریجؒ ہیں (بغدادی ج ۱۰ ص۴۰۲) اور یہ وہ حضرت، وہ ہیں جنہوں نے نوّے عورتوں سے متعہ کیا تھا۔
(میزان ج ۲ ص۶۵۹ طبع مصر)

شیعہ حضرات کے چند محدّثین

محمد بن عمر

محمد بن عمر المعروف بابن الجعابیؒ (المتوفی ۳۵۵ھ) کو چار لاکھ حدیث یاد تھی اور چھ لاکھ حدیث کا وہ مذاکرہ کر سکتے تھے۔ امام ابو علی الحافظؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بغدادیوں میں ان سے بڑا حافظ کوئی نہیں دیکھا (تاریخ بغداد ج ۳ ص۲۸)

اور خطیبؒ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان احد الحفاظ الموجودین ومذھبہ فی التشیع معروف (ج ۳ ص۲۶ تاریخ بغداد)

وہ بڑے حفاظ میں تھے اور مشہور شیعہ تھے۔

ابو بکر بن دارم

ابو بکر بن دارم (المتوفی ۳۵۲ھ) کو علامہ ذہبیؒ الحافظ المسند اور محدث الکوفہ لکھتے ہیں اور ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ وہ الشیعی تھے (تذکرہ ج ۳ ص۹۴)

ابو محمد الحسن بن احمد السبیعیؒ (المتوفی ۳۷۱ھ)

ان کو علامہ ذہبی رہ، العلامہ اور الحافظ اور من ائمۃ ہذا الشان لکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں علی تیشع فیہ (تذکرہ ج ۳ ص ۱۵۳)

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، حافظ اور مکثر تھے۔ (ایضاً ص ۱۵۴)

جعفر بن زیاد الکوفی (المتوفی ۱۶۷ھ)

وقت کے محدث تھے۔ امام احمدؒ ان کو صالح الحدیث، ابن معینؒ ثقہ، ابوداؤدؒ صدوق اور ابن عمارؒ صالح کہتے ہیں اور سب کہتے ہیں کہ وہ شیعہ تھے (بغدادی ج ۷، ص ۱۵۰ تا ص ۱۵۲)

ابن خراش (المتوفی ۲۸۳ھ)

یہ الحافظ البارع اور الناقد تھے۔ امام ابونعیمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن خراش سے بڑا حافظِ حدیث کوئی نہیں دیکھا معہذا وہ نہ صرف یہ کہ شیعہ تھے بلکہ رافضی تھے اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مثالب پر کتاب لکھی تھی۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۳۰)

ابو غسان (المتوفی ۲۱۹ھ)

یہ الحافظ اور الحجہ تھے۔ ثقہ اور ثبت ہونے کے علاوہ من ائمۃ المحدثین بھی تھے۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ وہ شدید التشیع تھے۔ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۶۴)

ابو احمد الزبیری (المتوفی ۲۱۳ھ)

یہ الحافظ اور الثبت تھے۔ امام وکیعؒ بن الجراح رہ کے ہم پایہ سمجھے جاتے تھے اور حضرت امام بخاری رہ کے استاد تھے۔ محدث بندار رہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو احمد سے بڑھ کر کوئی بڑا حافظ نہیں دیکھا،

اور امام عجلی رہ فرماتے ہیں کہ وہ شیعہ تھا۔ (تذکرہ ج ۱ ص ۳۳۵ ملخصہ)۔

عبید اللہ بن موسیٰ المتوفی ۲۱۳ھ

یہ امام بخاریؒ وغیرہ کے استاد ہیں مگر بایں ہمہ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کان شیعیا متحرقا۔ وہ جلا بھنا ہوا شیعہ تھا (میزان الاعتدال ص ۱۶ ج ۳)

محمد بن فضیل بن غزوان (المتوفی ۱۹۵ھ)

یہ المحدث اور الحافظ تھے۔ یہ حضرت بھی شیعہ تھے۔ اور امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ کان شیعیا محترقا (تذکرہ ج ۱ ص ۲۹)

اگر ہم صرف اُن حضرات کی فہرست بیان کرنا شروع کر دیں جو پایہ کے محدث اور حافظ الحدیث تھے اور بایں ہمہ وہ شیعہ تھے تو اس کے لیے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں اس لیے ہم نے تذکرۃ الحفاظ سے چند حضرات کے نام درج کر دیے ہیں۔ وفیہا کفایۃ لمن لہ ھدایۃ۔

معتزلی

بہت سے ایسے حضرات بھی تھے جو مذہباً معتزلہ تھے مگر علم حدیث کی خدمت کی وجہ سے محدثین کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں مثلاً ابوسعد اسمٰعیل بن علی السمان (المتوفی ۴۴۵ھ) جو الحافظ الکبیر اور المتقن تھے۔ اور علامہ کتانی کا بیان ہے کہ:

كان من الحفاظ الكبار زاهدًا عابدًا يذهب الى الاعتزال ــــ وكان عدلى المذهب معتزليا ــــ وكان اماما بلا مدافعة فى القرأت والحديث والرجال اھ (بحوالہ تذکرہ ج ۳ ص ۳۰)

وہ بڑے حفاظ میں سے تھے اور زاہد و عابد تھے اور معتزلی مذہب کے شیدائی تھے ـــــ اور وہ مذہب میں معتزلی تھے جو اپنے کو عدل و انصاف والے کہتے ہیں اور بلا مدافعت وہ قرأتِ حدیث اور رجال کے امام تھے۔

گھر کی شہادت

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رح (المتوفی ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء) لکھتے ہیں کہ:

"اور اگر کوئی مقلد ایسا ہی سعید ہو کہ ہمیشہ اس بات کی فکر میں رہے کہ کوئی مسئلہ بغیر ثبوت قرآن و حدیث کے نہ ملنے۔

اور ہر مسئلہ میں اہلحدیث کی طرح مقدم قرآن و حدیث ہی سے استدلال کرے، جس مسئلہ کی گواہی یہ دو عادل گواہ دیں اسی کو واجب التسلیم جانے اور جس کی بابت یہ گواہی نہ دیں اسے متروک سمجھے تو ایسے صاحب بھی اہلحدیث کے محاورے میں اہلحدیث ہی ہیں گو ان کے نام کے ساتھ حنفی شافعی وغیرہ ان کی طرف سے یا پچھلوں کی طرف سے ملائے گئے ہوں لیکن قلیلٌ مّاھُمْ (انتہیٰ بلفظہٖ)

(اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷ مکتبہ ثنائیہ سرگودھا)

مولانا مرحوم کا یہ وہم ہے کہ حنفی اور شافعی وغیرہ اہلحدیث تو ہیں مگر تھوڑے (قلیلاً ماھم) حقیقت یہ ہے کہ معدودے چند حضرات کے سوا تقریباً بارہ سو سال تک تمام مقلدین ہی اہلحدیث رہے ہیں چند نفوس تھے جو داؤدؒ بن علیؒ، علامہ ابنِ حزمؒ اور ابن شاہینؒ وغیرہ وغیرہ کی طرح غیر مقلد تھے۔ باقی تمام محدثینِ کرامؒ اور فقہاء عظامؒ مقلد ہی تھے۔ اس مادر پدر آزاد دَور میں لوگوں کو اعمال اور رائے میں جتنی آزادی کوئی دے گا لوگ اُسی کے زیادہ گرویدہ ہوں گے۔ منکرینِ حدیث وغیرہ کا طریقہ ہمارے سامنے ہے اس لیے بہت سے تعلیم نو کے دلدادہ غیر مقلد بن گئے ہیں اور بنتے جا رہے ہیں جس سے بلا وجہ غیر مقلدین حضرات کو اپنی کامیابی پر گھمنڈ ہے۔ مولانا مرحوم نے یہ بھی واضح نہیں کیا اور اس کو بالکل ہڑپ ہی کر گئے ہیں کہ غیر منصوص مسائل جن میں قرآن و حدیث سے صراحت کے ساتھ روشنی نہیں پڑتی، ایسے موقعہ پر کیا کیا جائے؟ ہم نے اپنی مبسوط کتاب مقام ابی حنیفہؒ میں اس پر سیر حاصل بحث کردی ہے وہاں ہی ملاحظہ کرلیں۔

غرضیکہ اہلِ بدعت کے علاوہ مقلدین کا کوئی بھی ایسا فرقہ نہیں جو قرآن و حدیث کو سب دلائل سے مقدم نہ سمجھتا ہو اور قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے رائے و قیاس سے کام لیتا ہو۔ اگر ہماری بات پر یقین نہ آتے تو ہم مجبور نہیں کرتے خود اپنے ہی گھر کا ایک حوالہ سن لیجیے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:۔

"گمان نمیرود کہ مسلمانے در روئے زمین ایں چنیں جرأت بلا عذرِ صحیح صریح بیتواند کرد

کہ اوّلاً قرآن و حدیث را بلا سبب بطورِ عناد ولِداد در پسِ پشت افگندہ دست برائے مجرد خرد سا ذج زند و باز دعوئے اسلام و ادعای ایمان نماید و ازیں جا است کہ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ حرانی رہ در کتاب رفع الملام عن الائمۃ الاعلام قریب بست عذر از طرف سلف در ترک قول و عمل بموجب ادلہ بیان کردہ و فرضاً اگر یکے از عامہ یا سفہاء متفقہ یا جہلہ مقلدہ ایں چنیں حرف بر زبان آرد در کفرش ہیچ شک و شبہ نیست وَ مَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسولَ الآیۃ ؂ (بدور الاہلہ ص۳۴۶ طبع شاہجانی بھوپال ۱۲۹۸ھ)

نواب صاحبؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ روئے زمین پر ایک بھی مسلمان ایسا نہیں جو ضد اور عناد کی وجہ سے قرآن و حدیث کو پسِ پشت پھینک کر صرف رائے اور محض عقل پر اعتماد و بھروسہ کرتا ہو اور پھر وہ ایمان و اسلام کا مدعی بھی ہو، بلکہ اگر کسی مقام پہ قرآن و حدیث کے کسی ظاہر مفہوم کو ترک کیا ہوگا تو اس کے لیے اس کے پاس کوئی صحیح اور صریح عذر ہوگا اور شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ نے اپنی کتاب رفع الملام عن ائمۃ الاعلام میں سلف کی طرف سے اس پر بیس کے قریب اعذار پیش کئے ہیں، اور اگر بالفرض کوئی عامی یا بیوقوف مُتَفَقِّہ یا کوئی احمق اور ضدی مقلد عمداً و قصداً قرآن و حدیث کو پسِ پشت ڈالتا ہو تو اس کے کفر میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ مگر یہ محض فرضی بات ہے اور بس۔

بقول نواب صاحبؒ ایسے شخص کا کہیں بھی برسوں روئے زمین پر وجود نہیں آیا، اور سچ ہے کہ ؂

ہر عالم سمجھتا ہوں مذاق گرمیِ محفل
مری نظر دل میں ہے ہر گردشِ پیمانہ برسوں سے

انصاف کے پیشِ نظر اصولی طور پر یہ حوالجات بالکل کافی ہیں کہ جن جن کتابوں میں لفظ اہل حدیث یا محدّث یا اہلِ اثر یا اصحاب الحدیث وغیرہ آیا ہے اس سے ہر وہ شخص یا وہ جماعت مراد ہے جو حدیث کی حفظ و معرفت اور روایت و درایت میں کوشاں رہی ہو۔ فقہی طور پر اس کا مسلک خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو حنفی ہو یا شافعی، مالکی ہو یا حنبلی ہو، یا معتزلی ہو خواہ اس نے نوے عورتوں سے متعہ بھی کیا ہو، یہاں تک کہ اگر وہ شیعہ بھی ہو اور شیخین کے

مثالب پر اس نے کتابیں بھی لکھی ہوں تو وہ محدثین کی اصطلاح میں اہلحدیث ہی ہوگا۔ محدثین کرام کی اصطلاح میں شخصی رائے سے آزادی اہلحدیث کے مفہوم میں ہرگز داخل نہیں ہے

محدثین حنفیہؒ ــــ علم حدیث اور احناف

تاریخی طور پر دنیا کا کوئی منصف مزاج اور صاحب علم اس امر کا ہرگز انکار نہیں کرسکتا کہ جو خدمت علم حدیث کی روایۃً و درایۃً علماء احناف نے کی ہے وہ اور کسی نے نہیں کی اور روایت کے صحت و سقم کے جو اصول انہوں نے قائم کئے ہیں انہی کی روشنی میں عام محدثین کرام نے احادیث کی چھان بین کی ہے اور ان کی اس خدمتِ جلیلہ کا انکار آفتاب نصف النہار کا انکار ہے جس کو کبھی کوئی عقلمند قبول نہیں کرسکتا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ

سید الاذکیاء، فقیہ الامت، رأس الاتقیاء حضرت امام ابوحنیفہ نعمانؒ بن ثابت الکوفیؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) نے علم دین کی جس نہج پر خدمت کی ہے، صحابہ کرامؓ اور کبار تابعینؒ کے بعد امت مرحومہ میں وہ صرف انہی کا حصہ ہے۔ اور علم حدیث میں جو مقام ان کو حاصل رہا ہے بغیر کسی جاہل یا متعصب کے اور کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ اس کی پوری بحث مقام ابی حنیفہؒ میں ہم نے عرض کردی ہے وہاں ہی ملاحظہ کریں۔ یہاں صرف چند اشارات ہی کافی ہوں گے۔

علامہ عبدالکریم شہرستانیؒ (المتوفی ۵۴۸ھ) رجال مرجئہ (اہل سنت) کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان اہل سنت کے مرجیا میں امام حمادؒ بن ابی سلیمانؒ، ابوحنیفہؒ، ابویوسفؒ، محمدؒ بن الحسنؒ اور قدیدؒ بن جعفرؒ وغیرہ شامل تھے۔

وھؤلاء کلھم ائمۃ الحدیث اھ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ اور یہ سب کے سب ائمہ حدیث تھے۔

(الملل والنحل ص۱۳۰ ج۱ مکتبۃ الانجلو المصریہ)

اس عبارت میں موصوف نے حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ وغیرہ

سب کو ائمہ حدیث کہا ہے۔ باقی مرجئہ اہلِ سنت اور مرجئہ اہلِ بدعت کی پوری تحقیق ہم نے مقامِ ابی حنیفہ رہ میں کر دی ہے۔

امامِ حاکم رہ (المتوفی ۴۰۵ھ) حضرت امام ابو حنیفہ رہ کو علمِ حدیث کے مشہور ائمہ ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ (معرفت علوم الحدیث صـ۲۴۰ و صـ۲۴۵ طبع قاہرہ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ائمہ الحدیث والفقہ کے تحت حضرت امام ابو حنیفہ رہ اور حضرت امام ابو یوسف کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ (تلخیص کتاب الاستغاثہ المعروف بالرد علی البکری صـ۱۳ طبع مصر)

علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ جیسی بے نظیر کتاب میں مستقل عنوان دے کر حضرت امام ابو حنیفہؒ کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہوئے الامام الاعظم، فقیہ العراق، متورع عالم، عامل متقی اور کبیر الشان کے پیارے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۱ صـ۱۵۸)

الحافظ محمدؒ بن یوسف الصالحی الشافعی رہ (المتوفی ۹۴۲ھ) اپنی کتاب عقود الجمان میں لکھتے ہیں کہ:-

كان ابوحنيفة رہ من كبار حفاظ الحديث واعيانهم اھ (بحوالہ تانیب الخطیب صـ۱۵۶ طبع مصر)

ابو حنیفہ رہ کبار حفاظِ حدیث اور ان کی بلند و بالا شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام حافظ ابن عبد البر المالکی رہ (المتوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:-

وروى حماد بن زيد عن ابى حنيفةؒ احاديث كثيرة (الانتقاء صـ۱۳۰ طبع مصر)

کہ حمادؒ بن زید رہ نے ابو حنیفہ رہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔

اگر خود حضرت امام ابو حنیفہ رہ کے پاس بہت سی حدیثیں نہ تھیں اور بقول متعصبین صرف سترہ حدیثیں ہی تھیں (جس کی پوری تردید ہم نے مقامِ ابی حنیفہ رہ میں کر دی ہے) تو حمادؒ بن زیدؒ نے ان سے کس طرح کثیر حدیثیں روایت کر لی تھیں؟

مؤرخ اسلام عبد الرحمٰنؒ بن خلدون المغربی رہ (المتوفی ۸۰۸ھ) لکھتے ہیں کہ:-

ويدل على انه من كبار المجتهدين فى علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره ردًّا وقبولاً اھ

امام ابو حنیفہ رہ کے علمِ حدیث میں بڑے مجتہدین میں ہونے پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ محدثین کے نزدیک ان کے مذہب پر ردًّا اور قبولاً اعتماد اور بھروسہ

(مقدمہ ابن خلدون ص۴۴۵ طبع مصر) کیا گیا ہے۔

ان مختصر سے اقتباسات سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مقام علم حدیث میں بالکل آشکارا ہو جاتا ہے۔ جو متعصب حضرات، حضرت امام ابوحنیفہؒ کو اہلحدیث اور محدثین کے زمرہ سے نکال کر صرف اہل الرائے کہہ کر اپنے ماؤف دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں ان کی بات پر رتی بھر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ تاریخ ایسی لایعنی باتوں کی کوئی قدر کرتی ہے اور نہ اہل علم کی نگاہ میں اس کی کوئی وقعت ہے۔ ع :- خذ ما تراه ودع شيئاً سمعت به

ثقاہت

غیر مقلدین حضرات تعصب اور خواہش نفسانی کے ہوائی گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت امام ابوحنیفہؒ کو حدیث میں ضعیف کہہ کر دل کی گرم بھڑاس نکالتے ہیں جس طرح کہ بہت سے دیگر غیر مقلدین حضرات کی طرح مؤلف نتائج التقلید نے بھی اپنے متعصب قلم کا زور اس پر صرف کیا ہے۔ اس کا پورا جواب تو مقام ابی حنیفہؒ میں ملاحظہ کیجئے، یہاں ہم صرف دو حوالے عرض کئے دیتے ہیں :-

شیخ الاسلام ابن عبدالبرؒ مشہور محدث عبداللہؒ ابن احمد الدورقیؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ :-

سئل يحيى بن معين وانا اسمع عن ابی حنيفةؒ فقال ثقة ما سمعت احداً ضعفه هذا شعبة بن الحجاج يكتب اليه ان يحدث ويأمره وشعبة شعبة۔

(کتاب الانتقاء ص۱۲۷ طبع مصر)

امام یحییٰؒ بن معینؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ابوحنیفہؒ ثقہ ہیں میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ ابوحنیفہؒ کی تضعیف کرتا ہو اور یہ شعبہؒ بن الحجاجؒ ہیں ان کو لکھتے اور امر کر رہے ہیں کہ وہ حدیث بیان کریں۔ اور شعبہؒ تو آخر شعبہؒ ہیں۔

یہ حوالہ علامہ عبدالقادر القرشی الحنفیؒ (المتوفی ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب الجواہر المضیۂ ج۱ ص۲۹ میں اور امام ابن حجر مکی الشافعیؒ (المتوفی ۹۷۳ھ) نے الخیرات الحسان (ص۲۲ طبع مصر میں) بھی

ذکر کیا ہے۔ امام الجرح والتعدیل حضرت یحییٰ بن معین کا یہ ارشاد کوئی کم وزنی نہیں جو نہ صرف یہ کہ امام ابوحنیفہ کو ثقہ فرماتے ہیں بلکہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو ان کی تضعیف کرتے بھی نہیں سنا۔

امیر المحدثین امام علی بن المدینی (المتوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں کہ:۔

وھو ثقة لا باس به (جامع بیان العلم ج۲ ص۱۴۹) کہ امام ابوحنیفہ ثقہ اور لا باس بہ تھے۔

غرضیکہ حضرت امام ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ تھے اور کبار حفاظ حدیث اور کبار مجتہدین فی علم الحدیث تھے۔ جو حضرات ان کے اس شرف و رتبہ کا انکار کرتے ہیں وہ محض تعصب پر مبنی ہے اور اس کا مصداق ہے کہ: ع

"آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں"

امام زفر بن الہذیل

حضرت امام ابوحنیفہ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے اور ۱۵۸ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے امام ابوحنیفہ ان کی فقہ و قیاس پر فخر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ:۔

ھو اقیس اصحابی (الجواہر ج۱ ص۲۴۳) کہ میرے جملہ تلامذہ میں وہ قیاس کا زیادہ ماہر ہے۔

علامہ ذہبی ان کو الفقہاء العباد میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:" وہ صدوق تھے اور بہت سے محدثین (غیر واحد) نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ جن میں امام یحییٰ بن معین بھی شریک ہیں۔" (میزان ج۱ ص۳۴۸)

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ زفر زاہد ثقہ اور مامون تھے (مفتاح السعادۃ ج۲ ص۱۲۲ الطاش کبریٰ زادہ طبع حیدرآباد دکن)۔

امام ابونعیم فضل بن دکین فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور مامون تھے۔

محدث عباس امام ابن معین سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ زفر ثقہ اور مامون تھے۔ امام ابن حبان ان کو ثقات میں لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ متقن اور حافظ تھے (لسان المیزان ج۲ ص۴۷۶ طبع حیدرآباد دکن)

اور الحارث بن مالک کا بیان ہے کہ:۔

اول من قدم البصرة برای ابی حنیفة زفر (لسان المیزان ج ۲ ص ۴۷۷) | سب سے پہلے بصرہ میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے اور فقہ کو پہچاننے والے امام زفرؒ تھے۔

مولیٰ طاش کبریٰ زادہؒ لکھتے ہیں کہ:۔

ومن الائمة الحنیفة ابوالھذیل زفر بن الھذیل اھ (مفتاح ۲ ص ۱۳۱) | ائمہ حنفیہ میں زفر بن الہذیلؒ بھی تھے۔

حضرت ملا علی ن القاری الحنفی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) امام محمدؒ بن وہبؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ زفرؒ بن الھذیلؒ:۔

کان من اصحاب الحدیث (ذیل الجواہر ج ۲ ص ۵۳۶) | اصحاب حدیث میں سے تھے۔

تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی شخصی رائے کے پابند ہو کر وہ کیونکر اصحاب حدیث میں داخل ہوگئے؟ کیونکہ غیر مقلدین حضرات نے یہ لقب تو آجکل صرف اپنے لیے الاٹ کرا رکھا ہے۔ اور کیوں نہ ہو آج الاٹ ہی کا دور ہے۔ مگر تاریخ کہتی ہے تابکے؟ ؏

نبض آشنائے گردشِ چرخِ کہن ہوں میں

امام داؤد الطائیؒ

امام داؤدؒ بن نصیر ابوسلیمان الطائیؒ (المتوفی ۱۶۰ھ) بلند پایہ محدث، فقیہ اور گوشہ نشین صوفی تھے۔ امام خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ داؤدؒ نے اپنے آپ کو علم کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا اور فقہ اور اس کے علاوہ دوسرے علوم کا درس دیتے تھے اور اس کے بعد انہوں نے علیحدگی اور خلوت اختیار کر لی اور آخر عمر تک عبادت اور مجاہدہ میں اپنا وقت گزار دیا۔ (تاریخ بغداد ج ۸ ص ۳۴۷) اور یہ اتنے بے ریا عابد و زاہد تھے کہ چالیس سال تک انہوں نے روزہ رکھا اور ان کے گھر والوں کو بھی علم نہ ہو سکا، وہ اپنا کھانا گھر سے ساتھ لے جاتے اور راستہ میں صدقہ کر دیتے تھے۔ (ایضاً ج ۸ ص ۳۴۵)

محمدؒ بن قحطبہ الکوفیؒ کو ایک دفعہ اپنی اولاد کے لیے ایک لائق معلم کی ضرورت پڑی تو انہوں نے ان اوصاف کے ساتھ معلم کی تلاش شروع کی کہ:۔

حافظ لکتاب اللہ، عالم بسنة رسول اللہ | وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور آثار و فقہ

صلے اللہ علیہ وسلم وبالآثار والفقہ والنحو والشعر و ایام الناس فقیل لہ ما یجمع ھذہ الاشیاء الا داؤد الطائی اھ (تاریخ بغداد ج ۸ ص۳۴۹ طبع مصر)

اور نحو وشعر اور تاریخ کا حافظ ہو تو ان سے کہا گیا کہ ان تمام صفات کا جامع تو صرف داؤد طائی رہ ہی ہے۔

امام ابن معین رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے محارب بن دثار رہ کا بیان ہے کہ اگر داؤد رہ پہلی امتوں میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا قصہ ہم پر بیان فرماتا۔ (بغدادی ج ۸ ص۳۵۲ وتہذیب التہذیب ج ۳ ص۲۰۳)

حافظ ابن حجر رہ ان کو الفقیہ اور الزاہد سے تعبیر کرتے ہیں۔ محدث ابن حبان رہ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص۲۰۳)

علامہ القرشی رہ ان کو الامام الربانی کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں (الجواہر ج ۱ ص۲۳۹)

علامہ خطیب بغدادی رہ حضرت امام ابوحنیفہ رہ کے خاص الخاص تلامذہ اور اصحاب ابی حنیفہ رہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان میں ابو یوسف رہ زفر رہ، داؤد الطائی رہ اسدؒ بن عمرو رہ، عافیہ الاودی رہ قاسمؒ بن معنؒ رہ، علیؒ بن مسہر رہ، مندلؒ بن علی رہ اور حبانؒ بن علی رہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص۳۰۸)

اہل علم تو اصحاب ابی حنیفہ رہ کی اصطلاح کو جانتے ہی ہیں کہ اس سے مراد وہ حضرات ہیں جو امام ابوحنیفہ رہ کی ان کی فقہی رائے میں تقلید کرتے ہوں مگر اس اصطلاح سے طلبہ علم کو آگاہ کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ انکے ذہن میں اصحاب ابی حنیفہ رہ یا صاحب ابی حنیفہ رہ کے الفاظ سے شناسائی ہو جائے اور کوئی غلط فہمی باقی نہ رہے۔

علامہ خطیب بغدادی الشافعی رہ عبدالرحمٰنؒ بن اسحاق الضبی رہ (المتوفی ۲۳۲ھ) کے ترجمہ میں طلحہؒ بن محمدؒ بن جعفر رہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ:۔

وکان من اصحاب ابی حنیفۃ رہ

عبدالرحمٰنؒ بن اسحٰق رہ اصحاب ابی حنیفہ رہ میں تھے۔

اصحاب ابی حنیفہ رہ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ خطیب رہ لکھتے ہیں کہ:۔

قلت قول طلحۃ وکان من اصحاب ابی حنیفۃؒ یعنی انہ کان ینتحل فی الفقہ مذھب ابی حنیفۃ رہ ولم یر اباحنیفۃ رہ ولا ادرکہ،

میں کہتا ہوں کہ طلحہؒ کے اس قول سے کہ وہ اصحاب ابی حنیفہ رہ سے تھے یہ مراد ہے کہ وہ فقہ میں مذہب ابی حنیفہ رہ کے پابند تھے۔ ویسے تو انہوں نے نہ امام

(تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۶۱) ابوحنیفہ رہ کو دیکھا اور نہ اُن کا زمانہ پایا۔

اِس حوالہ کے پیشِ نظر اصحاب ابی حنیفہ رہ، اصحاب مالک رہ اصحاب الشافعی رہ اور اصحاب احمد رہ کے سمجھنے میں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔

حضرت ملا علی القاری نقل کرتے ہیں کہ:-

جلس داؤد مع المحدثین حتّٰی صار اماما ھم داؤد (بن نصیر الطائی رہ) محدثین کے ساتھ بیٹھے یہاں تک کہ وہ امام المحدثین ہوگئے۔ (مناقب علی القاری بذیل الجواہر ج ۲ ص ۵۳۷)

اصحاب ابی حنیفہ رہ اور فقہ میں حنفی ہو کر وہ نہ صرف یہ کہ محدثین کے زمرہ میں شامل ہوئے بلکہ امام المحدثین بھی بن گئے۔

حفص رہ بن الغیل المرھبی رہ کا بیان ہے کہ میں نے داؤد طائی رہ کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور میں نے دریافت کیا کہ فرمایئے آخرت کی بھلائی کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رأیت خیرا کثیرا کہ میں نے آخرت کی خیر کو بہت ہی زیادہ دیکھا ہے۔ میں نے کہا، پھر آپ پر کیا گذری؟ انہوں نے فرمایا کہ:-

صرت الی خیر والحمد للہ (البغدادی ج ۸ ص ۳۵۵) میں بحمد اللہ خیر و عافیت میں پہنچ گیا ہوں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ خطیب رہ کی سابق عبارت میں جن اصحاب ابی حنیفہ رہ کا ذکر آیا ہے ان کا تذکرہ یہاں ہی کر دیا جائے۔

امام ابو یوسف رہ

یعقوب رہ ابن ابراہیم ابو یوسف القاضی رہ المتوفی ۱۸۲ھ۔ علامہ ابن خلکان الشافعی رہ المتوفی ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں کہ:- امام ابو یوسف رہ حافظا اور کثیر الحدیث تھے (ابن خلکان ج ۲ ص ۳۰۳)

امام احمد بن حنبل رہ فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے پہلے جس سے حدیثیں لکھی ہیں وہ ابو یوسف رہ تھے۔ (مناقب امام احمد رہ لابن الجوزی ص ۲۲)

نیز انہوں نے فرمایا کہ میں نے سب سے پہلے امام ابو یوسف رہ سے حدیثیں لکھی تھیں اور پھر اوروں کے پاس گیا (مناقب ابی حنیفہ رہ وصاحبیہ للذہبی رہ ص ۴۰ طبع مصر)

امام ابنِ معین رح فرماتے ہیں کہ :۔

ماراًیت فی اصحاب الرائی اثبت فی الحدیث ولا احفظ ولا اصح روایة من ابی یوسف رح (ایضاً صنا)

میں نے اصحاب الرائے میں اثبت فی الحدیث اور بڑا حافظ اور صحیح ترین روایت کرنے والا امام ابو یوسف سے بڑھ کر اور کوئی نہیں دیکھا۔

امام مُزنی الشافعی رہ (المتوفی ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ اصحاب الرائی میں امام ابو یوسف سب سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے والے اور ان کی اتباع کرنے والے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۱۸۰)

اور علامہ بغدادی رہ بحوالہ مزنی رہ نقل کرتے ہیں کہ اتبعهم للحدیث (بغدادی ج ۱۴ ص ۲۴۶) کہ ابو یوسف رہ ان میں سب سے زیادہ حدیث کی پیروی کرنے والے تھے۔

علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں مستقل عنوان دے کر حفاظ حدیث میں ان کو الامام العلامہ اور فقیہ العراقیین لکھتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۶۹)

شیخ الاسلام ابن عبدالبر رح فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف القاضی فقیہ عالم اور حافظ تھے اور وہ حفظِ حدیث میں مشہور تھے۔ محدث کے پاس حاضر ہوتے تو پچاس اور ساٹھ حدیثیں بیک وقت یاد کر لیتے۔ پھر وہ اٹھ کر لوگوں پر املاء کرتے اور وہ کثیر الحدیث تھے۔ (الانتقاء ص ۱۷۲)

امام ابن معین رہ، احمدؒ بن حنبل رہ اور علیؒ بن المدینی رہ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں (بغدادی ج ۱۴ ص ۲۴۳ ومفتاح السعادۃ ج ۲ ص ۱۰۱)

امام ابن قتیبہؒ (المتوفی ۲۷۶ھ) ان کو صاحبِ سنّت اور حافظ لکھتے ہیں۔ (معارف ابن قتیبہ ص ۱۷۱)

امام ابن معینؒ ان کو صاحب حدیث و سنّت سمجھتے ہیں۔ (بغدادی ج ۱۴ ص ۲۶۱ و تذکرہ ج ۱ ص ۲۷۰)

امام احمدؒ بن حنبل رہ ان کو منصف فی الحدیث کہتے ہیں۔ (بغدادی ج ۱۴ ص ۲۶۰)

امام عجلی رہ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابو حاتمؒ ان کو صدوق کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ ابن سعدؒ ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۸۰)

امام یحییٰؒ بن معین رہ نے ان کو ثقہ اور صدوق فرمایا۔ (مناقب موفق ج ۱ ص ۱۹۲ ومناقب کردری ج ۱ ص ۲۲)

امام ابن جریر رہ، ابن جوزی رہ اور ابنِ حبان رہ ان کو عالم، حافظ اور فقیہ کہتے ہیں (تقدمہ زیلعی ص ۴)

بایں ہمہ کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کے صفِ اوّل کے شاگردوں میں شامل تھے اور فقہ میں حنفی اور من اصحاب ابی

حنیفہ تھے پھر بھی وہ صاحبِ حدیث وسنّت ہیں۔

امام ابن معین ؒ فرماتے ہیں کہ:۔

كان يحب اصحاب الحديث ويميل اليهم (البغدادی ج ۱۲ ص ۲۵۵)

وہ اصحاب حدیث سے محبت کرتے تھے اور ان کی طرف مائل تھے۔

قاسم بن معن ؒ

ان کی وفات ۱۷۵ھ میں ہوئی۔ علامہ ذہبی ؒ ان کو تذکرۃ الحفاظ میں حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہوئے الامام العلامہ قاضی الکوفۃ اور احد الاعلام کہتے ہیں۔

اور امام ابوحاتم ؒ فرماتے ہیں کہ:۔

ثقة من اروى الناس للحديث والشعر واعلمهم بالعربية والفقه (تذکرہ ج ۱ ص ۲۲۱)

وہ ثقہ تھے اور سب لوگوں سے زیادہ حدیث اور شعر کی روایت کرنے والے تھے اور سب سے بڑھ کر عربیت اور فقہ کے عالم تھے۔

امام احمدؒ بن حنبل ؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے اور عہدۂ قضا پر کوئی معاوضہ اور مشاہرہ نہیں لیتے تھے۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ ابنِ حبان ؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں اور ابنِ سعدؒ کہتے ہیں کہ:۔

كان ثقة عالماً بالحديث والفقه والشعر وايام الناس (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۳۹)

وہ ثقہ تھے اور حدیث وفقہ شعر اور تاریخ کے عالم تھے۔

علیؒ بن مسہر ؒ

تاریخ بغداد کے سابق حوالہ میں اصحاب ابی حنیفہ میں امام علیؒ بن مسہر ؒ (المتوفی ۱۹۰ھ) کا ذکر بھی ہوا ہے۔ علامہ ذہبیؒ ان کو حفاظِ حدیث میں لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ الامام الحافظ اور قاضی الموصل تھے (تذکرہ ج ۱ ص ۲۶۵)

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث میں ابومعاویہ ؒ سے بھی بڑھ کر اثبت ہیں۔ امام عجلیؒ

فرماتے ہیں کہ وہ جامع بین الفقہ والحدیث اور ثقہ تھے۔ امام ابن معین رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثبت تھے (ایضاً صـ۲۶۸)

امام ابوزرعہ رہ فرماتے ہیں کہ وہ صدوق اور ثقہ تھے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے اور ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں اور امام عجلی رہ فرماتے ہیں کہ وہ صاحب سُنّت، ثقہ فی الحدیث اور ثبت تھے۔ علامہ ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۷ صـ۳۸۹)

عافیہؒ بن یزیدؒ

امام عافیہؒ بن یزید الاودی رہ (المتوفی قریباً ۱۶۰ھ) بڑے پایہ کے فقیہ اور محدّث تھے۔ امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور مامون تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ صـ۳۱۱)

علامہ القرشی رہ لکھتے ہیں کہ:-

وذکرہ النسائی فی الثقات من اصحاب ابی حنیفۃ رہ (الجواہر ج ۱ صـ۲۶۷)	ان کو امام نسائی رہ نے ابوحنیفہ رہ کے ثقہ اصحاب میں ذکر کیا ہے۔

اسدؒ بن عمروؒ

امام ابوالمنذر اسدؒ بن عمرو رہ (المتوفی ۱۹۰ھ)۔ علامہ ابن سعد رہ فرماتے ہیں کہ:-

کان عندہٗ حدیث کثیر وھو ثقۃ ان شاء اللہ (تاریخ بغداد ج ۷ صـ۱۶ ولسان المیزان ج ۱ صـ۳۸۹)	اسدؒ بن عمرو رہ کے پاس بہت سی حدیثیں تھیں اور وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ثقہ تھے۔

محدث محمدؒ بن علی الجوزجانی رہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ بن حنبل رہ سے اسدؒ بن عمرو رہ کے بارے میں سوال کیا تو وہ فرمانے لگے کہ:-

صالح الحدیث وکان من اصحاب الرّائ	وہ صالح الحدیث اور حنفی فقیہ تھے۔

ابن غلابی رہ کی روایت ہے کہ یحییٰؒ بن معین رہ نے فرمایا کہ اسد بن عمرو رہ ثقہ تھے۔ ابن عمار رہ کہتے ہیں کہ صاحب الرائ اور لاباس بہ تھے۔ محدث دوریؒ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰؒ بن معین رہ سے سوال کیا کہ اسدؒ بن عمرو رہ کیسے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ وہ صدوق تھے۔

وکان یذھب مذھب ابی حنیفہ رح — اور وہ امام ابوحنیفہ رح کے مذہب پر تھے۔

علامہ آجری رح فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوداؤد رح سے سوال کیا کہ اسدؒ بن عمرو رح کیسے ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ صاحب الرائی ہیں وھو فی نفسہ لیس بہ باس کہ فی نفسہ اس میں کوئی کلام نہیں۔ امام دارقطنی رح ان کی یعتبر بہ کہہ کر توثیق کر رہے ہیں۔

(محصلہ تاریخ بغداد ج ۷، ص۱۷، ص۱۸، ص۱۹)

اور محدث ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ :۔

ولیس فی اصحاب الرائی بعد ابی حنیفۃ رح اکثر حدیثا منہ (لسان المیزان ج ۱ ص۳۸۴) — اصحاب الرائی میں امام ابوحنیفہ رح کے بعد اسد رح بن عمرو رح سے زیادہ حدیثیں اور کسی کے پاس نہ تھیں۔

اور باحوالہ گزر چکا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رح کبار حفاظِ حدیث میں تھے۔

مندلؒ بن علیؒ اور حبان بن علیؒ

مندلؒ بن علیؒ (المتوفی ۱۶۷ھ) اور حبانؒ بن علیؒ (المتوفی ۱۷۱ھ) کی توثیق و تضعیف کے بارے میں محدثین کرام رح کا اختلاف ہے۔ بعض ان کو ضعیف اور بعض ثقہ کہتے ہیں۔ لیکن امام الجرح والتعدیل یحییٰؒ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں صدوق تھے۔ (بغدادی ج ۸ ص۲۵۶)

اور دورقی رح کی روایت میں ہے کہ ابن معین رح نے فرمایا کہ دونوں صدوق اور دونوں لباس بھما تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص۱۷۳)

خطیب بغدادی رح کہتے ہیں حبان اصح حدیثا من مندل (تہذیب التہذیب ج ۲ ص۱۷۳)

محدث ابن عدی کہتے ہیں کہ حبانؒ کی احادیث صالحہ ہیں۔ حجرؒ بن عبدالجبارؒ کا بیان ہے کہ میں نے کوفہ میں حبان سے بڑا فاضل اور فقیہ کوئی اور نہیں دیکھا۔ ابن حبان رح ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ عجلی رح فرماتے ہیں کہ وہ کوفی، صدوق اور فقیہ تھے۔ محدث بزار رح سنن میں لکھتے ہیں کہ وہ صالح تھے۔ امام ابن ماجہ رح نے ان سے روایت لی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص۱۷۴)

اور مندل رح کے بارے میں یعقوبؒ بن شیبہؒ فرماتے ہیں کہ وہ بہتر فاضل اور صدوق تھے محدث عجلی رح کہتے ہیں کہ وہ جائز الحدیث تھے اور ابن سعد رح فرماتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی حبانؒ

سے اثبت تھے۔ اور نیز فرماتے ہیں کہ:۔

وکان خیرًا فاضلًا (تہذیب التہذیب ج ۱ صـ ۲۹۸، ۲۹۹) وہ بہتر اور فاضل تھے۔

امام لیث بن سعدؒ

اپنے وقت کے سب سے بڑے محدث، مفتی اور فقیہ تھے۔ علامہ ابن سعد رہ کا بیان ہے کہ وہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ امام احمد رہ ان کو کثیر العلم اور صحیح الحدیث کہتے ہیں۔ محدث ابن مدینی رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور ثبت تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۸ صـ ۴۶۱)

امام ابن وہبؒ کا بیان ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہم نے لیث سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ (ابن خلکان ج ۱ صـ ۴۳۸)

امام نووی رہ کا بیان ہے کہ لیث رہ کی مہارتِ فقہ پر علماء کا اجماع ہے اور وہ اسی کمالِ تفقہ کے باعث اپنے زمانہ میں مصر کے سب سے بڑے مفتی تھے۔ (تہذیب الاسماء ج ۱ صـ ۷۴)

علامہ ذہبی رہ فرماتے ہیں کہ وہ الامام، الحافظ اور دیارِ مصر کے علماء کے شیخ اور رئیس تھے۔
حضرت امام شافعی رہ کا بیان ہے کہ لیث رہ امام مالک رہ سے زیادہ احادیث و آثار کا اتباع کرتے تھے (تذکرہ ج ۱ صـ ۲۰۷ و صـ ۲۰۸)

حافظ ابنِ کثیرؒ اُن کو امام فی الفقہ والحدیث والعربیۃ سے یاد کرتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ صـ ۱۶۶)
محدث یحییٰ بن بکیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے لیثؒ بن سعد رہ سے اکمل کوئی نہیں دیکھا۔ وہ فقیہ البدن اور عربی اللسان تھے۔ علم قرآن اور نحو کے ماہر تھے۔

ویحفظ الشعر والحدیث (بغدادی ج ۱۳ صـ ۶) اور شعر و حدیث کے حافظ تھے۔

امام ابن وہبؒ فرماتے ہیں اگر مالکؒ بن انس رہ اور لیثؒ بن سعد رہ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا کیونکہ:۔

کنت اظن ان کل ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعل بہ (بغدادی ۱۳ صـ ۷) میں یہ خیال کرتا تھا کہ جو کچھ بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے سب قابلِ عمل ہے۔
(حالانکہ ناسخ و منسوخ، شرط و قید وغیرہ سے صرفِ نظر کر کے ہر حدیث پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

اور اس کو امام مالکؒ اور لیثؒ بن سعدؒ وغیرہ جیسے فقہاء ہی سمجھ سکتے ہیں جن سے امام ابن وہبؒ کی ملاقات ہوئی)۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ لیثؒ بن سعدؒ کثیر العلم اور صحیح الحدیث تھے، نیز فرمایا کہ اہل مصر میں لیثؒ بن سعدؒ سے زیادہ (اصح حدیثا) صحیح ترین حدیث بیان کرنے والا اور کوئی نہیں تھا۔ (البغدادی ج ۱۳ ص ۱۲) انہوں نے اپنے روزانہ کے اوقات کو چار مجلسوں میں تقسیم کر دیا تھا جن میں سے ایک مجلس صرف اصحاب الحدیث کے لیے وقف تھی۔ ومجلس لاصحاب الحدیث (البغدادی ج ۱۳ ص ۹)

ان کی وفات ۱۷۵ھ میں ہوئی تھی۔

قاضی شمس الدین ابن خلکان الشافعیؒ امام لیثؒ بن سعدؒ کو حنفی لکھتے ہیں تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۲۸۰ والجواہر المضیہ ج ۱ ص ۴۱۶

شیخ شہاب الدین احمدؒ بن محمد الخطیب القسطلانی الشافعی (المتوفی ۹۲۳ھ) ان کو حنفی لکھتے ہیں (بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۸۰)

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود نواب صدیق حسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "وے حنفی مذہب بود قضائے مصر داشت۔" (اتحاف ص ۲۳۷)

کتنے بڑے محدث اور فقیہ تھے مگر تھے حنفی۔

امام عبداللہؒ بن المبارکؒ

علامہ ذہبیؒ ان کو الامام العلامۃ الحافظ شیخ الاسلام، فخر المجاہدین اور قدوۃ الزاہدین لکھتے ہیں (تذکرہ ج ۱ ص ۲۵۳) اور یہی الفاظ مولانا مبارکپوری صاحبؒ (المتوفی ۱۳۵۳ھ) ان کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۶)

محدث ابن حبانؒ کا بیان ہے کہ ان میں اہل علم کے اتنے خصائل جمع ہو گئے تھے کہ ان کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر اور کسی میں جمع نہ ہوئے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۶)

امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ "ان کی امامت اور جلالت پر سب کا اتفاق ہے وہ تمام چیزوں میں امام تھے ان کے ذکر سے رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے بخشش

کی توقع کی جاتی ہے۔" حوالہ ؟ علامہ ابن سعدؒ ان کو ثقہ مامون حجت اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۶)
حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ وہ حفظ و فقہ، عربیت و زہد، کرم و شجاعت اور شعر کے مسلّم امام تھے (البدایۃ والنہایۃ ج ۱۰ ص ۱۷۷)

محدث ابو اسامہؒ کا بیان ہے کہ عبداللہؒ بن المبارکؒ اصحاب الحدیث میں ایسے ہیں جس طرح لوگوں میں امیر المؤمنین۔ (بغدادی ج ۱۰ ص ۱۵۶)

فضالۃ النوسیؒ کا بیان ہے کہ میں کوفہ میں اصحاب الحدیث کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ جب کسی حدیث کے بارے میں ان میں اختلاف رونما ہوتا تو وہ کہتے چلو اپنا یہ جھگڑا اس فن کے طبیب عبداللہؒ بن المبارکؒ کے پاس لے جائیں۔ (ایضاً)

امام یحییٰؒ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے للّٰہ فی اللہ حدیث بیان کرنے والے صرف چھ حضرات ہی دیکھے ہیں۔ ان میں ایک عبداللہؒ بن المبارکؒ بھی ہیں۔

امام عبدالرحمٰنؒ بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ امام تو صرف چار ہیں، سفیان ثوریؒ، مالکؒ بن انسؒ، حمادؒ بن زیدؒ اور عبداللہؒ بن المبارکؒ۔ (بغدادی ج ۱۰ ص ۱۶۰)

ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ وہ دانا، مثبت، ثقہ، عالم اور صحیح الحدیث تھے۔ اور تقریباً بیس ہزار کتابیں انہوں نے بیان کی تھیں۔ (ایضاً ص ۱۶۴ و تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۸۵)

امام اسودؒ بن سالمؒ کا بیان ہے کہ عبداللہؒ بن المبارکؒ امام اور مقتدا تھے اور
کان من اثبت الناس فی السنۃ (ایضاً ص ۱۶۸) سب لوگوں سے سنت کے زیادہ پابند تھے۔

محدث فریابیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اُن کی وفات کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے ابن المبارکؒ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ میں شامل ہیں۔ (بغدادی ج ۱۰ ص ۱۶۹)

مولانا مبارکپوری صاحبؒ لکھتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۲۰)

۱۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ بایں ہمہ شرف و مزیت امام عبداللہؒ بن المبارکؒ حنفی تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ استعمال کئے تو امام ابن المبارکؒ نے کڑک کر کہا کہ تو اُس شخص کے بارے میں بدگوئی کرتا ہے جس نے پینتالیس

سال پانچ نمازیں ایک ہی وضوء سے پڑھی ہیں اور ایک ہی رات میں دو دو رکعتوں میں قرآنِ کریم ختم کر دیا کرتے تھے، اور پھر فرمایا کہ :-

وتعلمت الفقه الذی عندی من ابی حنیفة
(بغدادی ج ۱۳ ص ۳۵۵ ومناقب موفق ج ۱ ص ۲۳۶)

میرے پاس جو فقہ ہے وہ میں نے امام ابو حنیفہؒ ہی سے سیکھی ہے۔

حافظ ابو عمرؒ بن عبد البر المالکیؒ نقل کرتے ہیں کہ سلمہؒ بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام عبد اللہؒ المبارکؒ سے دریافت کیا کہ :-

وضعت من رائ ابی حنیفة ولم تضع من رائ مالك رح؟ قال لم اره علماً۔
(جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۵۷)

آپ نے (اپنی کتابوں میں) ابو حنیفہؒ کی رائے اور فقہ تو بیان کی ہے لیکن امام مالکؒ کی فقہ و رائے نہیں لی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس کو علم نہیں سمجھا۔

یعنی علمی دنیا میں جو مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ کی فقہ اور رائے کا ہے وہ اور کس کا ہو سکتا ہے؟

علامہ ابو الولید الباجی المالکیؒ (المتوفی ۴۹۴ھ) لکھتے ہیں کہ :-

ومن اصحاب ابی حنیفة رح عبد الله بن المبارك وقد شهر اکرام مالك رح له وتفضيله اياه اه
(شرح المؤطا ج ۷ ص ۳۰۰ طبع مصر)

امام ابو حنیفہؒ کے اصحاب (و مقلدین) میں امام ابن المبارکؒ بھی ہیں۔ اور امام مالکؒ کا ان کی تعظیم و تکریم کرنا اور ان کو بافضیلت تسلیم کرنا ایک مشہور امر ہے۔

امام صدر الائمہ المکی الحنفی (المتوفی ۵۶۸ھ) اور مولیٰ احمدؒ بن مصطفےٰ المعروف بطاش کبریٰ زادہ الحنفیؒ (المتوفی ۹۶۲ھ) لکھتے ہیں کہ :-

ومن الائمة الحنفية عبد الله بن المبارك
(مناقب موفق ج ۲ ص ۱۳۳ ومفتاح السعادة ج ۲ ص ۱۲ واللفظ لہ)

ائمہ حنفیہ میں سے ایک امام عبد اللہؒ بن المبارکؒ بھی ہیں۔

علامہ القرشیؒ ان کو طبقات الحنفیہ میں ذکر کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو الجواہر المضیہ ج ۱ ص ۲۸۱)

اور مولانا عبد الحی لکھنویؒ (المتوفی ۱۳۰۴ھ) نے بھی ان کو طبقات حنفیہ میں ذکر کیا ہے۔ (الفوائد البہیة ص ۱۰۳)

اور علامہ محمد الزاہد بن الحسن الکوثریؒ (المتوفی ۱۳۷۲ھ) لکھتے ہیں کہ :-

ان ابن المبارك لم یزل علیٰ موالاة ابی حنیفة

امام ابن المبارکؒ امام ابو حنیفہؒ کی موالات اور ان کی

واجلاله الیٰ ان مات (تانیب الخطیب ص۱۵۱ طبع مصر) تعظیم واجلال پر تادم زیست کاربند رہے۔

الغرض امام عبداللہؒ بن المبارکؒ کا حنفی ہونا تاریخی طور پر ایک واضح حقیقت ہے اور بغدادی وغیرہ کی جن روایات کے سہارے پر بعض متعصبین نے امام ابن المبارکؒ کو امام ابو حنیفہؒ کا مخالف اور اُن پر نکتہ چینی کرنے والا قرار دیا ہے۔ ہم نے اصولی طور پر ان کی حقیقت اور پوزیشن "مقام ابی حنیفہؒ" میں عرض کر دی۔ فلیراجع۔

امام احمدؒ بن حنبلؒ ان کو صاحب حدیث اور حافظ کہتے ہیں۔ (الفوائد البہیۃ ص۱۰۳)

یحییٰؒ بن زکریاؒ بن ابی زائدہؒ

فقہ وحدیث میں بے نظیر اور یکتا امام تھے۔ امام احمدؒ اور ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ ابن مدینیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقات میں تھے اور نیز فرمایا کہ کوفہ میں امام سفیان ثوریؒ کے بعد ان سے زیادہ اثبت اور کوئی نہ تھا اور نیز فرمایا کہ اپنے زمانہ میں علم انہی پر ختم تھا۔ امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ وہ مستقیم الحدیث، ثقہ اور صدوق تھے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور ثبت تھے محدث عجلیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، جامع بین الفقہ والحدیث اور کوفہ کے حفاظِ حدیث میں شمار ہوتے تھے اور نیز فرمایا کہ وہ متقن، ثبت اور صاحب سنتؐ تھے۔ عیسیٰؒ بن یونسؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ یعقوبؒ بن شیبہؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور حسن الحدیث تھے اور اہلِ کوفہ کے فقہاءِ محدثین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ابن سعدؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں اور ابن شاہینؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (ملخصہ تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۲۰۸ تا ص۲۱۰)

علامہ ذہبیؒ ان کو الحافظ الثبت المتقن الفقیہ مولاہم الکوفی اور صاحب ابی حنیفہؒ لکھتے ہیں۔ (تذکرہ ج۱ ص۲۴۶)

علامہ کردریؒ (المتوفی ۸۲۷ھ) ان کو اصحاب ابی حنیفہؒ میں لکھتے ہیں (مناقب کردریؒ ج۲ ص۲۰۶)

اور طاش کبریٰ زادہؒ لکھتے ہیں کہ:-

ومن الائمۃ الحنفیۃ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدۃ اھ (مفتاح السعادۃ ج۲ ص۱۱۹) ائمہ حنفیہ میں یحییٰؒ بن زکریاؒ بن ابی زائدہؒ بھی تھے

ان کی وفات ۱۸۲ھ میں ہوئی۔

امام ابن معین رح فرماتے ہیں کہ وہ صاحب حدیث تھے اور ان کو حدیث کی معرفت حاصل تھی۔ محدث ابن عمار ان کو من المحدثین فرماتے ہیں۔ (بغدادی ج ۸ ص ۱۹۸)

امام یحییٰ بن معین رح فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ان تینوں کی مثل میں نے نہیں دیکھی: حزام رح حفص بن غیاث رح اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رح۔ پھر فرماتے ہیں کہ:۔

کان ھؤلاء اصحاب الحدیث (بغدادی ج ۸ ص ۱۹۷) یہ اصحاب حدیث تھے۔

جریر بن عبدالحمید رح

علامہ ذہبی رح ان کو الحافظ الحجہ اور محدث الری لکھتے ہیں اور نیز لکھتے ہیں کہ:۔

رحل الیہ المحدثون لثقتہ وحفظہ وسعۃ علمہ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۵۰) محدثین نے طلب علم میں ان کی طرف سفر کیا ہے کیونکہ وہ ثقہ، حافظ اور وسیع العلم تھے۔

امام عجلی رح اور نسائی رح ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن خراش ان کو صدوق کہتے ہیں۔ ابو القاسم اللالکائی رح فرماتے ہیں کہ تمام ان کی ثقاہت پر متفق ہیں۔ ابن حبان رح ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ ابو احمد الحاکم کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک وہ ثقہ تھے۔ محدث خلیلی رح ارشاد میں لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ متفق علیہ تھے (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۸۶، ص ۸۷)

علامہ ذہبی رح ان کو بھی اصحاب ابی حنیفہ رح میں شمار کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ ص ۱۱ للذہبی رح طبع مصر)

اور علامہ قرشی رح ان کو طبقات حنفیہ میں ذکر کرتے ہیں۔ (دیکھئے الجواہر المضیۃ ج ۱ ص ۱۷۱)

ان کی وفات ۱۸۸ھ میں ہوئی ہے۔

حفص بن غیاث رح

علامہ ذہبی رح لکھتے ہیں کہ وہ الامام اور الحافظ تھے (تذکرہ ج ۱ ص ۲۷۳)

امام ابن معین رح فرماتے ہیں کہ تین چار ہزار حدیث انہوں نے زبانی بیان کی تھی (تذکرہ ج ۱ ص ۲۷۴)

محدّث ابن نمیرؒ ان کو اعلم بالحدیث کہتے ہیں۔ ابوحاتمؒ ان کو ابوخالد الاحمرؒ سے بھی اتقن اور احفظ کہتے تھے۔ نسائیؒ اور ابن خراشؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ عجلیؒ ان کو ثبت اور فقیہ البدن کہتے ہیں۔ علامہ ابن سعدؒ لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ، مامون اور کثیر الحدیث تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۴۱۶ و ص ۴۱۷) ان کی وفات ۱۹۴ھ میں ہوئی۔

علامہ القرشیؒ ان کو صاحب الامام ابی حنیفہؒ لکھتے ہیں۔ (الجواہر المضیئہ ج ۱ ص ۲۲۲)

اور علامہ طاش کبری زادہؒ لکھتے ہیں کہ:۔

ومن الائمة الحنفية ابو عمر حفص بن غياث اھ (مفتاح السعادة ج ۲ ص ۱۱۹)	ائمہ حنفیہ میں سے ابو عمر حفصؒ بن غیاثؒ بھی ہیں۔

اور مولانا عبدالحیؒ ان کو طبقات حنفیہ میں شمار کرتے ہیں۔ (الفوائد البہیة ص ۶۸)

وکیعؒ بن الجراحؒ

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے وکیعؒ بن الجراحؒ سے افضل کوئی اور نہیں دیکھا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا ابن مبارکؒ بھی ان سے افضل نہ تھے؟ فرمایا بلاشبہ ابن مبارکؒ رتبہ اور فضیلت کے مالک تھے لیکن میں نے وکیعؒ سے افضل کوئی اور نہیں دیکھا۔ وہ قبلہ رُو ہو جاتے اور حدیث یاد کیا کرتے تھے، رات کو قیام کرتے اور صائم الدہر رہتے تھے (بغدادی ج ۱۳ ص ۴۷۱) نیز ابن معینؒ نے فرمایا کہ ثقہ یا اصحاب الحدیث صرف چار ہیں، ایک ان میں وکیعؒ ہیں۔ (ایضاً ص ۴۷۴)

امام احمدؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے وکیعؒ جیسی شخصیت کوئی اور نہیں دیکھی۔ وہ حدیث کو اچھی طرح یاد کیا کرتے تھے اور فقہ کا بہترین مذاکرہ کیا کرتے تھے۔

ابن عمارؒ کا بیان ہے کہ وکیعؒ کے زمانہ میں کوفہ میں کوئی اور بڑا فقیہ نہ تھا اور علم حدیث میں بھی ان سے بڑھ کر کوئی اور ماہر نہ تھا۔ (ایضاً ص ۴۷۵)

محدث عجلیؒ فرماتے ہیں کہ وکیعؒ بن الجراحؒ ثقہ، عابد، صالح، ادیب، مفتی اور حفاظ حدیث میں سے تھے (ایضاً ص ۴۸۰)

داؤدؒ بن یحییٰؒ بن یمانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو دیکھا۔ میں نے آپؐ سے دریافت کیا حضرت ابدال کون ہوتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا جو لوگ اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو نہ ماریں، اور وکیعؒ بن الجراح رہ بھی انہی میں سے ہے۔ (ایضاً ص۴۷۹)

علامہ ذہبی رہ ان کو الامام الحافظ الثبت اور محدث العراق کے دل پسند الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۱ ص۲۸۲)

حافظ ابن حجر رہ انہیں الحافظ لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص۱۲۳)

امام احمد بن حنبل رہ نے فرمایا کہ وکیعؒ بن الجراح رہ عبدالرحمٰنؒ بن مہدی رہ سے بدرجہا زیادہ بڑے حافظ ہیں۔ (ایضاً ج ۱۱ ص۱۲۵) نیز امام احمدؒ نے فرمایا کہ وکیع رہ اپنے وقت میں مسلمانوں کے امام تھے۔ (ایضاً ج ۱۱ ص۱۲۶)

علامہ ابن سعد رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، ماموں، بلند رتبہ، رفیع القدر، کثیر الحدیث اور حجت تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص۱۳۰) ابن حبانؒ ان کو کتاب الثقات میں حافظ اور متقن لکھتے ہیں۔ (ایضاً) ان کا معمول تھا کہ وہ صائم الدہر رہتے اور ہر رات قرآنِ کریم ختم کر لیا کرتے تھے۔ (بغدادی ج ۱۳ ص۴۷۱) ۱۹۷ھ میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

خطیب بغدادی الشافعیؒ امام الجرح والتعدیل یحییٰؒ بن معین رہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ:۔

ویفتی بقول ابی حنیفۃ رہ وکان قد سمع منہ شیئاً کثیراً (تاریخ بغدادی ج ۱۳ ص۴۷۱)

کہ وکیعؒ بن الجراح رہ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور انہوں نے امام صاحبؒ سے بہت کچھ سنا اور حاصل کیا تھا۔

شیخ الاسلام ابن عبدالبر المالکی رہ لکھتے ہیں کہ:۔

یحییٰ بن معین یقول مارأیت مثل وکیع وکان یفتی برأی ابی حنیفۃ رہ (الانتقاء ص۱۳۶ طبع مصر)

یحییٰ رہ بن معین رہ فرماتے ہیں کہ میں نے وکیع رہ کی مثل کوئی اور نہیں دیکھا اور وہ ابوحنیفہ رہ کی رائے پر فتوے دیتے تھے۔

اور نیز وہ لکھتے ہیں کہ:۔

قال یحییٰ بن معین مارأیت احداً اقدمہ علیٰ وکیع رہ وکان وکیع رہ یفتی برأی ابی

یحییٰؒ بن معین رہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو میں وکیع رہ پر مقدم کروں اور وکیع رہ

حنیفۃ (جامع بیان العلم ج۲ ص۱۴۹) | امام ابوحنیفہ رہ کی رائے پر فتوی دیا کرتے تھے ۔

اور علامہ ذہبی رہ امام ابن معین رہ ہی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ :-

ویفتی بقول ابی حنیفۃ رہ (تذکرہ ج۱ ص۲۸۲) | وکیع رہ امام ابوحنیفہ رہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے ۔

اور حافظ ابن حجر رہ نقل کرتے ہیں کہ :-

ویفتی بقول ابی حنیفۃ رہ (تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۱۲۷) | کہ وکیع رہ امام ابوحنیفہ رہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے ۔

اور علامہ القرشی رہ لکھتے ہیں کہ :-

وکان یفتی بقولہ (الجواہر ج۲ ص۲۰۸) | وکیع رہ امام ابوحنیفہ رہ کے قول پر فتوے دیتے تھے ۔

مولیٰ طاش کبریٰ زادہ رہ لکھتے ہیں کہ :-

ومن الائمۃ الحنفیۃ وکیع بن الجراح اھ | ائمہ حنفیہ میں وکیع بن الجراح رہ بھی ہیں ۔

(مفتاح السعادۃ ج۲ ص۱۱۰)

حضرت ملا علی ن القاری رہ نے جن اصحاب ابی حنیفہ رہ کے ناموں کی مستقل سرخی اور عنوان دے کر تذکرہ کیا ہے ، ان میں امام ابویوسف رہ ، محمد بن الحسن رہ ، عبداللہ بن المبارک رہ امام زفر رہ ، داؤد طائی رہ ، وکیع رہ بن الجراح رہ یحییٰ بن زکریا رہ وغیرہ کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اور وکیع رہ بن الجراح رہ کا تذکرہ مناقب قاری رہ بذیل الجواہر ج۲ ص۵۴۰ میں مذکور ہے ۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رہ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ :-

ان وکیعا حنفی کان یفتی بمذہب ابی حنیفۃ رہ کما فی عقود الجواہر و مثلہ فی کتاب الضعفاء لابی الفتح الازدی امام الجرح والتعدیل (العرف الشذی ص۳۳۰) | وکیع حنفی تھے اور امام ابوحنیفہ رہ کے مذہب پر فتوی دیا کرتے تھے جیسا کہ عقود الجواہر (المنیفہ للزبیدی رہ) میں ہے اور اسی طرح امام الجرح والتعدیل ابوالفتح الازدی رہ کی کتاب الضعفاء میں بھی ہے ۔

ان تمام اقتباسات سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح روشن اور واضح ہوگئی ہے کہ امام وکیع بن الجراح رہ حنفی تھے اور امام ابوحنیفہ رہ کی رائے اور قول پر فتوی دیا کرتے تھے ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

غیر مقلدین حضرات نے جب یہ دیکھا کہ وکیع بن الجراح رہ جیسا پختہ کار اور بلند رتبہ محدث

مقلد اور حنفی ثابت ہوتا ہے تو انہوں نے تاریخ کے واضح اور غیر مبہم الفاظ پر تاویلات رکیکہ کا دبیز جاپانی پردہ ڈالنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مولانا مبارکپوری صاحبؒ نے یفتی بقول ابی حنیفۃ کی یہ تاویل کی کہ صرف شرب نبیذ میں وہ امام صاحب رہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے لہٰذا اس سے مراد عام نہیں بلکہ خاص ہے اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو مراد یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رہ کے اس قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے جو مخالفِ حدیث نہ ہوتا اور اس کی دلیل ترمذی کی اشعار بُدن والی عبارت ہے جس میں امام وکیع رہ نے اہل الرائے کے قول کو بدعت کہا ہے۔ (محصلہ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۰۶)
مگر یہ سب بے جا تاویلات ہیں :-

اولًا اس لیے کہ تمام اکابر یفتی بقول ابی حنیفہ رہ اور برائی ابی حنیفہ رہ کو مطلق بیان اور پیش کر رہے ہیں اور کوئی ایک بھی اس کو مقید نہیں کر رہا پھر محض مبارکپوری صاحبؒ کے قول سے اس تقیید کو کون مانتا اور سنتا ہے؟

وثانیًا خطیب بغدادی رہ کی عبارت میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ وکیعؒ امام ابوحنیفہ رہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور انہوں نے امام صاحبؒ سے بہت کچھ سُنا تھا۔ وکان قد سمع منہ شیئًا کثیرًا کے الفاظ واضح قرینہ ہے کہ ان کا فتویٰ صرف شرب نبیذ ہی سے مخصوص نہ تھا۔ بلکہ شیئًا کثیرًا سے متعلق تھا۔

وثالثًا:- امام وکیعؒ کے بارے میں صرف ویفتی بقول ابی حنیفہ ہ وغیرہ کے الفاظ ہی نہیں آتے بلکہ مفتاح السعادۃ کے حوالہ میں من الائمۃ الحنفیۃ کی تصریح بھی موجود ہے اور خود مولانا مبارکپوری صاحبؒ نے مفتاح السعادۃ پر اعتماد کر کے اس سے متعدد مقامات پر حوالے پیش کئے ہیں (مثلاً مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۲۴۴ وغیرہ دیکھئے)۔ باقی اشعارُ بدن اور اور مخالفت حدیث کے اعتراض کا اور اسی طرح مؤلف نتائج التقلید کے اس بے بنیاد دعوے کا کہ امام وکیعؒ نے امام ابوحنیفہ رہ کو دو سو حدیثوں کا مخالف کہا ہے اور ابن ابی شیبہ رہ نے اپنے مصنف میں امام صاحبؒ پر مخالفِ حدیث ہونے کا سنگین الزام عائد کیا ہے۔ پورا اور مکمل جواب ہم نے "مقام ابی حنیفہؒ" میں عرض کر دیا ہے وہ وہاں ہی ملاحظہ کر لیا جائے اور اسی طرح اس تاویل کا جواب بھی وہاں ہی ملاحظہ کر لیا جائے کہ وکیع بن الجراحؒ کا اجتہاد امام

ابو حنیفہ رہ کے اجتہاد کے موافق ہو جاتا کرتا تھا۔ اس لیے یفتی بقول ابی حنیفہ رہ کہا ہے۔ الغرض یہ تمام تاویلات بے بنیاد اور کھوکھلی ہیں اور ان کی پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں ہے اور اس میں شک و شبہ کی مطلقاً کوئی گنجائش ہی نہیں کہ امام وکیع بن الجراح رہ پکے حنفی تھے نہ کہ غیر مقلد۔ ستم ظریفی سے انہیں کوئی غیر مقلد بنائے یا بتلائے تو وہ جانے اور اس کا کام ؎

زبانِ حال سے ہے گرم نالہ ہر ذرہ ہے کائنات کسی کے ستم کا افسانہ

امام یحییٰ بن سعید القطان رہ

موصوف فنِ روایت وحدیث اور اسماء الرجال کے مسلّم امام تھے۔ امام علیؒ بن المدینی رہ اور ابراہیم رہ بن محمد التیمی رہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رجال اور روات کے بارے میں یحییٰؒ بن سعید رہ سے بڑھ کر کسی اور کو بڑا عالم نہیں پایا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۱۳۸)

محمدؒ بن بشار رہ کا بیان ہے کہ یحییٰؒ بن سعید رہ اپنے زمانہ کے امام تھے۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ ہم نے علمِ حدیث میں ان کی مثل اور ان کا نظیر کوئی اور نہیں دیکھا۔ عبدالرحمٰنؒ بن مہدی رہ فرماتے ہیں کہ تم کبھی بھی اپنی آنکھوں سے یحییٰؒ بن سعید القطان رہ جیسی شخصیت نہ دیکھو گے (ایضاً ص ۱۳۹)

علامہ ذہبی رہ انہیں الامام العلم اور سیّد الحفاظ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۷۴)

علامہ عجلی رہ فرماتے ہیں کہ یحییٰؒ بن سعید رہ حدیث کے بارے میں پوری چھان بین کرتے اور صرف ثقہ ہی سے روایت کیا کرتے تھے۔ (ایضاً ص ۲۷۵)

ابنِ سعد رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ حجت، بلند قدر اور مامون تھے اور امام احمد رہ فرماتے ہیں کہ الیہ المنتہی فی التثبت (ایضاً ص ۲۷۶)

حافظ ابن حجر رہ ان کو الحافظ کے وصف سے بیان کرتے ہیں۔ (التہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۱۶)

امام ابو زرعہ رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقات وحفاظ میں تھے۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ وہ حجت اور حافظ تھے۔ امام نسائی رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اثبت اور پسندیدہ تھے۔ (ایضاً ص ۲۱۹) نیز انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے امین یہ حضرات ہیں:۔ امام مالک رہ

امام شعبہ رح اور یحییٰ رح بن سعید القطان رح (تذکرہ ج ۱ ص ۲۷۰)

محدث عقیلی رح فرماتے ہیں کہ وہ بلا مدافعت امام تھے (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۲۰)

ان کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ امام ابن معین رح فرماتے ہیں کہ بیس سال سے ان کا یہ معمول تھا کہ شب بھر میں وہ قرآن کریم ختم کر دیتے تھے اور فرماتے ہیں کہ ان کے پاس ایک تسبیح ہوتی تھی جس پر وہ ورد کیا کرتے تھے۔ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۷۵)

یحییٰ رح بن معین رح فرماتے ہیں کہ میں نے عفان رح سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ یحییٰ رح بن سعید القطان رح کی وفات سے بیس برس پہلے کسی نے خواب میں دیکھا کہ یحییٰ القطان رح کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے امان کی خوشخبری اور بشارت دی گئی ہے۔ (بغدادی ج ۱۴ ص ۱۴۲)

عبداللہ رح بن سوار رح نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک کتاب نیچے کو اتری۔ جب اس کو پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یحییٰ رح بن سعید رح کی برأت کے لیے اتری ہے۔ (ایضاً)

امام علی رح بن المدینی رح نے خواب میں خالد رح بن حارث رح کو دیکھا، ان سے سوال کیا کہ یحییٰ رح بن سعید رح کا اس جہان میں کیا مقام ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ:۔

نراہ کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء (بغدادی ج ۱۴ ص ۱۴۲)

ہم تو ان کو اتنے بلند مقام پر دیکھتے ہیں جس طرح تم چمکتے ہوئے ستارہ کو آسمان کی افق پر دیکھتے ہو۔

امام یحییٰ رح بن سعید القطان رح کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی۔ باوجود اس جلالت شان اور رفیع القدر ہونے کے امام یحییٰ رح بن سعید القطان رح حضرت امام ابو حنیفہ رح کے مقلد اور ان کی فقہ کے خوشہ چین تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رح لکھتے ہیں کہ:۔

قال یحییٰ بن معین رح وکان یحییٰ بن سعید القطان یفتی بقولہ ایضاً (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۷)

ابن معین رح فرماتے ہیں کہ یحییٰ رح بن سعید القطان رح بھی امام ابو حنیفہ رح کے قول پر فتوےٰ صادر کرتے تھے۔

حافظ ابن کثیر الشافعی رح (المتوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

یحییٰ بن سعید القطان یفتی بقول ابی حنیفۃ رح (البدایۃ والنہایۃ ج ۱۰ ص ۱۰۸)

یحییٰ رح بن سعید القطان رح امام ابو حنیفہ رح کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حافظ ابوعمرؒ بن عبدالبر المالکی رہ لکھتے ہیں کہ:۔

وقال یحییٰ بن سعیدؒ ربما استحسنا الشئ من قول ابی حنیفہ رہ فناخذبہ (کتاب العلم ج ۲ ص ۱۴۹)

یحییٰ بن سعیدؒ نے فرمایا کہ ہم بسا اوقات ابوحنیفہؒ کے قول کو پسند کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

علامہ ذہبی رہ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان یحییٰ القطان رہ یفتی بقول ابی حنیفۃ رہ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۸۲)

یحییٰ القطان رہ امام ابوحنیفہ رہ کے قول پر فتوے دیا کرتے تھے۔

علامہ القرشی لکھتے ہیں کہ:۔

قال یحییٰ بن معین رہ وکان یحییٰ بن سعید یفتی بقولہ ایضاً (الجواہر ج ۲ ص ۲۰۹ وقال فی ج ۲ ص ۲۱۲ کان یفتی بقول ابی حنیفۃ)

ابن معین رہ فرماتے ہیں کہ یحییٰؒ بن سعید القطانؒ امام ابوحنیفہ رہ کے قول پر فتوے دیا کرتے تھے۔

مولانا لکھنوی رہ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان یحییٰ بن سعید القطان رہ یفتی بقولہ (الفوائد البہیۃ ص ۲۲۳ طبع مصر)

یحییٰؒ بن سعید القطان رہ امام ابوحنیفہ رہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعی رہ لکھتے ہیں کہ:۔

قال یحییٰ بن معین رہ سمعت یحییٰ بن سعید القطان رہ یقول لا نکذب اللہ ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفۃ رہ وقد اخذنا باکثر اقوالہ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۵۰)

یحییٰؒ بن معین رہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰؒ بن سعید القطان رہ سے سُنا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تکذیب نہیں کرتے ہم نے امام ابوحنیفہ رہ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سُنی اور اسی لیے ہم نے اُن کے اکثر اقوال لے لیے ہیں۔

اور علامہ خطیب بغدادی رہ اور صدر الائمہؒ یحییٰؒ بن معینؒ کے حوالہ سے یوں نقل کرتے ہیں:۔

سمعت یحییٰ بن سعید القطان رہ یقول لا نکذب اللہ ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفۃ رہ ولقد اخذنا باکثر اقوالہ قال یحییٰ بن معین رہ وکان یحییٰ بن سعید رہ یذھب فی الفتویٰ

میں نے یحییٰؒ بن سعید القطان رہ سے سُنا انہوں نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تکذیب نہیں کرتے ہم نے ابوحنیفہ رہ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سُنی اور بلاشک ہم نے اُن کے اکثر اقوال لے لیے ہیں۔ امام ابن معین رہ فرماتے

الیٰ قول الکوفیین ویختار قوله من اقوالهم ویتبع رأیه من بین اصحابه۔

(تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۴۵ واللفظ له و مناقب موفق ج ۲ ص ۳۰۰)

ہیں کہ یحییٰ بن سعیدؒ فتویٰ صادر کرنے میں کوفیوں کے قول کو لیتے تھے اور امام ابوحنیفہ رحؒ کے قول کو باقی کوفیوں کے قول پر ترجیح دیتے تھے اور بقیہ اصحاب کی بجائے صرف امام ابوحنیفہؒ کی رائے کی اتباع کیا کرتے تھے۔

اِن تمام اقتباسات سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ امام یحییٰؒ بن سعید القطان رحؒ حضرت امام ابوحنیفہ رحؒ کے قول اور رائے کو قابلِ عمل گردانتے تھے اور امام ابوحنیفہ رحؒ کے قول اور رائے سے بہتر رائے ان کی نظر میں کوئی اور نہ تھی اور یہی وجہ ہے کہ وہ شدت سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی رائے کی اتباع اور پیروی کیا کرتے تھے اور امام ابوحنیفہ رحؒ کی رائے کو احسان اور نعمتِ خداوندی سمجھتے تھے اور اس سے بے رُخی اور بے اعتنائی کو وہ انعامات خداوندی کی تکذیب کے مترادف سمجھتے تھے۔ اگر حضرت امام ابوحنیفہ رحؒ کی رائے کتاب وسنت کے مطابق نہ ہوتی یا ان کی رائے مذموم رائے کی مد اور زد میں ہوتی جیسا کہ خود فریبوں نے سمجھ رکھا ہے تو سید الحفاظ اور امام الجرح والتعدیل نہ تو اس کی کبھی تعریف کرتے اور نہ اس سے اغماض اور پہلو تہی کو تکذیبِ نعمت خداوندی قرار دیتے اور نہ خود امام ابوحنیفہ رحؒ کی تقلید واتباع کرتے۔ تاریخی طور پر نقد وجرح کے پہاڑ اور سید الحفاظ کی یہ شہادت حضرت امام ابوحنیفہ رحؒ کی عظمت اور مقبولیت اور متبع سنت ہونے کے لیے ایک بہت بڑی اور وزنی شہادت ہے بشرطیکہ چشم بینا ماؤف نہ ہو ؎

کہنے کو یوں تو دیدۂ بینا ہیں سینکڑوں — دنیا میں آشنائے حقیقت مگر کہاں

انتہائی تعصّب

غیر مقلدین حضرات نے جب سید الحفاظ اور امام الجرح والتعدیل یحییٰؒ بن سعید القطان رحؒ کا حنفی اور مقلد ہونا پڑھا اور سُنا تو لگے آگ بگولا اور سیخ پا ہونے اور انہوں نے تاویلات باردہ اور بعیدہ کے چور دروازے سے یہ مذموم کوشش شروع کی کہ انکار کی منزل میں داخل ہو کر چین سے بیٹھے رہیں مگر اس طرح ان کو کون چھوڑتا ہے ؎

ستعلم لیلیٰ ای دین تداینت — وای غریم فی التقاضی غریمها

چنانچہ زمانۂ حال میں غیر مقلدین حضرات کے وکیلِ اعظم مولانا مبارکپوری صاحب اعظم گڑھی لکھتے ہیں کہ :-

" صاحب عرف شذی وغیرہ علماءِ حنفیہ نے یہ دعوے کیا ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان حنفی تھے جیسا کہ ابنِ خلکان رہ نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام یحییٰ القطان رہ حنفی اور امام ابو حنیفہ رہ کے مقلد نہ تھے بلکہ وہ اصحابِ حدیث سے تھے، سنت کے متبع اور مجتہد تھے۔ رہا ابن خلکانؒ کا یہ قول کہ وہ حنفی تھے اگر یہ ثابت ہو جائے تو تم پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رہ کی حجۃ اللہ البالغہ اور انصاف میں حنفی ہونے کا معنیٰ اس باب کی فصلِ اوّل میں معلوم کر چکے ہو " (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۲۷ محصلہ)

اور مقدمہ ص۱۷۵ بابِ اوّل میں حجۃ البالغہ اور انصاف کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ :-

" امام نسائی رہ اور بیہقی رہ اس لیے شافعی مشہور ہیں کہ ان کا طریقۂ اجتہاد اور استقراء اور ترتیب ادلّہ حضرت امام شافعی رہ کے اجتہاد سے موافق ہو گیا ہے " (محصلہ)

گویا مبارکپوری صاحب رہ کے زعمِ فاسد میں امام یحییٰ بن سعید القطان بایں معنیٰ حنفی تھے کہ ان کا اجتہاد امام صاحب رہ کے موافق ہو جایا کرتا تھا نہ یہ کہ وہ مقلد اور حنفی تھے۔ مگر مولانا مبارکپوریؒ کا یہ کہنا کئی وجوہ سے باطل ہے :-

اوّلاً اس لیے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ہی نے حجۃ البالغہ اور انصاف وغیرہ (اور اسی طرح دیگر علماء نے مثلاً دیکھئے مولانا لکھنوی رہ کی التعلیقات السنیہ ص۱۰۵) اہلِ اجتہاد کی تقسیم کی ہے کہ بعض تو مجتہد مطلق ہوتے ہیں اور بعض منتسب ہوتے ہیں جیسے امام ابو یوسف رہ و محمد رہ وغیرہ کہ سینکڑوں مسائل میں انہوں نے اجتہاد کیا ہے مگر اصول اور ضوابط وہی پیشِ نظر رکھے ہیں جو حضرت امام ابو حنیفہ رہ کے وضع کردہ تھے، ایسے مجتہد بیسیوں مسائل میں اپنے امام کے مخالف ہوتے ہوتے بھی اصولاً مقلد ہی سمجھے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ :-

وربما استدل بعض المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم ونحو ذالك فهذا هو التخريج ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على	بعض دفعہ اہلِ تخریج اپنے ائمہ کے فعل اور سکوت وغیرہ سے استدلال کیا کرتے ہیں اس کو تخریج کہتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ فلاں کے لیے قول مخرج یہ ہے -

مذهب فلان او على اصل فلان او على قول فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون فى المذهب اھ (طبع مصر ج ۱ ص ۱۵۲)

اور فلاں کے مذہب یا فلاں کی اصل یا فلاں کے قول پر جواب مسئلہ یہ اور یہ ہے اور ایسے حضرات کو مجتہد فی المذہب کہا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ تخریج اپنے ائمہ ہی کے طرز و طریق پر اپنے اجتہاد کا مدار رکھتے ہیں اور ایسے مسائل میں جو اُن کے ائمہؒ سے صراحت کے ساتھ مروی نہیں ہوتے اپنے اجتہاد سے کام لیتے ہیں اور ایسے حضرات مجتہد فی المذہب کہلاتے ہیں نہ یہ کہ وہ مجتہد مطلق ہوتے ہیں۔

اور دوسرے مقام پر یوں ارقام فرماتے ہیں کہ :-

وكان اهل التخريج منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا ويجتهدون فى المذهب وكان هؤلاء ينسبون الى مذهب اصحابهم فيقال فلان شافعي وفلان حنفي وكان صاحب الحديث ايضاً قد ينسب الى احد المذاهب لكثرة موافقته له كالنسائى والبيهقي ينسبان الى الشافعي اھ۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۵۳ طبع مصر)

ان میں اہل تخریج ایسے مسائل میں تخریج سے کام لیتے ہیں جن میں وہ کوئی تصریح نہیں پاتے اور مذہب کے اندر رہ کر وہ اجتہاد کرتے ہیں اور یہ اپنے اہل مذہب ائمہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں سو کہا جاتا ہے کہ فلاں شافعی ہے اور فلاں حنفی ہے اور اصحاب حدیث بھی کبھی ان مذاہب کی طرف منسوب ہوتے ہیں کیونکہ ان کی ان سے موافقت زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ امام نسائیؒ اور امام بیہقیؒ شافعی کہلاتے ہیں۔

اور انصاف میں ایک مقام پر یوں رقمطراز ہیں کہ :-

ومعنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على طريقته فى الاجتهاد واستقراء الادلة وترتيب بعضها على بعض ووافق اجتهاده اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة ولم يخرج عن طريقته الا فى مسائل وذالك لا يقدح فى دخوله فى مذهب الشافعي ومن هذا القبيل محمد

اور (ابو عاصم عبادی رہ کے) منسوب بشافعی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اجتہاد اور دلیلوں کی تلاش اور بعض کو بعض پر مرتب کرنے میں امام شافعیؒ کے طریق پر چلا اور اس کا اجتہاد امام کے اجتہاد کے موافق ہوا اور اگر کہیں مخالف ہوا تو اس کی پروا نہیں کی اور امام کے طریقہ سے بجز چند مسائل کے خارج نہیں ہوا۔ اور یہ امر اس کے شافعی المذہب ہونے میں مخل نہیں

ومحمد بن اسماعيل البخاري فانه معدود في طبقات الشافعية وممن ذكره تاج الدين سبکی اھ (الانصاف مع ترجمہ اُردو کشاف ص ۶۷)

اور محمد بن اسماعیل بخاری رہ بھی اسی گروہ کے ہیں اور طبقات شافعیہ میں شمار کیے گئے ہیں جیسا کہ علامہ تاج الدین سبکی رہ نے ذکر کیا ہے۔

علامہ تاج الدین السبکی الشافعی رہ (المتوفی ۷۷۱ھ) نے حضرت امام بخاری رہ کو اپنی کتاب "طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۲ طبع مصر" میں ذکر کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی ان عبارات سے یہ بات بالکل آفتاب نیمروز کی طرح واشگاف ہو جاتی ہے کہ وہ حضرت امام نسائی رہ اور امام بیہقی رہ کو مجتہد مطلق نہیں قرار دے رہے جیسا کہ مبارکپوری صاحبؒ وغیرہ سمجھ رہے ہیں بلکہ وہ اُن کو اہل التخریج اور مجتہد فی المذہب قرار دیتے ہیں جو غیر مصرح مسائل میں اپنے امام کے فعل و سکوت وغیرہ کے اصول و کلیات کے تحت اجتہاد کرتے ہیں مگر ایسے حضرات شافعیت اور حنفیت وغیرہ سے خارج نہیں ہوتے اور یہی مقام ہے امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رہ کا کہ وہ اصولاً تو شافعی المذہب ہیں مگر اپنے تبحرِ علمی کے مطابق غیر مصرح مسائل میں اجتہاد بھی کرتے تھے۔ اور اسی طرح اصولاً حضرت امام نسائی رہ (المتوفی ۳۰۳ھ) بھی شافعی المذہب تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب تبریزی رہ لکھتے ہیں کہ

وکان الشافعی المذھب اھ (الاکمال ص ۶۲۷)

کہ امام نسائی رہ شافعی المذہب تھے۔

علامہ سبکی بھی ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کرتے ہیں۔ (ج ۲ ص ۸۳)

اور نواب صدیق حسن خان صاحبؒ بھی ان کو شافعی کہتے ہیں۔ (دیکھئے ابجد العلوم ص ۸۱۰)

اور اسی طرح حضرت امام بیہقی رہ (المتوفی ۴۵۸ھ) بھی اصولاً شافعی المذہب ہیں۔

حضرت امام الحرمین ابو المعالی رہ فرماتے ہیں کہ:۔

ما من شافعی الا وللشافعی علیه منة الا ابا بکر البیهقی رہ فان له المنة علی الشافعی لتصانیفه فی نصرة مذهبه۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۳۱۰)

کوئی شافعی المسلک ایسا نہیں جس پر امام شافعی رہ کا احسان نہ ہو ہاں مگر ابو بکر بیہقی رہ کیونکہ ان کا امام شافعیؒ پر احسان ہے کیونکہ انہوں نے امام شافعیؒ کے مذہب کی نصرۃ کے لیے کتابیں لکھی ہیں۔

علامہ ابو سعد سمعانی رہ فرماتے ہیں کہ امام بیہقی رہ امام فقیہ حافظ اور معرفتِ حدیث اور فقہ کے جامع تھے اور نیز فرماتے ہیں کہ وکان متبع نصوص الشافعی رہ اھ (کتاب الانساب ورق ۱۰۱)

کہ وہ امام شافعی رہ کے صریح اور منصوص اقوال کے متبع تھے۔

اگر امام بیہقی رہ مجتہد مطلق ہوتے تو اُن کو امام شافعی رہ کے مذہب کی نصرت میں کتابیں لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر وہ مجتہد مطلق ہوتے تو ان کو حضرت امام شافعی رہ کے نصوص کے اتباع کی کیا ضرورت تھی؟

غرضیکہ حضرت امام نسائی رہ اور امام بیہقی رہ کو ایسا مجتہد مطلق سمجھنا جو تقلید نہ کرتا ہو دلائل کے رُو سے سراسر باطل ہے مگر عقل و فہم شرط ہے۔ ورنہ سے

تا بمنزل اس لیے پہنچے نہ اہلِ کارواں ۔۔۔ تیز گامی ان کی وجہ نارسی ہوتی گئی

وثانیاً مبارکپوری صاحب رہ کا امام یحییٰ رہ بن سعید القطان رہ کو بایں معنیٰ حنفی کہنا کہ ان کا اجتہاد امام ابوحنیفہ رہ کے اجتہاد کے موافق ہوجایا کرتا تھا اور اس توارد کی وجہ سے وہ حنفی تھے، علمی اصطلاح میں توجیہ القول بمالا یرضٰی بہ قائلہ کا مصداق ہے۔ کیونکہ خود امام یحییٰ القطان رہ تو چلا چلا کر یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے امام ابوحنیفہ رہ کی رائے اور قول سے بہتر رائے اور قول کوئی اور نہیں دیکھا۔ ولقد اخذنا باکثر اقوالہ اور ہم نے امام ابوحنیفہ رہ کے اکثر اقوال کو معمول بہا بنایا ہے۔ وہ تو صاف یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اکثر اقوال امام ابوحنیفہ رہ سے لیے ہیں اور یہاں خیر سے یہ توجیہ ہو رہی ہے کہ ان کا اجتہاد امام صاحبؒ کے اجتہاد کے موافق ہو جایا کرتا تھا اور امام الجرح والتعدیل یحییٰ رہ بن معین رہ اس کی تصریح کرتے ہیں کہ فتویٰ دیتے وقت امام یحییٰ رہ بن سعید رہ امام ابوحنیفہ رہ کے قول و رائے کو ترجیح دیتے تھے اور ان کے قول پر فتویٰ صادر کیا کرتے تھے اور امام صاحبؒ کی رائے کو نعمتِ خداوندی قرار دیتے تھے اور مبارکپوری صاحبؒ نہایت مصنوعانہ انداز سے یہ بے جا تاویل کر رہے ہیں کہ ان کا اجتہاد امام ابوحنیفہ رہ کے اجتہاد کے موافق ہو جاتا تھا۔

وثالثاً: مولانا مبارکپوری صاحبؒ تو صرف ابنِ خلکان رہ کے حوالہ سے گھبرا کر صاحب العرف الشذی سے ناراض ہو رہے ہیں لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ امام یحییٰ رہ بن سعید القطان رہ کو خطیب بغدادی رہ، شیخ الاسلام ابنِ عبدالبر رہ، علامہ ذہبی رہ، حافظ ابنِ کثیر رہ، صدر الائمہ مکی رہ، علامہ القرشی رہ اور حافظ ابن حجر رہ وغیرہ سبھی حنفی بتلا رہے ہیں۔ لہذا صاحب العرف الشذی سے ناراضگی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس لیے مولانا مبارکپوری صاحبؒ سے ہم با ادب یہ فرضی گزارش کرتے ہیں کہ

چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر ٹھوکریں مت کھایئے چلئے سنبھل کر دیکھ کر

مؤلفِ نتائج التقلید کی برہمی

اب آپ مؤلف موصوف کی پٹاری سے شعبدہ بازی کا ایک سنہری دھاگا بھی ملاحظہ کرلیجئے جس کو بزعم خود وہ جُرأت کر کے گھمائیں گے تو جملہ حنفی آپ کو مبتدع نظر آئیں گے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)۔ چنانچہ وہ پہلے امام یحییٰؒ بن سعیدؒ کے بارے میں یہ توصیفی کلمات لکھتے ہیں کہ :۔

"گویا کہ حضرت قطانؒ سرخیلِ حفاظِ حدیث یا سرگروہ و مقتدا اہلِ حدیث ہیں۔ نور اللہ مرقدہٗ"

(نتائج التقلید صلہ الف)

بلاشک امام موصوف رہ ایسے ہی تھے مگر ساتھ ہی پکے حنفی بھی تھے۔ اور پھر آگے مؤلف نتائج التقلید نے جب سیرت النعمان اور حاشیہ تذکرۃ الحفاظ میں امام یحییٰؒ بن سعیدؒ القطان رہ کا مقلد اور حنفی ہونا دیکھا تو لگے پیچ و تاب کھانے، اور بلا حوالہ و بے دلیل محض لفظوں کے کرتب سے ان کا غیر مقلد ثابت کرنے قدرت خدا کی ہے لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

اور جو دلیل پیش کی وہ بھی سُن لیجئے کہ :۔

"حضرت قطان رہ اہل بدعت کی مخصوص علامت اور پہچان اعلان فرماتے ہوئے دوٹوک فرماتے ہیں لیس فی الدنیا مبتدع الا وھو یبغض اھل الحدیث (مقدمہ شرح جامع الاصول للجزری ؒ مطبوعہ مصر ۔۔۔) اہل حدیث سے بغض و عداوت اہل بدعت کا فطری تقاضا ہے یا بالفاظِ یوں سمجھئے کہ جو کوئی اہل حدیث سے بغض و عداوت رکھتا ہے وہ برملا اور کھُلم کھُلا بدعتی ہے۔ امید ہے کہ اہلحدیث کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والے حنفی دوست حضرت امام ابوحنیفہ رہ کے نامور شاگرد کے ناطق فیصلہ پر سنجیدگی سے غور فرمائیں گے۔"

انتہی بلفظہٖ (نتائج التقلید ص۔۔)

ہم نے نہایت متانت اور پوری سنجیدگی سے غور کرلیا مگر اس حوالہ سے امام یحییٰ القطان رہ کا غیر مقلد ثابت کرنا نری شعبدہ بازی ہے اور اس سے استدلال بالکل باطل ہے۔

اوّلاً اس لیے کہ بے شک اہلحدیث سے بغض و عداوت اہل بدعت کا فطری تقاضا اور شعار

ہے مگر اہل حدیث سے مراد زمانہ حال کی بھوپالی نو ایجاد اور بٹالوی پیداوار نہیں ہے۔ بلکہ صحیح معنی میں اہل حدیث اور محدثین کرام رح مراد ہیں جنہوں نے روایۃً و درایۃً حدیث کی حفاظت کی ہے اور بغیر معدودے چند نفوس کے باقی جملہ حضرات مقلدین ہی تھے۔

وثانیاً:۔ ہم نے حضرت امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح وغیرہ وغیرہ حضرات کا حافظِ حدیث صاحبِ حدیث اور محدثِ کامل ہونا ذکر کر دیا ہے۔ جن کے تاریخی طور پر اہلِ حدیث ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور غیر مقلدین حضرات ان سے بغض و عداوت رکھتے ہیں اور مؤلف نتائج التقلید (مع اپنے جملہ مصدقین کے) اس میں پیش پیش ہیں لہذا خود حوالۂ بالا کے پیشِ نظر وہ اقراری مبتدع ہیں۔

وثالثاً:۔ حنفی تو بحمد اللہ تعالیٰ اہلِ سنت والجماعت ہیں جیسا کہ ہم شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح کے حوالہ سے اسی کتاب میں باحوالہ عرض کر چکے ہیں کہ والحنفیۃ ھم من اھل السنّۃ۔ بخلاف اس کے غیر مقلدین حضرات کا حضرت امام ابو حنیفہ رح کے ساتھ جو بغض و عداوت اور حسد و کینہ ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور امام ابن حجر رح مکی الشافعی لکھتے ہیں کہ:۔

قال ابراھیم بن معاویۃ الضریر رح من تمام السنّۃ حب ابی حنیفۃ ـــــ وقال الحافظ عبد العزیز بن ابی رواد رح من احبّ اباحنیفۃ فھو سُنّی ومن ابغضہ فھو مبتدع۔ (الخیرات الحسان ص۳۲ طبع مصر)	ابراہیم رح بن معاویہ الضریر رح فرماتے ہیں کہ سنت کی تکمیل میں یہ داخل ہے کہ امام ابو حنیفہ رح سے محبت کی جائے ـــــ اور حافظ عبد العزیز بن ابی رواد رح کا بیان ہے کہ جس نے امام ابو حنیفہ رح سے محبت کی وہ سُنّی ہے اور جس نے ان سے بغض کیا وہ مبتدع ہے۔

اور صدر الائمہ رح عبد العزیز بن ابی رواد رح سے نقل کرتے ہیں کہ:۔

بینا وبین النّاس ابوحنیفۃ رح فمن احبّہ وتولاہ علمنا انہ من اھل السنۃ ومن ابغضہ علمنا انہ من اھل البدعۃ اھ (مناقب موفق ج ۲ ص۳۲)	ہمارے اور لوگوں کے درمیان حدِ فاصل ابو حنیفہ رح ہیں جس نے ان سے محبت اور دوستی کی ہم یہ سمجھیں گے کہ وہ اہل السنت میں سے ہے اور جس نے ان سے بغض کیا ہم یہ سمجھیں گے کہ وہ اہل بدعت سے ہے۔

مؤلف نتائج التقلید کو اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر یہ بتانا چاہیے کہ حنفیوں کو ایک غیر متعلق عبارت

سے مبتدع قرار دینے کا کیا مزہ رہا؟ اور قلب مبارک پر کیا گزری؟ اگر آپ کو سچ مچ احناف کو بدعتی بنانے کا شوق ہے تو ایچ پیچ کے بغیر کسی صریح اور صحیح حوالہ سے ان کو بدعتی قرار دیجئے۔ ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ لیں گے کیونکہ ؏ کلکِ مانیز زبانے وبیانے دارد!

الحاصل حضرت امام یحییٰؒ بن سعید القطان رہ باوجود سید الحفاظ اور امام الجرح والتعدیل ہونے کے پکے اور سچے حنفی تھے۔ اگر فقہ حنفی قرآن و حدیث سے متصادم ہوتی یا اس میں سید الحفاظ کی تسکین کا کافی اور وافر سامان موجود نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی فقہ حنفی کو اپنے گلے کا خوشبودار ہار نہ بناتے اور نہ اس کے گرویدہ ہوتے۔ اور باوجود پکے حنفی ہونے کے وہ اہل حدیث بھی تھے۔ چنانچہ امام ترمذی عبد اللہؒ بن عمر العمریؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:۔

ضعّفہ بعض اھل الحدیث من قبل حفظہ منھم یحیٰی بن سعید القطان رہ (ج ۱ ص ۲۶)	بعض اہل حدیث نے جن میں یحییٰ القطانؒ بھی ہیں۔ ان کو از روئے حافظہ ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ابو عاصم النبیلؒ

الضحاکؒ بن مخلدؒ (المتوفی ۲۱۲ھ)۔ علامہ ذہبی رہ ان کو الحافظ اور شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۱ ص ۳۳۳)

امام ابن معین رہ ان کو ثقہ اور محدث عجلی رہ ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ علامہ ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ اور فقیہ تھے۔ محدث خلیلی رہ کا بیان ہے کہ ان کے زہد و علم اور دیانت واتقان پر سب کا اتفاق ہے۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں اور محدث ابن قانع رہ ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۵۱ و ص ۴۵۲)

علامہ خطیب بغدادی رہ کے استادِ محترم امام ابو عبد اللہ حسینؒ بن علی القاضی الصیمری رہ۔ (المتوفی ۴۳۶ھ) جن کے بارے میں امام خطیبؒ لکھتے ہیں کہ وکان احد الفقھاء المذکورین من العراقیین حسن العبارۃ جیّد النظر وکان صدوقا وافر العقل۔ بغدادی ج ۸ ص ۷۸) کہ وہ فقہاء حنفیہ کے مشہور حضرات میں تھے، نفیس عبارات اور عمدہ فکر کے مالک اور صدوق اور کامل العقل تھے، ان کو امام ابو حنیفہ رہ کے اصحاب میں لکھتے ہیں۔ (بحوالہ الجواہر ج ۱ ص ۲۱۵)

امام مکیؒ بن ابراہیم رہ

علامہ ذہبی رہ ان کو الحافظ الامام اور شیخ خراسان لکھتے ہیں۔ علامہ ابنِ سعد رہ لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ اور ثبت تھے۔ امام دارقطنی رہ ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۱ ص۳۳۲) ان کی وفات ۲۱۵ھ میں ہوئی۔

علامہ کوثری رہ ان کو طبقاتِ حنفیہ میں لکھتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو تقدمہ نصب الرایہ ص۴۲)

اور صدر الائمہ مکیؒ لکھتے ہیں کہ:-

ولزم اباحنیفۃ رحمہ اللہ وسمع منہ الحدیث والفقہ واکثرعنہ الروایۃ اھ (مناقب موفق ج ۱ ص۲۰۳)

وہ امام ابوحنیفہ رہ کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور انہوں نے اُن سے حدیث وفقہ اور بہت روایتیں کیں۔

اور نیز لکھتے ہیں کہ:-

وکان یحب اباحنیفۃ حبًا شدیدًا ومتعصبًا لمذھبہ اھ (ج ۱ ص۲۰۴)

وہ امام ابوحنیفہ رہ سے بڑی محبت کرتے تھے اور امام صاحب کے مذہب میں متعصب واقع ہوتے تھے۔

یہ حضرت امام بخاری رہ کے اُستاد تھے اور ان کی وجہ سے امام بخاری رہ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ صحیح بخاری میں بائیس ثلاثیات میں سے گیارہ ۱۱ صرف مکیؒ بن ابراہیم رہ کی سند سے اُنہوں نے روایت کی ہیں۔

امام ابوالحسن العبدی رہ

علیؒ بن معبدؒ بن شداد رہ (المتوفی ۲۱۸ھ) بڑے مرتبہ کے محدّث تھے۔ امام ابنِ معین رہ جیسی شخصیت کو ان سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ امام ابوحاتم رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ ابنِ حبان رہ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ مستقیم الحدیث تھے۔ امام حاکم رہ فرماتے ہیں کہ:-

ھو شیخ من جلۃ المحدثین

وہ شیخ اور جلیل القدر محدثین میں سے تھے

حافظ ابنِ حجر رہ نقل کرتے ہیں کہ:-

وكان يذهب مذهب ابى حنيفة   کہ وہ امام ابو حنیفہ رہ کے مذہب پر تھے۔

(تہذیب التہذیب ج۷ ص۳۸۵)

حنفی ہوتے ہوئے بھی وہ من جلة المحدثین تھے اور شخصی رائے کے پابند رہ کر بھی محدث تھے۔

امام یحییٰ بن معین رہ

امام الجرح والتعدیل حضرت امام یحییٰ بن معین رہ (المتوفی ۲۳۳ھ) علم حدیث اور فن جرح وتعدیل کے بلا مدافعت امام تھے۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ الثقة المامون اور احد الائمہ الثقات تھے (تاریخ بغداد ج۱۴ ص۱۸۴)

امام علیؒ بن المدینی رہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا علم سمٹ سمٹا کر یحییٰؒ بن معین رہ میں جمع ہو گیا تھا۔ (ایضاً ص۱۷۹)

امام احمدؒ بن حنبل رہ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ ان احادیث کو ملاحظہ کر کے ان میں خطا کی تعیین کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ یحییٰؒ بن معین رہ سے جا کر دریافت کرو کیونکہ وہی حدیث کی خطا اور غلطی کو بہتر جانتے ہیں۔ (ایضاً)

محدث آجری رہ کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو داؤد رہ سے یہ سوال کیا کہ رجال اور رُوات کا علم یحییٰؒ بن معین رہ کو زیادہ تھا یا علیؒ بن المدینی رہ کو؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ابن معین رہ تو تمام رجال کے عالم اور ماہر تھے اور علیؒ بن المدینی رہ کو روات شام کے حالات معلوم نہ تھے۔ (ایضاً ص۱۸۱)

علامہ خطیبؒ لکھتے ہیں کہ وہ امام ربانی، عالم، حافظ، ثبت اور متقن تھے۔ ان کے والدِ محترم نے دس لاکھ اور پچاس ہزار درہم ترکہ میں چھوڑا تھا۔

فانفقه كله على الحديث حتى لم يبق له نعل   جو سب انہوں نے تحصیل حدیث پر صرف کر دیا تھا

يلبسه (بغدادی ج۱۴ ص۱۷۸)   یہانتک کہ ان کے پاس پہننے کو جوتی نہ رہی۔

امام علیؒ بن المدینی رہ کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی ایسا شخص ہمیں معلوم نہیں جس نے اپنے ہاتھ سے اتنی حدیثیں لکھی ہوں جتنی کہ امام یحییٰؒ بن معینؒ نے لکھی ہیں (ایضاً ص۱۸۲)

حافظ احمدؒ بن عقبہؒ کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰؒ بن معین رح سے دریافت کیا کہ آپ نے کتنی حدیثیں لکھی ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے چھ لاکھ حدیث لکھی ہے۔ (ایضًا)

علامہ ذہبی رح یحییٰ بن معین رح کی روایت اس طرح نقل کرتے ہیں کہ :۔

کتبت بیدی الف الف حدیث (تذکرہ ج ۲ ص ۱۷) میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیث لکھی ہے۔

علامہ ذہبی رح ان کو الامام۔ الفرد اور سید الحفاظ کے عمدہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں (تذکرہ ج ۲ ص ۱۶) اور حافظ ابن حجر رح انہیں امام الجرح والتعدیل کے وصف اور لقب سے ذکر کرتے ہیں۔ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۸۰

امام ابن حبان رح کا بیان ہے کہ وہ بڑے دیندار اور صاحب فضیلت تھے۔ احادیث اور سنن کے جمع کرنے کی وجہ سے انہوں نے دنیا کو لات ماردی تھی۔ ان کا مشغلہ ہی جمع و حفظ حدیث تھا آگے فرماتے ہیں کہ :۔

حتّٰی صار علمًا یقتدی بہ فی الاخبار و اماما یرجع الیہ فی الآثار۔ (بحوالہ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۸۸)

وہ ایسے علَم قرار پائے کہ احادیث میں ان کی اقتداء کی جاتی ہے اور وہ ایسے امام ہوئے کہ آثار میں ان کی طرف مراجعت کی جاتی ہے۔

محدث عجلی رح کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰؒ بن معین رح سے بڑھ کر عارفِ حدیث کوئی اور پیدا نہیں کیا۔ (ایضًا)

امام احمد رح فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو یحییٰ رح بن معین رح نہ پہچانتے ہوں وہ سرے سے حدیث ہی نہیں ہے۔ (البغدادی ج ۱۴ ص ۱۸۰)

بڑے بڑے ائمہ فن اور محدثین کو ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کر کے ان سے علمِ حدیث کا اکتساب کرنا پڑا جن میں خصوصیت سے امام بخاری رح، امام مسلم رح، امام ابوداؤد رح اور امام احمد بن حنبل رح وغیرہ زیادہ قابل ذکر ہیں۔ (ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۶ و تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۸۱ وغیرہ)۔

امام یحییٰ بن معین رح کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی تھی اور اسی چارپائی پر ان کا جنازہ اُٹھایا گیا جس پر جناب خاتم النبیین محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جنازہ مبارک اٹھایا گیا تھا اور لوگ ساتھ ساتھ یہ کہتے جاتے تھے کہ :۔

هذا الذّاب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم۔ الکذب (بغدادی ج ۱۴ ص ۱۸۷) — یہ وہ ہستی ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جھوٹ کو ہٹاتی اور دُور کرتی ہے۔

اور امام حاکم رہ کی روایت اس طرح ہے کہ :۔

هذا الذی کان ینفی الکذب عن حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (معرفت علوم الحدیث ص۲ طبع القاہرہ) — یہ وہ شخصیت ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے جھوٹ کو دُور کرتی ہے۔

ابراہیم رہ بن منذر رہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے خواب میں جناب رسول اللہ صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ رضہ کو مجتمع دیکھا۔ اس شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کیسے تشریف لاتے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ :۔

جئت لهٰذا الرجل اصلی علیہ فانه کان یذب الکذب عن حدیثی (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۸۷) — میں اس شخص کا جنازہ پڑھنے آیا ہوں کیونکہ وہ میری احادیث سے جھوٹ کی نفی کرتا ہے۔

(واللفظ لہ، والاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص۳)

یعنی وہ احادیث و آثار کو احتیاط کی چھاننی میں چھان کر صحیح حدیث کو جعلی اور جھوٹی احادیث سے بالکل الگ کر دیتے تھے۔

حُبَیش رہ بن مبشّر رہ (جو ایک ثقہ راوی تھا) کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں امام یحیٰی رہ بن معین رہ کو دیکھا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ؟ فرمانے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے میری مغفرت کر دی ہے اور دیگر عطیات کے علاوہ تین سو حوریں بھی مرحمت فرمائی ہیں۔ (بغدادی ج ۱۴ ص ۱۸۶ تذکرہ ج ۲ ص ۱۷، تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۸۸)

اور ان کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ جنت البقیع کے قبرستان میں دفن ہوئے جہاں سینکڑوں صحابۂ کرام رضہ اور ازواج مطہرات رضہ کے دفن ہونے کے علاوہ اس خطۂ ارضی کو بارہا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے تشریف لے جاکر خصوصی دعا مانگنے کی وجہ سے برکت حاصل رہی ہے۔

اور یہ شرف و مزیت بھی کیا کم ہے کہ تا قیامت وہ سرزمینِ مدینہ میں مدفون رہیں :۔

تمام عمر مدینہ میں سونے والے تم — کہاں کہاں سے چلے اور پھر کہاں ٹھہرے

باوجود اس انتہائی شرف و مزیت اور فضیلت کے وہ حضرت امام ابو حنیفہ رہ کے مقلد اور غالی حنفی تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رہ صدر الائمہ مکی رح اور امام کردری رہ بہ سند خود امام یحیٰی رح بن معین رح سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:۔

القرأۃ عندی قرأۃ حمزۃ رہ والفقہ فقہ ابی حنیفۃ رہ علیٰ ھذا ادرکت الناس۔ (بغدادی ج ۱۳ ص ۳۴۷، مناقب موفق ج ۲ ص ۱۲ - مناقب کردری ج ۱ ص ۹۴)

قرات تو میرے نزدیک حمزہ رح کی قرأت ہے اور فقہ تو ابو حنیفہ رہ ہی کی فقہ ہے۔ اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

علی ھذا ادرکت الناس کا جملہ صاف بتلا رہا ہے کہ امام ابن معین رہ کے زمانہ تک تقریباً سبھی لوگ حضرت امام ابو حنیفہ رہ کی فقہ پر اعتماد کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ سیّد الحفاظ اور امام الجرح والتعدیل بھی اسی فقہ کے گرویدہ اور اسی کے گیت گاتے ہیں۔ علامہ ذہبی رہ جن کے ماہر طبقاتِ رجال ہونے کا کھلے لفظوں حافظ الدنیا ابن حجر رح اقرار کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو شرح نخبہ ص ۱۰) اور حقیقت بھی یہ ہے کہ ان جیسا ناقد فن رجال ان کے بعد تا ہنوز کوئی نہیں آیا۔ وہ اپنے قلم سے اپنی کتاب میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ:۔

ان ابن معین رہ کان من الحنفیۃ الغلاۃ فی مذھبہ وان کان محدثا اھ (الرواۃ الثقات المتکلم فیہم بما لا یوجب ردھم ص ۷ طبع مصر ۱۳۲۴ھ)

امام ابن معین رح غالی حنفیوں میں شمار ہوتے ہیں مگر باایں ہمہ وہ محدث تھے۔

علامہ کوثری رہ لکھتے ہیں کہ:۔

ان ابن معین حنفی تلقی الجامع الصغیر من محمد بن الحسن یرمیٰ بالتعصب للحنفیۃ اھ (تانیب الخطیب ص ۱۵۷ طبع مصر)

ابن معین رہ حنفی تھے۔ جامع الصغیر انہوں نے محمد بن الحسن رہ سے پڑھی تھی اور حنفیوں کے لیے تعصب کا الزام بھی ان پر لگایا گیا ہے۔

امام یحیٰی رح بن معین رہ کے سامنے جب کوئی امام ابو حنیفہؒ کی برائی بیان کرتا تو وہ ببر شیر کی طرح گرج کر یہ فرماتے تھے کہ: ؎

حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ ... فالقوم اعداء لہ وخصوم
کضرائر الحسناء قلن لوجہہا ... حسدا وبغیا انہ لذمیم

(مناقب ملا علی ن القاری رہ بذیل الجواہر ج ۲ ص ۴۹۸)

کیا غیر مقلدین حضرات اور خصوصیت سے مؤلف نتائج التقلید (مع اپنے جملہ مصدقین کے) اور خصوصاً محترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب، امام یحییٰ بن معین رہ کو اہل حدیث، صاحب حدیث اور محدث تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ ان کو اہلِ حدیث تسلیم نہیں کرتے تو بتائیں کہ دنیا میں اہلِ حدیث اور محدث اور کون ہے؟ اگر وہ ان کو اہل حدیث تسلیم کرتے ہیں تو یہ بتلائیں کہ ایک غالی اور متعصب حنفی کیونکر اہل حدیث ہو گیا ہے؟ اور شخصی رائے کا پابند رہ کر کس طرح وہ اہلِ حدیث کا مصداق ہو گیا ہے؟ امید ہے کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب اپنے الفاظ (قلّت مطالعہ اور تعصب کے ساتھ سیاہ دلی وغیرہ) کے روشن آئینہ میں اپنا چہرہ بھی دیکھ لیں گے جو اہلِ حدیث اور شخصی رائے کے پابند حضرات کو دو متحارب گروہ سمجھ کر اہلحدیث کے وصف اور لقب کو صرف اپنے ہی لیے الاٹ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر سیاہ دلی اور تعصب بھی کوئی اور ہو سکتا ہے؟ آہ ع

"نگاہِ فیضِ تجلّی سے ہے ابھی محروم"

علامہ بغدادی رہ لکھتے ہیں کہ :-

اجتمعوا فی الرصافة اعلام اصحاب الحدیث	کہ رصافہ میں بڑے بڑے اصحاب حدیث جمع ہوئے
فمنهم احمد بن حنبل رہ ویحییٰ بن معین رہ	جن میں امام احمد بن حنبل رہ اور یحییٰ رہ بن معین رہ
وغیرهما اھ (بغدادی ج ۶ ص ۳۵۱)	وغیرہ بھی تھے ۔

لیجئے ہم نے غالی حنفی کا باحوالہ "من اعلام اصحاب الحدیث" ہونا ثابت کر دیا ہے۔ اگر محض لفظ اہلِ حدیث اور اصحابِ حدیث ہی درکار ہے تو ہم نے امام یحییٰ رہ بن سعید القطان رہ اور امام یحییٰ رہ بن معین رہ دونوں کا اہلِ حدیث اور اصحابِ حدیث میں سے ہونے کا باحوالہ ثبوت دے دیا ہے اور انہی حضرات پر عالمِ اسباب میں روایت کا مدار ہے اور فنِ حدیث میں ان کی بڑی خدمات ہیں : ؎

تنہا تمہی سے طے نہ ہوئیں غم کی منزلیں
وہ بھی قدم قدم پہ شریکِ سفر رہے

ایک نفیس بحث

امام علیؒ بن المدینی رہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحیح احادیث کی معظم اسناد کا مدار چھ حضرات دیکھے ہیں۔ ان کے بعد بارہ حضرات پر مدار ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ :۔

ثم انتھیٰ علم ھٰؤلاء الاثنی عشر الیٰ یحییٰ القطان رہ ویحییٰ بن زکریا ابن ابی زائدۃؒ ووکیع رہ اھ (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۲۸)	پھر ان بارہ کا علم یحییٰ رہ بن سعید القطان رہ، یحییٰ رہ بن زکریا رہ بن ابی زائدہ رہ اور وکیع رہ بن الجراحؒ پر منتہی ہوا۔

اور ہم باحوالہ پہلے یہ عرض کر چکے ہیں کہ یہ تینوں حضرات پکے حنفی تھے جن پر اپنے دور میں علی رہ بن المدینی رہ جیسے پختہ کار محدث کے نزدیک صحیح حدیثوں کی اسناد کا مدار تھا۔ مگر غضب ہے کہ آج غیر مقلدین حضرات اپنے انتہائی تعصب میں مبتلا ہو کر حدیث کا دروازہ ہی مقلدین اور خصوصاً حنفیوں پر بند کر رہے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے :۔

بنا کر دولت و محنت کو یک دل   بڑی مشکل کو آساں کر دیا ہے

ایک اور طرز سے

حافظ ذہبی رہ اور علامہ جزائری رہ لکھتے ہیں کہ رواۃ پر جرح و تعدیل کا سلسلہ سب سے پہلے امام یحییٰ رہ بن سعید القطان رہ نے شروع کیا اور اس کے بعد ان کے تلامذہ مثلاً یحییٰ رہ بن معینؒ وغیرہ نے (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲ و توجیہ النظر ص ۱۱۳) اس روایت کے پیش نظر مطلب یہ ہوا کہ حدیث کے صحت و سقم اور راویوں پر جرح و تعدیل کے جو زرّیں اصول اور قواعد مقرر کئے گئے ہیں۔ اس کا سہرا بھی یحییٰ رہ بن سعید القطان رہ جیسے حنفی امام کے سر پر ہے جن کے قائم کئے ہوئے اصول پر آگے ان کے تلامذہ (مثلاً یحییٰؒ بن معین رہ اور علیؒ بن المدینی رہ اور عبدالرحمٰنؒ بن مہدیؒ وغیرہ) نے تصحیح و تضعیفِ حدیث کی بنیاد رکھی۔ گویا احناف نے صرف درایت اور معنی حدیث ہی کے لیے سعی نہیں کی بلکہ روایت اور سند کی حفاظت کے لیے بھی اہم کردار ادا کیا ہے جس پر آج حدیث کی سنہری عمارت قائم ہے اور جچے تلے مقیاس اور معیار کے تحت

آسانی کے ساتھ آج حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کی پرکھ کی جاسکتی ہے۔ اور یہی حضرات علمائے روایت و درایت کے ساتھ تازیست لڑتے رہے ؎

لڑتے لڑتے موت کی آغوش میں وہ سو گئے
دین کی خاطر لڑے اور دین کو پیارے ہو گئے

نواب صدیق حسن خان صاحب الحطہ میں الفصل السابع فی علم الجرح والتعدیل کی سرخی اور عنوان دے کر آگے ارقام فرماتے ہیں کہ :۔

واقل من عنی بذالك من الائمة الحفاظ شعبة بن الحجاج رح ثم تبعه يحيى بن سعيد رح قال الذهبی رح فی میزان الاعتدال اوّل من جمع ذالك الامام يحيى بن سعيد القطان رح وتكلم فيه بعده تلامذته يحيى بن معين اھ (الحطہ ص۳۸ فی ذکر الصحاح الستۃ)	سب سے پہلے جرح و تعدیل کا اہتمام ائمہ حفاظ میں سے شعبہ بن الحجاج رح نے کیا پھر ان کی اقتدا میں یحییٰ رح بن سعید رح نے علامہ ذہبی رح میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جرح و تعدیل کے اصول یحییٰ رح بن سعید القطان رح نے جمع کئے اور اس کے بعد ان کے تلامذہ مثلاً یحییٰ رح بن معین وغیرہ نے اس میں گفتگو کی۔

امام شعبہ بن الحجاج رح (المتوفی سنہ ۱۶۰ھ جو الحجۃ، الحافظ اور شیخ الاسلام تھے، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۸۱) کا علم بھی علماء کوفہ کا فیض تھا۔ چنانچہ خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ صالح بن سلیمان رح سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ :۔

کان شعبة بصريا مولى الازد ومولده ومنشاؤه واسط وعلمه كوفى (تاریخ بغداد ج ۹ ص ۲۵۵)	شعبہ رح بصری تھے ازد قبیلہ کے مولیٰ۔ ان کی پیدائش اور نشوونما واسط میں ہوئی اور ان کا علم کوفی تھا۔

نہ صرف یہ کہ ان کا علم ہی کوفی تھا بلکہ علامہ ذہبی رح حماد رح بن سلمہ رح کے ترجمہ میں مطہر رح سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ :۔

وكان شعبة رأيه رأى الكوفيين اھ (میزان ج ۱ ص ۲۷۸)	شعبہ رح کی رائے کوفیوں کی رائے تھی۔

گویا نواب صاحب رح کی تحقیق کی رُو سے شعبہ رح بن الحجاج رح نے سب سے پہلے جرح و تعدیل کے اصول مقرر کئے مگر اُن کا علم اور رائے بھی آخر کوفی ہی تھی اور وہ اپنے علم و رائے میں اہل کوفہ کے (جو مرکزِ علم تھا) محتاج تھے۔

امام ابوبشر اسدیؒ

حیانؒ بن بشرؒ بن المخارق رح (المتوفی ۲۳۷ھ) - علامہ خطیب بغدادی رح لکھتے ہیں کہ :-

وکان من جلة اصحاب الحدیث — وہ جلیل القدر اصحاب حدیث میں تھے۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ :-

الّا انه من اصحاب الرائے ولائے ابی حنیفةؒ لا بأس به (بغداد ج ۸ ص ۲۸۵) — مگر وہ اصحاب الرائی میں تھے جو امام ابوحنیفہؒ کی رائے پر چلتے تھے اور لاباس بہ تھے

حیرت ہے کہ اصحاب الرای اصحاب الحدیث کیسے بن گئے؟ اس کا حل تو مؤلف نتائج التقلید اور ان کے حواری ہی تلاش کر سکتے ہیں۔

امام ابوبکر الجارودی رح

محمدؒ بن نصر النیسابوری رح (المتوفی ۲۹۱ھ) - علامہ ذہبی رح ان کو حفاظ حدیث کے طبقات میں الحافظ الفقیہ اور الحنفی لکھتے ہیں۔ امام عبدالرحمنؒ بن ابی حاتم رح فرماتے ہیں کہ وہ صدوق اور من الحفاظ تھے۔ امام حاکم رح فرماتے ہیں کہ وہ حفظ و کمال اور ریاست و خاندانی لحاظ سے اپنے وقت کے شیخ تھے اور امام مسلم رح صاحب صحیح کے رفیق سفر تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۴۰)

حافظ ابن حجر رح [illegible] الحافظ لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۹۱)

امام حاکم [illegible] ہیں کہ وہ ان متعصب لوگوں میں تھے جو اپنے طریق کار سے ہر قسم کی مدافعت کیا کرتے تھے اور اس سلسلہ میں ان کی کافی خبریں تاریخ میں موجود ہیں کہ مذہب اہل الرائی (یعنی حنفیوں) میں وہ بڑے متعقب تھے۔ (ایضاً) اور نہ صرف یہ کہ وہ خود ہی الحنفی اور حنفیت میں متصلب تھے بلکہ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ :-

اهل بیته حنفیون (تذکرہ ج ۲ ص ۲۲۰) — ان کا خاندان اور گھرانا ہی حنفی تھا۔

امام طحاوی رح

ابوجعفر احمدؒ بن محمدؒ بن سلامة رح (المتوفی ۳۲۱ھ) - علم حدیث، فقہ اور اقوال سلف کے

جاننے میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ علامہ ذہبی رہ طبقاتِ حفاظ میں ان کو الامام العلامہ اور الحافظ لکھتے ہیں اور تصریح کرتے ہیں کہ انہوں نے بہترین کتابیں لکھی ہیں۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۸)

محدث ابن یونسؒ کا بیان ہے کہ امام طحاوی رہ ثقہ، ثبت، فقیہ اور بڑے عقلمند تھے اور انہوں نے اپنے بعد اپنا کوئی نظیر نہیں چھوڑا۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۸ ولسان المیزان ج ۱ ص ۲۷۶)

حافظ مسلمۃؒ بن قاسم رہ کا بیان ہے کہ وہ ثقہ، جلیل القدر، فقیہ البدن اور علماء کے اختلافات کو جاننے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ (لسان ج ۱ ص ۲۷۶)

اور شیخ الاسلام ابن عبدالبر المالکی رہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام فقہاء کے مذاہب پر گہری نگاہ رکھنے والے تھے۔ (الجواہر المضیہ ج ۱ ص ۱۰۵ ولسان ج ۱ ص ۲۷۶)

علامہ ابنِ ندیم رہ ان کو اوحد اھل زمانہ علماً وزھداً کے دل پسند الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ (الفہرست ص ۳۰۶ ولسان ص ۲۷۷ ج ۱)

تاج الاسلام ابوسعد عبدالکریم السمعانی الشافعی رہ (المتوفی ۵۶۲ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

کان اماماً ثقةً ثبتاً فقيهاً عالماً لم يُخلِف مثلهُ (کتاب الانساب ورق ۳۶۸)	وہ امام، ثقہ، ثبت، فقیہ اور ایسے عالم تھے کہ اپنے بعد اپنا نظیر نہیں چھوڑ گئے۔

امام سیوطی الشافعی رہ (المتوفی ۹۱۱ھ) ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔
وہ ثقہ، ثبت اور فقیہ تھے۔ ان کے بعد ان کا کوئی نظیر نظر نہیں آیا اور اپنے وقت میں مصر کے اندر احناف کی علمی ریاست انہی پر ختم تھی۔ (حسن المحاضرہ فی اخبار المصر والقاہرہ ج ۱ ص ۱۶۳ والفوائد البھیۃ ص ۲۳)

اور امام عبداللہ رہ بن اسد الیافعی الشافعی رہ (المتوفی ۷۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ:۔

برع فی الفقه والحديث وصنف التصانيف المفيدة (مرآۃ الجنان ج ۲ ص ۱۸۲ الفوائد البھیۃ ص ۳۳)	امام طحاوی رہ نے فقہ وحدیث میں بڑی مہارت اور کمال پیدا کیا اور مفید کتابیں لکھیں۔

حافظ شمس الدین ابن القیم الحنبلی رہ (المتوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

امام الحنفية فی وقته فی الحديث والفقه ومعرفة اقوال السلف (اجتماع الجیوش الاسلامیۃ	امام طحاوی رہ اپنے وقت میں حدیث وفقہ اور اقوال سلف کے جاننے میں حنفیوں کے امام تھے۔

علی اعنز و المعطلة والجہمیة ص۹۶ طبع امرتسر)

علامہ سمعانی رہ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان تلمیذ ابی ابراھیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی رہ فانتقل عن مذھبہ الی مذھب ابی حنیفة رحمھما اللہ تعالیٰ (کتاب اللباب طبع لیدن ص۲۰۶)

امام طحاوی رہ ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یحییٰ المزنی رہ (الشافعی) کے شاگرد تھے اور بالآخر ان کے مذہب سے امام ابوحنیفہ رہ کے مذہب کی طرف منتقل ہوگئے۔

اور امام مسلمۃ بن القاسم الاندلسی رہ کتاب الصلۃ میں لکھتے ہیں کہ:۔

وکان یذھب مذھب ابی حنیفة رہ وکان شدید العصبیة فیہ (بحوالہ لسان المیزان ج۱ ص۲۷۶)

وہ امام ابوحنیفہ رہ کے مذہب پر تھے۔ اور اس میں وہ سخت تعصب سے کام لیتے تھے۔

اور ابوبکر محمد بن معاویۃ بن الاحمر القرشی رہ فرماتے ہیں کہ:۔

وکان یذھب مذھب ابی حنیفة رہ ولا یری حقا فی خلافہ (لسان ج۱ ص۲۷۶)

وہ امام ابوحنیفہ رہ کے مذہب پر تھے اور وہ اس کے علاوہ کسی اور مذہب کو (اصولاً) حق پر نہ سمجھتے تھے۔

اور مولانا مبارکپوری صاحبؒ بھی ان کو الحنفی لکھتے ہیں۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۹۲)

اس بات میں علماء اسلام کا اختلاف ہے کہ اجتہادی اور فرعی مسائل میں ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے، یا مصیب صرف ایک ہوتا ہے اور باقی خطا پر ہوتے ہیں؟ (مگر بصورت خطا بھی مجتہد پر کوئی گناہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک اجر کا پھر بھی مستحق ہوتا ہے) حضرت امام طحاوی الحنفی رہ کا یہ مسلک تھا کہ اصولاً حق صرف امام ابوحنیفہ رہ کے مسلک میں ہے اور باقی مجتہدین حضرات خطا پر تھے۔ اگرچہ گناہ و گرفت سے سب ہی محفوظ تھے۔ مولیٰ طاش کبریٰ زادہ رہ لکھتے ہیں کہ:۔

لکن ینبغی لمن یقلد مذھبا معیّنا فی الفروع ان یحکم بان مذھبہ صواب و یحتمل الخطأ ومذھب المخالف خطأ یحتمل الصّواب (مفتاح السعادۃ و مصباح السیادۃ ج۲ ص۶۲ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

جو شخص فروع میں کسی معیّن مذہب کی تقلید کرتا ہے تو اسے مناسب یہ ہے کہ وہ یہ رائے رکھے کہ اس کا مذہب صواب ہے اور اس میں خطا کا احتمال ہے اور اس کے مخالف کا مذہب خطا ہے لیکن اس میں صواب کا احتمال بھی ہے۔

اس عبارت سے مقلدین حضرات کی کسی ایک مسلک کی تعیین کی وجہ ترجیح بھی واضح ہوجاتی

ہے جیسا کہ اہلِ علم پر مخفی نہیں ہے۔

الحاصل:۔ امام طحاوی رہ باوجود کٹر متعصب اور متصلب حنفی ہونیکے فن حدیث میں الحافظ اور من الحفاظ تھے۔ نہ تو ان کو کسی نے محدثین اور اہلِ حدیث کے دائرہ سے نکالا اور نہ ان کو اصولاً شخصی رائے کی پابندی کی وجہ سے محدثین اور اہلحدیث کے مقابل کھڑا کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ صاف اور صریح حوالہ اور ملاحظہ کر لیجئے۔

علامہ ذہبی رہ اور حافظ ابن حجر رہ دونوں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے (جو خود بھی اہلِ علم میں تھا) امام طحاوی رہ سے ایک حدیث کی سند کے بارے میں سوال کیا۔ اُنہوں نے اس حدیث کی سند فی الفور (مرفوع اور موقوف دو طریق سے۔ لسان) سنا دی۔ اس سائل نے ازراہِ تعجب وحیرت یہ کہا کہ:۔

رأیتك العشیة مع الفقهاء فی میدانهم	میں نے کل آپ کو فقہاء کے میدان میں دیکھا تھا
وانت الآن فی میدان اهل الحدیث	اور اب آپ اہلحدیث کے میدان میں نظر آتے ہیں
وقل من یجمع ذالك ؟ فقلت هذا من	اور فقہ و حدیث دونوں کا کمال بہت کم لوگوں میں
فضل الله وانعامه۔	جمع ہوتا ہے۔ امام طحاوی رہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالےٰ
(تذکرہ ج ۳ ص ۲۹۔ واللفظ لہ ولسان ج ۱ ص ۲۷۶)	کا فضل اور اس کا انعام ہے۔

محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب تو نام لے کر امام طحاوی رہ کو اہلحدیث کے مکتبِ فکر سے نکال کر بالکل اُن کے مدِ مقابل کھڑا کر رہے ہیں اور یہ عبارت امام طحاوی رہ کو اہلِ حدیث کے میدان میں کھڑا کر رہی ہے۔ ہم باادب اُن سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا علامہ ذہبی رہ اور حافظ ابنِ حجر رہ کی یہ نقل صحیح اور درست ہے یا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی خانہ ساز رائے؟ ان میں کون سی بات درست ہے؟

من نگویم کہ ایں مکن آں کن　　　مصلحت بیں وکار آساں کن

خاتمۂ بحث

ہم نے تاریخ خطیب بغدادی رہ، البدایہ والنہایہ، ابن خلدون، ابن خلکان، کتاب الانساب سمعانی رہ، تذکرۃ الحفاظ، تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال، لسان المیزان، الجواہر المضیہ، الفوائد البھیۃ، ہدایۃ السائل، الحطہ اور مقدمۂ تحفۃ الاحوذی وغیرہ وغیرہ کتابوں سے جب ان حضرات کے تراجم دیکھے اور جمع کئے جو مقلد اور پکے حنفی ہو کر محدثین، اصحاب الحدیث اور اہلِ حدیث کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے رہے ہیں تو اُن کی تعداد اتنی زیادہ نظر آئی کہ اپنے محدود وسائل کے تحت اس دائرہ المعارف اور انسائیکلوپیڈیا کی کتابت وطباعت بہت ہی مشکل نظر آئی اس لیے ہم نے ان سب کو سرِدست نظر انداز کر دیا ہے۔ صرف مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی رہ کے ایک حوالہ پر ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ چنانچہ مولانا مرحوم نے اپنی کتاب تاریخ اہل حدیث حصہ سوم میں ہندوستان میں علم وعمل بالحدیث کا عنوان قائم کر کے مندرجہ ذیل حضرات کا ص۳۸۷ سے ص۴۲۴ تک قدرے تفصیلی حالات کے ساتھ بیان اور ذکر کیا ہے:۔

		المتوفی	
①	شیخ رضی الدین صغانی لاہوری رہ	المتوفی	سنہ ۶۵۰ھ
②	شیخ علی متقی جونپوری رہ	"	سنہ ۹۷۵ھ
③	شیخ محمد طاہر صاحب گجراتی رہ	"	سنہ ۹۸۶ھ
④	شیخ عبدالحق دہلوی رہ	"	سنہ ۱۰۵۲ھ
⑤	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رہ	"	سنہ ۱۰۳۴ھ
⑥	شیخ عبدالحق دہلوی رہ	"	سنہ ۱۰۷۳ھ
⑦	سیّد مبارک محدث بلگرامی رہ	"	سنہ ۱۱۱۵ھ
⑧	شیخ نورالدین احمد آبادی رہ	"	سنہ ۱۱۵۵ھ
⑨	میر عبدالجلیل بلگرامی رہ	"	سنہ ۱۱۳۸ھ
⑩	حاجی محمد افضل صاحب سیالکوٹی رہ (استاذ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ)	"	سنہ ۱۱۴۶ھ

(۱۱) حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رہ	المتوفی	۱۱۹۵ھ
(۱۲) امام الہند شاہ ولی اللہ صاحب رہ	"	۱۱۷۶ھ
(۱۳) شاہ عبدالعزیز صاحب رہ	"	۱۲۳۹ھ
(۱۴) شاہ رفیع الدین صاحب رہ	"	۱۲۳۰ھ
(۱۵) شاہ عبدالقادر صاحب رہ	"	۱۲۳۰ھ
(۱۶) شاہ محمد اسمٰعیل شہید رہ	"	۱۲۴۶ھ
(۱۷) استاذ الآفاق شاہ محمد اسحاق رہ	"	۱۲۶۲ھ

اور یہ جتنے بزرگ تھے سب کے سب مقلد اور حنفی تھے۔ زیادہ شبہ تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاندان کے بارے میں ہو سکتا ہے جن کی خدمتِ حدیث اور وسعتِ نظری کی وجہ سے بعض غیر مقلدین حضرات نے ان کو غیر مقلد اور نام نہاد اہلحدیث کے زمرہ میں داخل سمجھ رکھا ہے مگر یہ بھی ان کا صرف ایک مغالطہ ہے اور بس۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا پورا خاندان حنفی تھا۔ چنانچہ نواب صاحب لکھتے ہیں کہ "خاندانِ ایشاں علوم حدیث و فقہ حنفی است" (اتحاف ۲۹۶) اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ "خاندان او حنفی بود" (ہدایۃ السائل ص) اور ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:۔

وطریقہ، ھذا کلہ مذہب حنفی وشرعۃ حقۃ مضیٰ علیہا السلف والخلف الصلحاء من العجم والعرب العرباء اھ (الحطہ ص) — شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا سب طریقہ حنفی اور شریعہ حقہ تھا جس پر عجم اور خالص عرب کے سلف و خلف کاربند رہے۔

اور نیز لکھتے ہیں کہ:۔

بل ھم بیت علم الحنفیۃ وقدوۃ الملۃ الحنیفیۃ اھ (ص) — بلکہ ان کا گھرانا اور خاندان حنفی اور ملت حنیفہ کا مقتدا تھا۔

اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے شاہ ولی اللہ رہ کے ابناء کرام رہ تک یہ تمام مصلحین عظام ظاہری اعمال میں عموماً حنفی فقہ کے پابند تھے الخ" (مسئلہ حیات النبیؐ ص۱۱)

اور یہ تمام حضرات باوجود حنفی ہونے کے ہندوستان کی سرزمین میں علم اور عمل بالحدیث پہ کاربند تھے۔ کیا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ان اکابر کو اہلحدیث تسلیم کرنے پہ آمادہ ہیں؟ اگر ان کو اہلحدیث تسلیم نہیں کرتے تو بتائیں کہ ہندوستان میں ان سے بڑھ کر اہلحدیث کون ہوا ہے؟ اور اگر یہ اہلحدیث ہیں تو صاف طور پر یہ بتائیں کہ تقلید اختیار کر کے اور شخصی رائے کی پابندی اختیار کر کے یہ حضرات اہلحدیث کیسے ہوگئے اور کیونکر ہوگئے؟ مگر صد افسوس کہ ؎

اہل گلشن کے لیے بھی باب گلشن بند ہے
اس قدر کم ظرف کوئی باغباں دیکھا نہیں

الغرض غیر مقلدین حضرات کا یہ بے بنیاد دعوےٰ کہ اہلحدیث شخصی رائے سے آزاد ہوتے ہیں بالکل باطل ہے۔ ہاں یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے (اور غالباً یہی بات بعض غیر مقلدین حضرات کی غلطی کا سبب بنی ہے) کہ اہل علم کی تقلید کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ متاخرین فقہاء میں سے جس نے بھی فقہ کے اندر کوئی کتاب لکھ دی اس کو امام ابوحنیفہ رہ یا امام شافعی رہ وغیرہ ائمہ مجتہدینؒ ہی کی فقہ سمجھ کر پلے باندھ لیا جائے اور لکیر کے فقیر ہو کر مکھی پر مکھی مارتا چلا جائے یا اپنے امام کی ایسی خطائے اجتہادی میں جس کا خطا ہونا واضح اور ٹھوس دلائل سے آشکارا ہو چکا ہے اس میں بھی تقلید کرتا چلا جائے۔ ایسے جامد اور جاہل مقلد کی بات ہم نہیں کر رہے۔ ہم تو حضرت امام ابویوسفؒ عبداللہ بن المبارکؒ، وکیع رہ بن الجراح رہ، یحییٰ رہ بن سعید القطان رہ یحییٰؒ بن معین رہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ وغیرہ وغیرہ حضرات (جن میں سے بعض کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں) کی تقلید کا ذکر کر رہے ہیں اور ان اکابر حضرات کا ذکر کر رہے ہیں جو علم و عمل میں اپنے اپنے دور کے اندر بے مثل و بے نظیر ہو کر بھی حنفی و شافعی کہلانے سے نہ گریز کرتے تھے اور نہ اس کو عار سمجھتے تھے بلکہ اس کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتے تھے، اور شاہ محمد اسحاق صاحبؒ جیسے حنفی بزرگ سے ہی غیر مقلدین حضرات کے شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی رہ (المتوفی ۱۳۲۰ھ) کے علم و فضل کی کڑی جا ملتی ہے اور ان ہی کے فیض کی رہین منت ہے، اور ان کی سعی جمیل ہی سے مختلف مکاتب فکر کے علماء میں حدیث کی شعاعیں پھوٹی ہیں ؎

مری نظر سے گریزاں بہت رہے لیکن مرے خلوص محبت سے بچ کے جا نہ سکے

لطیفہ

علماء احناف کثر اللہ جماعتہم کا علم وعمل بالحدیث اور شغف بالآثار کا مختصر سا خاکہ آپ نے ملاحظہ کرلیا۔ اب یہ دلچسپ بات بھی سُن لیجئے کہ روئے زمین پر سب سے پہلے جس نے دارالحدیث بنایا اور اس کے لیے کتابیں وقف کیں وہ بھی مقلد اور حنفی تھا۔ چنانچہ علامہ القرشی رہ لکھتے ہیں کہ:۔

محمودؒ بن ابی سعد زنگی رہ (المتوفی ۵۶۹ھ) الملک العادل ابوالقاسم نورالدینؒ کے بارے میں ابن اثیر رہ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ وہ فقہ کے عارف تھے اور امام ابوحنیفہ رہ کے مذہب پر تھے لیکن ان کے ہاں تعصب مطلق نہ تھا اور امام ابن الجوزی رہ فرماتے ہیں کہ وہ حنفی تھے اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے مذہب کا خیال بھی ملحوظ رکھتے تھے اور انہوں نے حدیث کی سماعت کی تھی اور حلب و دمشق میں محدثین کی ایک جماعت کی اجازت سے وہ حدیث بیان کیا کرتے تھے جن میں نصرؒ بن سیارؒ اور ابونصر محمدؒ بن محمودؒ اور دوسرے محدثین شامل تھے۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ:۔

وھو اول من بنی دار الحدیث علی وجہ الارض ووقف کتبا کثیرۃ (الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۱۵۸)

وہ روئے زمین پر پہلے شخص ہیں جنہوں نے دارالحدیث کی تعمیر کی اور اس کے لیے بہت کتابیں وقف کیں۔

انتہائی تأسف اور صد حیرت کی بات ہے کہ اکابر احناف رہ، حفاظِ حدیث، اصحاب الحدیث اور اہلحدیث بھی ہوں اور علمِ حدیث کے لیے درایت کے اصول مقرر اور طے کرنے کے علاوہ رجال اور رجال کی جرح و تعدیل کے ضوابط و کلیات بھی طے کریں اور ائمہ جرح و تعدیل بھی کہلائیں اور علم وعمل بالحدیث کے عمدہ وصف سے بھی متصف ہوں اور روئے زمین پر سب سے پہلے دارالحدیث قائم کرنے کا اور اس کے لیے بے شمار کتابیں وقف کرنے کا شرف بھی اُن کو حاصل ہو مگر نام نہاد اہلحدیث اور بھوپال اور بٹالہ کی پیداوار کے نزدیک ان کے لیے اہلحدیث کا وسیع دائرہ ہی تنگ ہو کر رہ جائے بلکہ وہ ان کے زعمِ باطل اور خیال کاسد کے رُو سے اہلحدیث کے عین مدِ مقابل کھڑے ہو جائیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

قارئینِ کرام! کیا اس سے بڑھ کر تعصبِ مذہبی کی کوئی مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے؟ اور لطف یہ ہے کہ اس بے بنیاد نظریہ کو جماعتی رنگ میں کارِ ثواب سمجھ کر پیش کیا جارہا ہے

اور اس پر داد تحسین حاصل کی جارہی ہے۔ اور احنافؒ کی فضیلت اور مزیّت کو بیان کرنے میں انتہائی بُخل سے کام لیا جارہا ہے بلکہ سے

جلوے بھی، مناظر بھی، محبت بھی، مگر کیا؟
آنکھوں پہ حجابات، زبانوں پہ ہیں تالے

ہرزہ سرائی

علماء احناف رہ پر یہ ظلم کیا کم ہے جس کا ذکر بالا گزر چکا ہے مگر غیر مقلد حضرات ہیں کہ ان کا دل بایں ہمہ افترار ٹھنڈا نہیں ہوتا بلکہ اُن کی مرکزی کتاب نتائج التقلید کا مؤلف یوں گوہر افشانی کرتا ہے (اور اس کے جملہ مُصدقین اس کی تصدیق کرتے ہیں) کہ:۔

"اہل الرائے کے نام یا لفظ سے ظاہر ہے کہ احناف دوستوں کو خواہ سابقہ ہوں یا عہد حاضر کے دیوبندی و بریلوی ان کو نصوص ناطقہ۔ کتاب وسنّت اور خالص اتباعِ سنّت کے عاملین و حاملین و مبلّغین سے فطری طور پر بغض و عداوت ہے لہ" (نتائج التقلید صـ۱۰۲)

عہد حاضر کے احناف دوستوں سے برہمی کی وجہ تو سمجھ میں آسکتی ہے کہ کہیں ان کی تحریر و تقریر سے مزاج نازک مجروح ہوا ہوگا اور ان کے وزنی دلائل سے لاجواب ہو کر دماغ مبارک پر گرانی گزری ہوگی مگر نہ معلوم سابقہ احناف دوستوں نے مؤلف مذکور کا کیا بگاڑا ہے؟ اور ان سے ناراضگی کی کیا وجہ ہے؟ اور کیا ہم سچ مچ یہ سمجھ لیں کہ امام وکیعؒ بن الجراح رہ، یحییٰؒ بن سعید القطان رہ عبداللہؒ بن المبارک رہ اور یحییٰؒ بن معین رہ اور شاہ ولی صاحبؒ وغیرہ (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) سبھی نصوصِ ناطقہ۔ کتاب وسنّت اور خالص اتباعِ سنّت کے عاملین و حاملین اور مبلّغین کے ساتھ فطری طور پر بغض و عداوت رکھتے تھے؟ اگر واقعی یہ حضرات یا اِن جیسے دوسرے حضرات کتاب وسنت کے عاملین و مبلّغین کے ساتھ بغض و عداوت رکھتے تھے تو دنیا میں کتاب و سنت کا شیدائی کون تھا؟ اور ایسے لوگوں کے ساتھ عشق و محبت کس نے کی؟ اور پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ قرآن و حدیث کے نصوص ناطقہ تو افترار باندھنے سے منع کرتے ہیں حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم عورتوں سے بیعت لیتے وقت یہ شرط بھی لیتے تھے کہ وہ

بہتان تراشی نہ کیا کریں گی۔ مگر مؤلف نتائج التقلید تو احناف دوستوں پر کس قدر صریح بہتان تراشی کر رہا ہے۔ اور اس کے جملہ مصدقین اس کی تصدیق کر رہے ہیں مگر بایں ہمہ وہ اہلحدیث ہیں اور احناف اہل الرائی اور اہلِ بدعت اور مرجئہ ہیں! (معاذ اللہ تعالیٰ) یہ ہے انصاف و دیانت اور صداقت؟ ؎

نہ سادگی، نہ صداقت، نہ عصمتِ کردار
کہ سازِ دل جو زباں سے نہیں ہے ہم آہنگ

مغالطۂ عامۃ الورودۃ

اکثر غیر مقلدین حضرات کی کتابوں اور رسالوں میں ہم نے مندرجہ ذیل حوالہ بھی دیکھا اور پڑھا ہے جس سے وہ احناف کو اصحاب الحدیث کے عین مدمقابل میں پیش کرنے کے لیے نقل کرتے ہیں۔ حتّٰی کہ مولانا میر صاحب سیالکوٹی رح بھی اس سے نہیں چوکے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ اہلحدیث صـ۱۲۳) وہ حوالہ یہ ہے کہ:۔

حکی ان رجلاً من اصحاب ابی حنیفہ رح خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر الجوزجانی رح فابی الا ان یترک مذھبہ فیقرأ خلف الامام ویرفع یدیہ عند الانحناء ونحو ذالك فاجابہ' فزوجہ'۔

(شامی ج۲ صـ۲۹۳)

نقل کیا گیا ہے کہ حنفیوں میں سے ایک شخص نے اصحاب حدیث میں سے ایک شخص سے ابوبکر جوزجانی رح کے زمانہ میں لڑکی کا رشتہ مانگا اس نے اس سے انکار کر دیا۔ اِلّا یہ کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے اور امام کے پیچھے قرأت اور رکوع وغیرہ کے وقت رفع یدین کا قائل ہو جائے چنانچہ وہ مان گیا اور اس نے اس کو لڑکی دے دی۔

غیر مقلدین حضرات اس پر خوب مسالہ لگا کر اس کو پیش کیا کرتے ہیں کہ ابوبکر جوزجانی رح کے زمانہ سے جو امام محمدؒ بن الحسن رح کے شاگرد تھے، اہلحدیث چلے آتے ہیں اور قرأت خلف الامام اور رفع یدین وغیرہ کا عمل اُن میں اُس وقت سے جاری ہے اور دیکھو اس عبارت میں حنفیوں اور اصحاب الحدیث کو دو مقابل گروہوں میں بیان کیا گیا ہے لہٰذا حنفی کس طرح اصحاب الحدیث اور اہلحدیث کہلا سکتے ہیں، وہ تو صرف اصحاب الرائے ہیں اور زیادہ فضیلت کے مستحق ہوئے

توفقیہ کہلا سکتے ہیں۔ اہلحدیث کو ان سے کیا نسبت؟ وغیرہ وغیرہ ہم نے مسند غیر مقلدین حضرات کی تعبیرات کو اپنے الفاظ میں ادا کر دیا ہے، کیونکہ سہ

مری ضد سے ہوا ہے مہرباں دوست مرے احساں ہیں دشمن پر ہزاروں

الجواب

اس عبارت اور حوالہ سے غیر مقلدین کی خوشی بالکل بلا وجہ ہے۔ اس لئے کہ اس عبارت میں اصحاب الحدیث کے جملہ سے تارک تقلید اور غیر مقلد ہرگز مراد نہیں جو غیر مقلدین کا زعم فاسد ہے، بلکہ اس عبارت سے اصحاب الحدیث سے حضرت امام شافعی رہ کے پیرو کار مراد ہیں جن کے نزدیک رفع یدین اور قرأت خلف الامام کا عمل تا ہنوز چلا آتا ہے۔ علامہ خطیب بغدادی رہ، امام ابو ثور ابراہیم رہ بن خالد رہ (المتوفی ۲۴۰ھ جو احد الثقات المامونین اور من الائمۃ الاعلام فی الدین تھے، بغدادی ج ۶ ص ۶۵)۔ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

کان ابوثور رہ اولاً یتفقہ بالرای ویذھب الی قول اھل العراق حتی قدم الشافعی بغداد فاختلف ابوثور رہ الیہ ورجع عن الرای الی الحدیث (بغدادی ج ۶ ص ۶۶)	امام ابوثور رہ پہلے تفقہ بالرائے پر قائم اور اہل عراق (حنفیوں) کے مسلک پر عامل تھے، جب امام شافعی رہ بغداد تشریف لے گئے تو امام ابوثور رہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور رائے سے حدیث کی طرف رجوع کر لیا۔

احناف و شوافع کا مختلف احادیث کی جمع و تطبیق اور ترجیح میں طریق کار کا اختلاف رہا ہے احناف کا طریق حتی الوسع مختلف احادیث میں جمع و تطبیق رہا ہے اور اس کے لیے جس وقت نظر اور فہم ثاقب اور اصابت رائے کی ضرورت ہے اس سے وہ کام لیتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو اہل الرائے کہا جاتا ہے جس کی تفصیل ہم نے "مقام ابی حنیفہ رہ" میں کر دی ہے۔ اور شوافع کا یہ طریق کار رہا ہے کہ وہ اصح ما فی الباب کو ترجیح دے دیتے ہیں اور روایت و سند ہی کے پیش نظر وہ حدیث کے ظاہری الفاظ اور مفہوم کو قابل عمل گردانتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو اصحاب الحدیث کہا جاتا ہے ورنہ نہ تو احناف نے حدیث کو چھوڑ کر رائے قائم کی اور نہ شوافع نے فقہ الحدیث سے اغماض کیا ہے اس اعتبار سے ایک گروہ کو اصحاب الرائے اور

دوسرے کو اصحاب الحدیث سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پہلے امام ابوثور رہ اہل الرائے اور عراقی مسلک کے پابند تھے، پھر وہ شافعی ہو کر اصحاب الحدیث قرار پائے اور امام سُبکی رہ وغیرہ نے ان کو طبقاتِ شافعیہ میں درج کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو طبقات شافعیۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲۷ طبع مصر)۔ حافظ ابن حجر رہ امام طحاوی رہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ:

وکان اوّلہٗ علیٰ مذھب الشافعی ثم تحوّل الیٰ مذھب الحنفیۃ۔ — وہ پہلے امام شافعی رہ کے مذہب پر تھے اور پھر وہ مذہب حنفی کی طرف منتقل ہو گئے۔

اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ امام طحاوی رہ اپنے ماموں امام مزنی رہ سے سبق پڑھ رہے تھے، ایک مشکل مقام امام طحاوی رہ نہ سمجھ سکے یا امام مزنی رہ سمجھا نہ سکے۔ پوری سعی کرنے کے بعد بھی جب امام طحاوی رہ کی سمجھ میں نہ آیا تو امام مُزنی رہ نے ماموں اور استاد ہونے کی وجہ سے تنگ دل ہو کر زجر و توبیخ کی اور یہ فرمایا کہ:-

واللہ لاجاء منک شیئ — بخدا تم سے تو کوئی کام نہیں ہو سکے گا۔

جب امام طحاوی رہ نے ایک مفید کتاب (غالباً شرح معانی الآثار) تالیف کی تو فرمانے لگے کہ آج اگر ماموں جان زندہ ہوتے تو ان کو اپنی قسم کا کفارہ دینا پڑتا۔ اس پر بعض (شافعی المسلک) فقہاء نے یہ کہا کہ:-

بان المزنی رہ لا یلزمہ الحنث اصلاً لان من ترک مذھب اصحاب الحدیث واخذ بالرّائ لم یفلح اھ (لسان المیزان ج ۱ ص ۲۷۵) — امام مزنی رہ پر قسم کا کفارہ بالکل عائد نہیں ہوتا کیونکہ جس نے اصحاب الحدیث کا مذہب ترک کیا اور رائے کو لے لیا تو وہ کب کامیاب ہوا۔

امام طحاوی رہ اپنے کام و مقصد میں کامیاب تھے یا ناکام؟ اس کا پُورا جواب تو ان کے ترجمہ سے ظاہر ہو سکتا ہے جو ہم نے پہلے باحوالہ عرض کر دیا ہے کہ وہ بے نظیر محدّث اور فقیہ اور مفید ترین کتابوں کے مصنف تھے مگر اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رہ نے اصحاب الحدیث کا جو مذہب ترک کیا تھا وہ شافعی مذہب تھا۔ اور ہم بھی یہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ اصحاب الحدیث کا وصف شوافع کے لیے مختص تو نہیں ہے مگر بالعموم احناف اور اہل الرائے کے مقابلہ میں وہ شوافع کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے جو مقلدین ہی کا ایک گروہ ہے۔

علامہ تاج الدین سُبکی رح امام ابوالفضل محمدؒ بن عبداللہ البلعمی رح (المتوفی ۳۲۹ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں کہ :-

کان الشیخ ابوالفضل البلعمی ینتحل مذہب الحدیث قال ابن الصلاح رح اذا اطلقوا ھذا ھناک ای بمرو وبخارا ونیشاپور وسمرقند وسرخس) انصرف الی مذہب الشافعی (طبقات الکبری ج ۲ ص ۱۷۱)

شیخ ابوالفضل البلعمی رح اصحاب الحدیث کے مذہب پر تھے۔ امام ابن الصلاح رح فرماتے ہیں کہ لفظ الحدیث جب مرو، بخارا، نیشاپور، سمرقند اور سرخس کے علاقے میں بولا جاتا ہے تو اس سے امام شافعی رح کا مذہب مراد ہوتا ہے۔

لیجئے الامام الحافظ المفتی شیخ الاسلام ابوعمروؒ بن الصلاح الشافعی رح (المتوفی ۶۴۳ھ) کی اس عبارت سے یہ بات بالکل بے غبار ہو جاتی ہے کہ لفظ اہلحدیث جب ہرات، سرخس، مرو، جوزجان، فاریاب، غرجستان، غور، بلخ، ترمذ، بخارا، نسف اور سمرقند وغیرہ کے علاقہ میں بولا جاتا تھا تو اس سے حضرت امام شافعی رح کے مقلدین حضرات مراد ہوتے تھے۔ اس سے غیر مقلدین مراد لینا اور اس لفظ کو صرف انہی پر محصور و بند سمجھنا صرف زمانۂ حال کے نام نہاد اہلحدیث کا کام اور ان کے انتہائی تعصب کا ایک بدترین اور عبرتناک مظاہرہ ہے۔

علامہ سُبکی رح ہی نقل کرتے ہیں کہ :-

قال الاستاذ ونحوماتہ منبر یعنی مأتہ مدینۃ فی بلاد اذربیجان وماوراءھا تختص بالشافعیۃ لا یستطیع ان یذکر فیھا غیر مذہب الشافعی رح حوالہ؟

استاد ابومنصور رح فرماتے ہیں کہ آذربیجان اور اس کے پیچھے کی جانب تقریباً سو کے قریب ایسے شہر ہیں کہ ان میں صرف شافعی مسلک کے لوگ رہتے ہیں اور انہیں بغیر مذہب شافعی کے کسی مذہب کے نام لینے کی کوئی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔

بلاشک معدودے چند اہل ظاہر اور غیر مقلدین جیسے امام داؤدؒ بن علی الظاہری رح، علامہ ابن حزم رح محدث بقی بن مخلد رح، الحافظ الکبیر ابن ابی عاصم رح قاسم بن محمدؒ بن قاسم القرطبی رح اور ابن شاہینؒ وغیرہ بعض حضرات جو مجتہد تھے یا دعوئے اجتہاد کرتے تھے تارک التقلید ہو کر محدث بھی تھے اور اہلحدیث بھی تھے لیکن پوری اسلامی تاریخ کے اندر ایسی مسلّم شخصیتوں کا تذکرہ جو غیر متعارض اقوال کے تحت غیر مقلد تھے جمہور کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں اور غیر مقلدین حضرات

کا یہ دعوےٰ کہ اہلحدیث شخصی رائے کے پابند نہ تھے اور وہ تقلید سے فارغ تھے یا امام ابوحنیفہؒ کے کچھ اساتذہ اور تلامذہ کے علاوہ پوری دنیا اہلحدیث (یعنی غیر مقلد) چلی آتی ہے جیساکہ آپ مؤلف نتائج التقلید کی عبارت میں پڑھ چکے ہیں، ایک بے حقیقت اور بے بنیاد دعوےٰ ہے جس کی سرے سے کوئی وقعت ہی نہیں جس میں بلا وجہ وہ اُلجھے ہوئے ہیں ع

رُستگاری بہ حقیقت ترا حاصل نشدہ

زمانۂ حال کے اہلِ حدیث کا آغاز

حضرت سید احمد صاحب بریلوی الحنفیؒ (المتوفی ۱۲۴۶ھ) اور شاہ اسمٰعیل شہید الحنفیؒ کی تحریک جہاد نے جب شمالی ہند میں زور پکڑا تو سرکار برٹش کو ان سے سخت خطرہ محسوس ہوا۔ ان کی لڑائی اگرچہ سکھوں کے ساتھ تھی، مگر انگریز جو ابلیسِ سیاست تھا معاملہ کو تاڑ گیا اور ان کو فیل اور ناکام کرنے کے لیے کئی حربے اور منصوبے تیار کیے۔ لیکن ایک مکروہ منصوبہ اس شاطر نے ایسا ڈھونڈ نکالا جس میں اس کو انتہائی کامیابی ہوئی۔ وہ یہ کہ اس زمانہ میں عرب کے اندر محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ (المتوفی ۱۲۰۶ھ) جو حنبلی المذہب مگر نہایت خود رائے اور خشک مزاج آدمی تھا) وہابی تحریک کے سلسلے میں عرب ترک اور دیگر اسلامی ممالک میں نہایت بدنام تھا۔ انگریز شاطر نے مجاہدین ہزارہ و بالاکوٹ اور ان کی جماعت کی کڑی وہابی تحریک سے جوڑ دی۔ اور اس طریق سے انگریز کو وہ کامیابی حاصل ہوئی جس کا تصور بھی آسانی کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا اور خود بعض نافہم مسلمان جو جہاد کی اس مبارک تحریک کے لیے جان و مال سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ تھے، اور کافی حد تک قربان کر بھی چکے تھے، دفعتہً خلاف ہوگئے۔ اور پیران بدکردار، علماء سُوء اور اہل بدعت نے اس لفظ سے جو ناجائز فائدہ اُٹھایا اور تادم تحریر اٹھا رہے ہیں وہ کسی حساس مسلمان سے مخفی نہیں ہے۔ کسی پر سو الزام لگاؤ تو اتنا تنفر اس سے پیدا نہیں ہوسکتا جو ایک لفظ وہابی سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے کہ:۔

"ہماری ڈپلومیسی نے وہ کام کر دکھایا جو مسلح اور آزمودہ کار فوجیں نہ کر سکیں" (مصلہ مسلمانانِ ہند از ڈاکٹر ہنٹر،

اور ان شاطروں اور خود غرضوں کی ڈپلومیسی اور شیطنت یہ تھی کہ مجاہدین ہزارہ وغیرہ کی کڑی (جو سید بریلوی رہ کی قیادت میں سکھوں کے ساتھ لڑتے تھے) محمد بن وہاب نجدی کی کڑی سے جا ملائی جس کے خلاف ترک عرب و مصر اور دیگر اسلامی ممالک میں کافی چرچا تھا۔

جب حضرت سید احمد رہ اور مولانا شاہ اسمٰعیل رہ شہید ہو گئے تو کچھ بندگان حرص و ہوا نے غلط طریقہ اختیار کر لیا۔ چنانچہ تنبیہ الضالین[1] میں ہے :۔

"کہ بعضے کم علم لوگوں نے حضرت کی خبر شہادت کے بعد اپنی ناموری اور جاہلوں میں عزت بڑھانے کو اور دین کے پردہ میں دنیا کمانے کو اور ایک گروہ اپنا علیحدہ مقرر کر لینے کو اس دین محمدی میں رخنہ ڈالنا شروع کیا اھ (ص۲ برحاشیہ نظام الاسلام مطبع خورشید عالم لاہور)۔

اور پھر آگے لکھا ہے کہ :۔

"سو بانی مبانی اس فرقۂ نو احداث کا عبدالحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین رہ نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا (الیٰ ان قال) اپنے تئیں خلیفۂ امیر المؤمنین کے مشہور کر کے لوگوں کو اپنے عقائد سے بتدریج مطلع کیا" اھ (ص۳)

اور پھر آگے لکھا ہے کہ :۔

"اور ان کا مذہب اکثر باتوں میں روافض کے مذہب سے ملتا ہے، جیسا روافض پہلے رفع یدین اور آمین بالجہر اور قراءت خلف الامام کے مسئلے امام شافعی رہ کی دلیلوں سے ثابت اور ترجیح دے کر عوام کو خصوصاً حنفی مذہب والے کو شبہ میں ڈالتے ہیں پھر جب یہ بات خوب اپنے معتقدوں کے ذہن نشین کر چکے تب آگے اور مسئلوں میں

---

[1] اور یہ رسالہ علماء کلکتہ نے مرتب کیا ہے جس میں ص۶۸ میں مولانا سید عبدالخالق صاحب کا فتویٰ بھی ہے۔

متشکی اور متردد بناتے ہیں۔" اھ (ص۵)

اور پھر لکھا ہے کہ :۔

" اور وہ لوگ آپ کو محمدی اور دوسرے مذہب والوں کو ناقص محمدی اور بدعتی کہتے ہیں۔" (ص۳۲)

اور پھر لکھا ہے کہ :۔

" اور چاروں مذہب کے حق ہونے پر انکار رکھتا ہے اور علماء کے اجماع کو خلاف جانتا ہے اور چاروں اماموں کی تقلید بدعت کہتا ہے" اھ (ص۳۳)

اور لکھا ہے کہ :۔

" لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں اور حقیقت میں محمدیوں کے خلاف ہیں"۔ اھ ص۱۳۰

اور نظام اسلام میں ہے کہ :۔

" فرقۂ گمراہ کہ جو منکر تقلید ائمہ اربعہ کے ہیں اور نیا طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں اھ" (ص۱۲۹)

۱۲۵۴ھ میں اس فرقہ کے خلاف متعدد علماء حق نے سخت فتوے دیے۔ (ملاحظہ ہو تنبیہ الضالین ص۳۱ وغیرہ) جن میں خصوصیت سے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ، مفتی صدرالدین خان بہادر دہلویؒ (استاد نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ، دیکھئے الحطہ ص۳۲) اور مولانا عبدالخالق صاحبؒ استاد مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی رہ (ملاحظہ ہو نتائج التقلید ص۱۹ اور الحیات بعد المما ت ص۳۷ وغیرہ) قابل ذکر ہیں۔

ان تمام اقتباسات سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ اپنے آپ کو ابتداً محمدی کہلاتا تھا۔ اور مشہور غیر مقلد عالم مرزا حیرت صاحب دہلویؒ کافی بحث کے بعد لکھتے ہیں کہ :۔

" اب میں مفصلہ ذیل یورپینس کی کتابوں سے مولانا شہید رہ اور سید صاحبؒ اور محمدی مذہب جسے غلطی سے وہابیہ مذہب سے پکارا گیا اس کی نسبت کچھ طول طویل آرائے کا خلاصہ کرتا ہوں۔" اھ (حیات طیبہ ص۲۲۹)

اور پھر اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ :۔

"اور خواہ مخواہ بیچارے محمدیوں کو خوفناک صورت میں دکھایا ہے" اھ

اور حافظ اسلم صاحب جیراجپوری جو خالص غیر مقلد تھے (جو بالآخر اسی سٹیج سے ترقی کر کے منکرین حدیث کے بے مثل وکیل قرار پائے (دیکھئے مقام حدیث و طلوع اسلام وغیرہ) اور ان کے والد ماجد مولانا سلامت اللہ صاحب خالص غیر مقلد تھے۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ:۔

"والد اگرچہ خالص اہلحدیث تھے مگر ان میں تعصب مطلق نہ تھا" اھ (نوادرات ص ۲۷)

اور لکھتے ہیں کہ:۔

"ہمارا گھر مقامی اور بیرونی علماء اہلحدیث کا مرجع تھا" اھ (نوادرات ص ۲۴۴)

اور فقہ و اصول فقہ کی شرح کے ذیل میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

"اہل حدیث کے نزدیک فقہ کی دینی اہمیت نہیں ہے، اس کی تعلیم محض اتمام نصاب کے لیے دی جاتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے اکثر مسائل سے ہماری روح بغاوت کرتی تھی" بلفظہ (ایضاً ص ۲۵۲)

اب اس گھر کے بھیدی کا حوالہ سنئے۔ (ملاحظہ ہو نوادرات ص ۳۴۲)

"پہلے اس جماعت نے اپنا کوئی خاص نام نہیں رکھا تھا۔ مولانا شہید کے بعد جب مخالفوں نے ان کو بدنام کرنے کے لیے وہابی کہنا شروع کیا تو وہ اپنے آپ کو محمدی کہنے لگے۔ پھر اس کو چھوڑ کر اہلحدیث کا لقب اختیار کیا جو آج تک چلا جاتا ہے" بلفظہ

غیر مقلدین حضرات بار بار یہ حوالہ پڑھیں اور غور فرمائیں کہ کس طرح وہ محمدی لقب سے ترقی کر کے اہلحدیث بنے ہیں؟ اور کب بنے ہیں؟ حضرات ائمہ اربعہؒ کی تقلید تو ان کے زعم فاسد میں چوتھی صدی کے بعد کی بدعت تھی، مگر خود ان کے وجود باوجود ۱۲۴۶ھ سے بعد کی بدعت نکلی چونکہ کتب حدیث و تاریخ اور طبقات میں لفظ اہل حدیث و اصحاب الحدیث وغیرہ صدیوں سے چلا آتا تھا اس لیے انہوں نے کمال چالاکی اور نہایت ہشیاری سے اپنے آپ کو اہل حدیث کا لقب دے کر مفت میں اہلحدیث بن گئے اور بنا بنایا گھر اصلی اہل حدیث سے چھین کر صرف اپنے لیے الاٹ کرا لیا اور اب تو انہوں نے جو صحیح معنی میں اہلحدیث تھے، ان پر علم حدیث کا وسیع دروازہ ہی بند کر دیا ہے۔ فوا اسفا! ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مؤلف نتائج التقلید نے زبردست حنفی شہادت کی سُرخی قائم کرکے لکھا ہے کہ:

"حنفیت کے سب سے زیادہ مشہور اور چوٹی کے شہرہ آفاق ادارہ دار المصنفین کے ناظم و بانی کی زبردست بلکہ قطعی اور زبردست شہادت بھی ملاحظہ فرماتے چلئے جو اس نے تحریک اہلحدیث کے فائدہ کے عنوان سے یوں اعلان کی ہے ــــ ہندوستان میں اہلحدیث کے نام سے تحریک سید نذیر حسین صاحب دہلوی رہ اور ان کے شاگردوں کے ذریعہ سے شروع ہوئی۔ اس تحریک کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ طبیعتوں کا جمود دُور ہوا اور جب ایک بند ٹوٹا تو اجتہاد کے دوسرے دروازے بھی کھل گئے"۔ (حیاتِ شبلیؒ حاشیہ جلد اول ۲۰۸) یہ کسی معمولی شخصیت کا اعلان نہیں بلکہ علامہ سید سلیمان ندوی رہ ایسے شہرہ آفاق حنفی کا اعلان ہے"۔ انتہیٰ (بلفظہ۔ نتائج التقلید ص۵۹)

ہمارا بھی اس پر صاد ہے اور ہم بھی اس کو قطعی اور زبردست شہادت سمجھتے ہیں کہ اہلحدیث کے نام سے تحریک ہندوستان میں سید نذیر حسین صاحب دہلوی رہ اور ان کے شاگردوں کے ذریعے شروع ہوئی ہے۔ پہلے یہ حضرات اپنے آپ کو محمدی کہلاتے تھے پھر جست لگا کر اہلحدیث بن بیٹھے۔ مولانا محمد علی صاحب الصدیقی لکھتے ہیں کہ:۔

"نواب (صدیق حسن خان) صاحبؒ نے عبد الحق بنارسی سے ۱۲۸۵ھ میں جب مکہ حج کو گئے، اجازت لی ہے۔ اجازت نامہ میں اپنے نام کے ساتھ محمدی لکھا ہے۔ پہلا یہی نام تھا، اہلحدیث مولانا السید نذیر حسین (صاحبؒ) کا رکھا ہوا ہے"۔ اھ (حاشیہ مذہب اہل سنت والجماعت ص۳۶)

یہ ہے مختصر سی سرگزشت زمانۂ حال کے نام نہاد اہلحدیث حضرات کی جو مقلدین حضرات ائمہ اربعہ وغیرہ کو گمراہ اور تقلید کو بدعت قرار دینے کے درپے ہیں اور احناف کو مرجیہ کے گمراہ اور اہل بدعت فرقہ میں داخل کرنے کا اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ مولانا عبد الحی صاحب لکھنویؒ نے نیچریوں کی تردید کرتے ہوئے اس فرقہ کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

اخوانهم الاصاغر المشهورين بغير المقلدين الذين سمّوا انفسهم باهل الحديث وشتان ما بينهم وبين اهل الحديث (الآثار المرفوعہ ص۲۴۸)	ان کے چھوٹے بھائی جو غیر مقلدین کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھا ہے حالانکہ ان میں اور اصلی اہلحدیث میں بڑا فرق ہے۔

علامہ اسلم صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"نواب صدیق حسن خان نے بھوپال سے اس تحریک کی مالی اور علمی امداد کی جس سے اس کو عظیم الشان تقویت پہنچی" بلفظہ (نوادرات ص۳۴۳)

اور پھر آگے اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ :-

"نواب صدیق حسن خان رح کی ذات اور نواب شاہجہان کی علمی قدر دانی کی بدولت بھوپال اس زمانہ کے علماء وفضلاء کا مرکز تھا نیز اقطاعِ ہند میں جو علماء مقلدوں کا مقابلہ اور کتاب وسنت کی اشاعت کرتے تھے ان میں اکثر بھوپال سے رابطہ رکھتے تھے اور بعضوں کو امداد بھی ملتی تھی، اسی وجہ سے ہندوستان کے ہر حصہ سے اس جماعت کے اہلِ علم کی وہاں آمد ورفت رہتی تھی" اھ

یہ وجہ ہے اس جماعت کی ترقی کی اور اسی وجہ سے ہم اس کو بھوپال کی پیداوار سے تعبیر کرتے ہیں علاوہ ازیں چونکہ یہ جماعت برٹش گورنمنٹ کی نہایت وفادار تھی اس لیے بھی سرکار بہادر اور ٹوڈیانِ کرام کی بارگاہ میں جو زیادہ تر متموّل اور سرمایہ دار تھے، ان کو اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور سرزمینِ تبلیغ ان کے لیے ہموار تھی۔ ہاں اہل بدعت حضرات نے ازروئے تعصب اور علماء حق نے ان کی بعض بے جا باتوں کے مفاسد پر آگاہ ہو کر ان پر ازروئے دیانت تنقید بھی کی ہے۔ مگر آزادیِ رائے کے دَور میں ان کو کافی حد تک ترقی ہوئی ہے۔

جب کچھ بدخواہ لوگوں نے غیر مقلدین حضرات کو مجاہدین ہزارہ کی مخلص جماعت کے ساتھ منسلک کر کے ان کو بھی مجاہدین کی صف میں پیش کرنے کی سعی کی تو مولانا محمد حسین بٹالوی اور نواب صاحب اور اس قسم کے اور حضرات تلملا اٹھے اور انہوں نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعے اس الزام کو دھونا ضروری سمجھا۔ چنانچہ نواب صاحب اشاعۃ السنۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :-

"گورنمنٹ ہند کے دیگر فریقِ اسلام نے یہ دلنشیں کر دیا ہے کہ فرقۂ موحدینِ ہند مثل وہابیان ملک ہزارہ کا ایک بدخواہ فرقہ ہے اور نیز یہ لوگ ویسے ہی دشمن و فسادی ملک گورنمنٹ برٹش ہند کے ہیں جیسے کہ دیگر شریر اقوام سرحدی بمقابلہ حکومتِ ہند شرارت سوچا کرتے ہیں" اھ (ترجمان وہابیہ ص۶۱)

اور پھر اس فرقۂ موحدین نے لیفٹیننٹ بہادر پنجاب سر مہنری ریویس کو اپنی برأت کی درخواست پیش کی۔ اس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"بعد اس کے فرقۂ موحدین لاہور نے صاحب بہادر موصوف کے روبکاری میں استدعا پیش کی کہ موحدین جو لفظ بدنام وہابی سے پکارے جاتے ہیں اور اطلاق اس لفظ کا عامۃً موحدین پر کیا جاتا ہے سو بطور سرکاری اشتہار دیا جاوے کہ آئندہ فرقہ ہائے موحدین لفظ بدنام وہابی سے نہ مخاطب کئے جاویں چنانچہ لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدینِ ہند پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ ہند عامۃً نہ ہو اور خصوص جو لوگ کہ وہابیان ملک ہزارہ سے نفرت ایمانی رکھتے ہوں اور گورنمنٹ ہند کے خیر خواہ ہیں ایسے فرقۂ موحدین مخاطب بہ وہابی نہ ہوں" اھ (ترجمان وہابیہ ص۶۲)

اور پھر اس فرقۂ موحدین کے حدود اربعہ اور تعریف یوں کی گئی ہے کہ:۔

"اور یہ فرقۂ موحدین کسی ایک مذہب خاص کے ان مذاہب میں سے پیرو اور مقلد نہیں ہیں کیونکہ یہ سب مذہب بعد از زمانۂ نبوت اسلام کے حادث ہوئے ہیں۔ فرق درمیان مقلد مذہب اور فرقۂ موحدین کے فقط اتنا ہے کہ موحدین نرے قرآن و حدیث صحیح کو ہی مانتے ہیں اور باقی اہلِ مذاہب اہل الرائے ہیں جو مخالف سنت اور طریقۂ شریعت ہے اور یہ بات ہے کہ تقلید رائے تعلیم و تعلّم قرآن و حدیث کو روکتی ہے اور نیز یہ امر ہے کہ کثرتِ نوافل نماز و صدقات و وظائف فرقۂ موحدین کے یہاں نہیں ہے اور اہل الرائے جو اپنے اموات کے لیے صدقاتِ طعام وغیرہ کو حسبِ رواجِ حال جائز رکھتے ہیں سو یہ مسلک ہنود کا ہے۔ فرقۂ موحدین ان

باتوں میں نہیں" اھ (ص۶۲)

اور ص۶۳ میں لکھا ہے کہ:۔

"فرقۂ موحدین مقلد فرقہ نہیں" اھ

ہمیں اس مقام پر اس عبارت کی تمام جزئیات کی تردید سے اور اسی طرح ایصالِ ثواب کے جائز و ناجائز مسائل سے بحث نہیں ہم نے راہِ سنت میں اس پر مبسوط بحث کر دی ہے اس مقام پر ہمیں یہ بتانا ہے کہ جہاد ۱۸۵۷ء کے کافی عرصہ بعد بھی یہ جماعت بہ لقب اہلحدیث موسوم نہ تھی، ورنہ جب سرکار بہادر کے سامنے اس نے نالش کی اور دادرسی چاہی تو اپنی جماعت کا نام فرقۂ موحدین کے بجائے جماعت اہلحدیث پیش کرتی اور یہ درخواست نہ کرتی کہ فرقۂ موحدین کو وہابی نہ کہا جائے بلکہ یہ ہوتا کہ جماعت اہلحدیث کو وہابی نہ کہا جائے۔ پس جب اس اہم موقع پر اس نے ایسا نہیں کیا تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس ہوشیار اور گورنمنٹ کی خیر خواہ اور مجاہدین کو باغی قرار دینے والی جماعت نے اپنا لقب اس کے بعد اہلحدیث رکھا اور پہلے یہ محمدی اور فرقۂ موحدین کہلاتی رہی۔

نہایت تعجب اور سخت حیرت ہے کہ بالکل نو احداث جماعت اور کل کی پیداوار جب مذاہب اربعہ پر تنقید کرتی ہے تو اس کو چوتھی صدی کے بعد کی بدعت قرار دیتی ہے اور اپنا رشتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات صحابۂ کرام رضؓ سے جا ملاتی ہے اور اپنے گھر کا یہ راز اور بھید بھولے سے بھی نہیں بتاتی کہ اس کا بانی مبانی کون تھا؟ علماءِ ہند نے اس کے متعلق کیا کہا ہے اور علماء حرمین نے کیا فتویٰ دیا ہے؟ پہلے یہ کس نام سے موسوم تھی اور اہلحدیث کا لقب کب سے اختیار کیا ہے؟

تف ہے اس دیانت پر، حیرت ہے اس تعصب پر اور تاسف ہے اس پردہ پوشی پر! مگر ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں زمانۂ حال کے مشہور و معروف اور ثقہ مورخ

ڈاکٹر پروفیسر محمد ایوب صاحب قادریؒ (المتوفی ۱۴۰۴ھ) کی کتاب جنگ آزادی کا اس سلسلہ میں طویل اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے نام نہاد اہلحدیث اور غیر مقلدین کی اچھی طرح سے نقاب کشائی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

وہابی یا اہلحدیث

"غیروں اور اپنوں کے اس رویے سے (غیر پختہ ذہن کے نام نہاد۔ صفدر) وہابی گھبرا اٹھے اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے جہاد کی تحریک اندرون ہند پاکستان قطعی طور سے ختم ہوگئی اپنے لیے وہابی کے بجائے اہل حدیث کا نام مروج و مشتہر کیا انہوں نے باقاعدہ برطانیہ کی وفاداری کا اعلان کیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی (ف ۱۳۳۸ھ) نے سرکاری تحریرات میں وہابی کے بجائے اہلحدیث لکھے جانے کے باقاعدہ احکام جاری کرائے مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد ۱۲۹۲ھ میں لکھا انگریزی اور عربی میں اس کے ترجمے ہوئے یہ رسالہ سر چارلس ایچی سن اور سر جیمس لائل گورنران پنجاب کے نام معنون کیا گیا مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت کے علماء سے رائے لینے کے بعد ۱۲۹۶ھ میں یہ رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد دوم شمارہ گیارہ میں بطور ضمیمہ شائع کیا پھر مزید مشورہ و تحقیق کے بعد ۱۳۰۶ھ میں باضابطہ کتابی صورت میں شائع ہوا اس سلسلے میں خود مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔ (رسالہ اشاعۃ السنۃ لاہور جلد ۸ نمبر ۹ ص ۲۶۱ و ص ۲۶۳۔ حاشیہ جنگ آزادی ص ۶۴) اگرچہ اس مضمون (منسوخی جہاد) کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہوں نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کسی تالیف میں پائی نہیں جاتی وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا اس گروہ کے عوام و خواص نے .... اس کو پسند کیا اور اس سے اپنی آراء کا توافق ظاہر کیا اس توافق رائے حاصل کرنے کے لیے مؤلف (محمد حسین بٹالوی) نے عظیم آباد پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پہنچا وہاں اس رسالہ کی متعدد کاپیاں ارسال کر کے توافق حاصل کیا۔"

مولوی مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں (ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص ۲۱۲)

"اس کتاب پر (مولوی محمد حسین بٹالوی) انعام سے بھی سرفراز ہوئے جماعت اہلحدیث

کو فرقے کی شکل دینے میں ان کا خاص حصہ ہے اور یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اس سادہ لوح فرقے میں وفاداری کی خو بو پیدا کی نہ صرف یہ ہوا بلکہ دوسرے معاصر علماء کو سرکار کی مخالفت کے طعنے بھی دیئے۔

مسعود عالم ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۲۹)

معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی اس رسالے کا پہلا حصہ پیش نظر ہے۔ پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی لکھتے ہیں (سیرت ثنائی ص۳۷۲ از مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی گوجرانوالہ ۱۹۵۲ء)

(مولوی محمد حسین بٹالوی نے) اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت خدمت کی لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا .... (آپ نے) حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے لفظ وہابی کی منسوخی کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سارا تحریری مواد ہمارے پیش نظر ہے طوالت کے خوف سے ہم اس کو یہاں نقل نہیں کر سکتے صرف اشارات پر ہی اکتفا کرتے ہیں انہوں نے ارکان جماعت اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لفٹننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کر دی اس درخواست پر سر فہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی وہاں سے حسب ضابطہ منظوری آگئی کہ آئندہ وہابی کے بجائے اہل حدیث کا لفظ استعمال کیا جائے لفٹننٹ گورنر پنجاب نے باقاعدہ اس کی اطلاع مولوی محمد حسین کو دی اسی طرح گورنمنٹ مدراس کی طرف سے باقاعدہ ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۲۷ گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ مارچ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۵۶ اور گورنمنٹ یوپی کی طرف سے ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۳۸۶ گورنمنٹ سی پی کی طرف سے ۱۴ جولائی ۱۸۸۸ء

کو بذریعہ خط ۷۰؁ اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۴ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط ۷۳۲ اس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین بٹالوی کو ملی (اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ لاہور جلد گیارہ شمارہ ۲ ۱۹۲۸ء صـ۲۶ تا صـ۳۹ و مآثر صدیقی جلد دوم صـ۱۶۲ و صـ۱۶۳ لکھنؤ) مولوی محمد حسین بٹالوی نے خوشامد اور کاسہ لیسی کی حد کر دی وہ لکھتے ہیں (اشاعۃ السنۃ لاہور جلد ۸ شمارہ ۹ صـ۲۶۲)

"اس گروہ اہل حدیث کے خیر خواہ وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی اور روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے ماتحت رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں"

اور اس امر کو اپنے قومی وکیل اشاعۃ السنۃ کے ذریعے سے جس کے لیے ۱۰ جلد ۶ میں اس امر کا بیان ہوا ہے (اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ در گورنمنٹ آف انڈیا پہنچ چکا ہے) گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر ہے اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے اسی طرح ملکہ وکٹوریا کے جشن جوبلی پر جو ایڈریس محمد حسین بٹالوی نے گروہ مسلمانانِ اہل حدیث کی طرف سے پیش کیا تھا اس میں لکھا تھا (اشاعۃ السنۃ لاہور جلد ۹ شمارہ ۷ صـ۲۰۵ و صـ۲۰۶) یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاصکر اس سلطنت میں حاصل ہے بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام اور استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

اسی طرح لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی سبکدوشی پر جماعت اہلحدیث نے ایک خوشامدانہ ایڈریس دیا جس پر سب سے پہلے شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط ہیں اس کے بعد ابو سعید محمد حسین وکیل اہلحدیث مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسر۔ مولوی قطب الدین پیشوائے اہل حدیث روپڑ۔ مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری (مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری کی سرکار انگلشیہ کی وفاداری کے سلسلے میں ملاحظہ ہو شمع توحید از مولوی ثناء اللہ امرتسری مکتبہ ثنائیہ سرگودھا صـ۴۲) مولوی محمد سعید بنارسی مولوی محمد ابراہیم آرہ اور مولوی نظام الدین پیشوائے اہل حدیث مدراس کے دستخط ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص۲۹)

"ان بے چاروں کو یہ ہوش نہیں رہا کہ وہ اپنے کو سرکار کی زد سے بچانے کی فکر میں کیا کر رہے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو کس پستی کی طرف لے جا رہے ہیں مولوی محمد حسین صاحب اور ان جیسے بعض علماء اہل حدیث کی روش کا یہ نتیجہ ہوا کہ موجودہ جماعت اہل حدیث کا عام رجحان فروعی مسئلوں تک محدود ہو کر رہ گیا۔

مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے ہیں (تراجم علماء ہند از ابویحیٰی امام خان نوشہروی مقدمہ از مولانا سید سلیمان ندوی) دہلی ۱۹۳۸ء ص۳۸)

"اہل حدیث کے نام سے اس وقت بھی جو تحریک ہے حقیقت کی رو سے وہ قدم نہیں نقش قدم ہے مولانا اسماعیل شہید رہ جس تحریک کو لے کر اٹھے تھے وہ فقہ کے چند مسائل نہ تھے بلکہ امامت کبریٰ توحید خالص اور اتباع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنیادی تعلیمات تھیں مگر افسوس ہے کہ سیلاب نکل گیا اور باقی جو رہ گیا وہ گذرے ہوئے پانی کی فقط لکیر ہے۔"

مولوی محمد حسین بٹالوی کی پوری پالیسی میں شمس العلماء شیخ الکل میاں نذیر حسین ممد و معاون بلکہ سرپرست و سرخیل رہے اور صادق پور کی بجائے مرکز قیادت دہلی و لاہور منتقل ہو گیا پھر بیسویں صدی کے آغاز پر دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء میں بمقام آرہ (بہار) آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس وجود میں آئی جس کے سب سے فعال کارکن مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری تھے اہل حدیث کانفرنس کی کارروائی کم و بیش مولوی محمد حسین بٹالوی ہی کے انداز پر رہی۔ انتہیٰ بلفظہ (جنگ آزادی ص۶۳ تا ص۶۸ از محمد ایوب قادری پاک اکیڈمی)

اس ٹھوس۔ مدلل اور مصرح حوالہ کو پڑھکر نام نہاد اہلحدیث اپنے ہی آئینہ میں اپنا چہرے بشرے کو ملاحظہ کر لیں ہمیں مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے؟

ستم ظریف نہ سمجھو کہ بے زباں ہیں ہم
ہے بات یوں کہ ہم کرتے نہیں گلہ تم سے

باب دوم

غیر مقلدین حضرات کا سب سے بڑا اور وزنی اعتراض تو یہ تھا کہ شخصی رائے کی پابندی کرنے والے اور اہلحدیث دو الگ الگ گروہ ہیں اور خصوصیت سے احناف تو بالکل ہی اہل الرائے ہیں اور حدیث کے وسیع دائرہ میں ان کے لیے سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں۔ ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ ٹھوس حوالوں سے احناف کا اہل الحدیث، اصحاب الحدیث اور محدثین ہونا ثابت کر دیا ہے اور ان کا علم و عمل بالحدیث بھی آشکارا کر دیا ہے اب اس باب میں ہم ان حضرات کا نہایت اختصار کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں جو مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ شخصی رائے کے پابند ہو کر بھی اہلحدیث، اصحاب الحدیث اور محدثین تھے۔

حضرات مصنفین صحاح ستہ

حضرت امام بخاریؒ

دیگر ائمہ صحاح ستہ کی طرح امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رہ کے مقلد و مجتہد ہونے اور نیز شافعی وغیرہ شافعی ہونے کے بارے میں کافی اختلاف ہے۔ بعض ان کو مجتہد مطلق اور بعض منتسب اور بعض ان کو شافعی کہتے ہیں۔ علامہ سبکی اور شاہ ولی اللہ صاحب رہ کا حوالہ ہم نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ وہ حضرت امام بخاری رہ کو طبقات شافعیہ میں شمار کرتے ہیں اور اسی طرح نواب صاحبؒ نے بھی ان کو شافعی المذہب کہا ہے۔ (ابجد العلوم ص۸۱۰)

مولانا مبارک پوری صاحبؒ نے (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۱۷۵ میں) کافی کوشش صرف کی ہے کہ دیگر ائمہ صحاح ستہ کی طرح حضرت امام بخاری رہ بھی اہل حدیث تھے مگر صرف لفظ اہلحدیث سے

ان کو کیا فائدہ ؟ یہ لفظ تو غالی اور متعصب مقلدین پر بھی اطلاق ہوتا رہا ہے جیسا کہ ہم باحوالہ عرض کر چکے ہیں اور جن حضرات نے امام بخاری رہ (وغیرہ) کو بایں معنیٰ شافعی کہا ہے کہ ان کا اجتہاد حضرت امام شافعی رہ کے اجتہاد کے مطابق ہو جاتا تھا تو ہمارے نزدیک یہ توجیہ اور تاویل بھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رہ لکھتے ہیں کہ :-

ان البخاریؒ فی جمیع مایوردہ من تفسیر الغریب انما ینقلہ عن اھل ذالک الفن کابی عبید رہ والنضر بن شمیل رہ والفراء رہ وغیرھم واما المباحث الفقہیۃ فغالبہا مستمدۃ لہ من الشافعی رہ وابی عبید رہ وامثالھم اھ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۹۵ طبع مصر)	امام بخاری رہ غریب حدیثوں کی تمام تفسیر اس فن کے اہل حضرات مثلاً ابو عبید رہ، النضر بن شمیل رہ اور فراء رہ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں اور رہے فقہی ابحاث تو ان میں سے بیشتر میں انہوں نے امام شافعی رہ اور ابو عبید رہ وغیرہ سے مدد حاصل کی ہے ۔

جو مستقل مجتہد ہوتا ہے وہ فقہی ابحاث میں از خود اجتہاد کیا کرتا ہے ۔ نہ تو وہ دوسروں سے استمداد کرتا ہے اور نہ ان کی نقل مگر یہ عبارت صاف طور پر یہ واضح کر رہی ہے کہ امام بخاری نے فقہی ابحاث میں حضرت امام شافعی رہ اور امام ابو عبید رہ سے استمداد کی ہے ۔ اس صریح عبارت کے ہوتے ہوئے یہ کیونکر سمجھ لیا جائے کہ وہ مجتہد مطلق تھے اور ان کا اجتہاد حضرت امام شافعی رہ کے اجتہاد کے مطابق ہو جاتا تھا ؟ ہاں یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ متقدمین اور متاخرین کی تقلید کا بڑا فرق ہے ۔ متقدمین نص اور حدیث مرفوع اور موقوف کی موجودگی میں اسی کو مقدم سمجھتے تھے اور فرعی اور غیر منصوص مسائل میں ائمہ کی تقلید کرتے اور ان کو مشعلِ راہ بناتے تھے ۔ جب اس کے خلاف کوئی صحیح اور قوی دلیل نظر آجاتی تو اس کو ترک کرنے میں بھی وہ دریغ نہ کرتے تھے، اور متاخرین کی تقلید میں جمود غالب رہا ہے ۔ حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے (العرف الشذی مثلاً ص ۵۱ میں) اور مولانا مبارکپوری صاحبؒ نے (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۴۷ میں) اس فرق کو واضح کیا ہے ۔

امام ابو عبید القاسم رہ بن سلام رہ (المتوفی ۲۲۴ھ) شافعی المسلک تھے ۔ چنانچہ علامہ سبکی رہ نے طبقات الشافعیہ (ج ۱ ص ۲۷۰ و ص ۲۷۱) میں ان کا پورا ترجمہ ذکر کیا ہے ۔

الغرض ہماری تحقیق میں حضرت امام بخاری رہ شافعی المذہب نہ تھے ۔ نہ تو وہ مجتہد مطلق تھے اور نہ بایں معنیٰ شافعی تھے کہ ان کا اجتہاد حضرت امام شافعی رہ کے اجتہاد کے موافق ہو جایا کرتا تھا

بلکہ وہ بایں وسعت نظری شافعی المذہب تھے اور مقلد تھے مگر اس طرح جو اہلِ علم کی شان کے مناسب ہے حضرت امام مسلم ابوالحسین مسلمؒ بن الحجاج رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶۱ھ) بھی شافعی المسلک تھے۔ چنانچہ نواب صاحبؒ نے الحطہ ص۹۸ اور اتحاف النبلاء ص۵۷ میں اس کی تصریح کی ہے۔

حضرت امام احمدؒ بن شعیب نسائی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۳ھ) اور حضرت امام ابوداؤد سلیمانؒ بن اشعثؒ (المتوفی ۲۷۵ھ) کو حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حنبلی کہتے ہیں۔ (بحوالہ فیض الباری ج۱ ص۵۸ طبع مصر) اور نواب صاحبؒ ان دونوں کو شافعی المذہب لکھتے ہیں۔ (ابجد العلوم ص۸۱۰)

ہماری تحقیق میں حضرت امام نسائی رحمہ اللہ شافعی اور حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ حنبلی تھے۔ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ ابوعیسیٰ محمدؒ بن سورہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۷۹ھ) شافعی تھے۔ فیض الباری ج۱ ص۵۸ میں اس کی تصریح ہے۔ مولانا مبارکپوری صاحب رحمہ اللہ کا (مقدمۂ تحفہ ص۱۷۳ میں) یہ لکھنا کہ امام ترمذیؒ شافعی نہ تھے۔ اگر وہ شافعی ہوتے تو امام شافعی رحمہ اللہ ہی کے مذہب کو تمام یا اکثر مختلف فیہا مسائل میں ترجیح دیتے جیسا کہ مقلدین کا وطیرہ ہے۔ حالانکہ اُنہوں نے حدیث ابراد میں نام لے کر امام شافعی رحمہ اللہ کی تردید کی ہے (محصلہ)۔ تو اس دلیل میں کوئی جان ہی نہیں ہے۔ اولاً اس لیے کہ اہلِ علم مقلد نرے لکیر کے فقیر ہی نہیں ہوتے، وہ دلائل کی صحت وسُقم کو پرکھتے اور جانتے ہیں اور کمزور دلائل میں اپنے امام کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ بایں ہمہ وہ اصولی طور پر مقلد ہی ہوتے ہیں۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ اور امام طحاویؒ وغیرہ ائمہؒ نے بیسیوں مسائل میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف ان کا نام لے کر دلائل پیش کئے ہیں۔ مثلاً امام طحاوی رحمہ اللہ کا حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام لے کر تردید کرنا (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۹۳ میں دیکھئے) مگر بایں ہمہ وہ حنفی ہیں۔

وثانیاً۔ مولانا مبارکپوری صاحبؒ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اکثر اختلافی مسائل میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کی تائید کی ہے اور ان پر دلائل پیش کئے ہیں۔ اختلافِ مذہب اور دلائل کو سمجھنے والے حضرات پر یہ بات مخفی نہیں ہے، البتہ کم فہموں کے لیے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو فہم عطا فرمائے اور بقول حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ حضرت امام ابوعبداللہ محمدؒ بن یزید۔ ابن ماجہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۷۳ھ) کے بارے میں ظنِ غالب یہی ہے کہ وہ شافعی تھے اور سنن ابنِ ماجہ کی فقہی رنگ میں خاص تبویب اور احادیث سے طرزِ استدلال اس بات

کو کافی حد تک واضح کر دیتا ہے بہر حال ع

یہ اپنی حدِ نظر ہے کسی کی دید کہاں

محدثینِ مالکیہؒ

امام دارِ ہجرت حضرت امام مالکؒ (المتوفی ۱۷۹ھ) کے مقلدین اور پیروکار حضرات نے اپنے مکتبِ فکر میں رہ کر قرآن و سنّت اور روایت و فقہ کی جو خدمت انجام دی ہے وہ اپنے مقام میں ایک بہت بڑا علمی کارنامہ ہے اور ان میں حدیث و فقہ اور دیگر اسلامی علوم و فنون کے جو بڑے بڑے علماء اور محقق پیدا ہوئے ہیں، وہ تاریخی طور پر ایک بیّن امر ہے۔ ہمیں ان میں سے بطورِ نمونہ صرف چند حضرات کے متعلق باحوالہ یہ عرض کرنا ہے کہ وہ شخصی رائے کے پابند اور امام مالکؒ کے مقلد ہو کر بھی محدّث، اصحاب الحدیث اور اہل حدیث تھے۔ حضرت امام مالک رہ کے محدث اور اہل حدیث ہونے میں چونکہ غیر مقلدین حضرات کو بھی شبہ نہیں اس لیے ہم ان کا اسم گرامی پیش نہیں کرتے کیونکہ ان کا محدث اور اہل حدیث ہونا فریقین کو مسلّم ہے اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں اور نہ اس کی گنجائش ہے۔

امام ابو الطیبؒ

محمدؒ نام تھا۔ ملک عراق میں ائمہ مالکیہؒ میں ان کا شمار تھا۔ ابو القاسم شافعی رہ کا بیان ہے کہ وہ ان فقہاء میں شمار ہوتے ہیں جو اصحاب مالکؒ میں تھے اور ان ہی سے فیضِ صحبت اٹھایا تھا اور فرماتے ہیں کہ:۔

وحذّاقهم ونظارهم وحفاظهم وائمة مذهبهم (الدیباج المذہب لابن فرحون ص۲۹۲ طبع مصر)

وہ مالکیوں کے ماہر و مناظر اور حفاظِ حدیث اور ائمہ مذہب میں سے تھے۔

ان کی وفات ۳۳۸ھ میں ہوئی تھی۔

امام احمدؒ بن رحیمؒ بن غلیلؒ

بڑے اپنے وقت کے بڑے امام تھے۔ علامہ ابن فرحونؒ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان معتنیاً بالآثار جامعاً للسنن من اہل الحفظ والروایۃ مشہوراً بالعلم تقیاً فقیہاً حافظاً لمذہب مالکؒ (الدیباج المذہب ص۳۷)

وہ آثار کا خاص اہتمام کرتے تھے، احادیث کو جمع کرنے والے اہلِ حفظ و روایت میں تھے، علم، تقویٰ اور فقہ میں مشہور اور امام مالکؒ کے مذہب کے حافظ تھے۔

ان کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی ہے۔

قاضی ابو طاہر الذہلیؒ

محمدؒ بن احمدؒ بن عبد اللہ المالکیؒ (المتوفی ۳۶۷ھ) امام ابنِ ماکولاؒ (الشافعیؒ المتوفی ۴۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، ثبت، کثیر السماع اور فاضل تھے اور علمِ حدیث اور قضا میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ وکان یذہب الیٰ قول مالک وربما اختار؛ اور وہ امام مالکؒ کے مذہب پر تھے اور کبھی کوئی مسئلہ اپنی رائے سے بھی اختیار کر لیتے تھے۔

اور علامہ ابنِ زولاقؒ فرماتے ہیں کہ:۔

کان کثیر الحدیث والاخبار (ابنِ فرحون ص۲۱۵)

وہ کثیر الحدیث والاخبار تھے۔

امام ابو محمد المعروف بالعسالؒ

عبد الغنیؒ بن عبد العزیزؒ بن سلامؒ (المتوفی ۲۵۴ھ)۔ علامہ ابن فرحونؒ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان حافظاً فقیہاً مفتیاً مذکوراً فی فقہاء المالکیۃ (الدیباج ص۱۶۷)

وہ حافظِ حدیث، فقیہ اور مفتی تھے اور وہ فقہاء مالکیہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔

امام ابو محمد المعروف بابن التبانؒ

عبد اللہؒ بن اسحاقؒ المتوفی ۳۷۱ھ جو الفقیہ الامام، علماء راسخین اور فقہاء مبرزین میں تھے۔

وکان من الحفاظ (الدیباج ص۱۳۸) — اور وہ حفاظِ حدیث میں شامل تھے۔

امام ابن الباجی رح

احمدؒ بن عبداللہؒ بن محمدؒ بن علی اللخمی الاشبیلی رح (المتوفی ۳۹۶ھ) بڑے رتبہ کے عالم تھے۔ امام الخولانی رح کا بیان ہے کہ:۔

لم تر عینی مثلہ فی المحدثین سمتا و وقارا (ابن فرحون ص۹۱) — میری آنکھوں نے محدثین میں ایسے اخلاق و وقار والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

حافظ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ ان کو امام ابوعبید رح اور ابن قتیبہ رح کی غریب الحدیث ازبر یاد تھی اور لکھا ہے کہ:۔

وکان فقیھا جیدا فی مذھب مالک رح (ص۹۲) — وہ مذہب مالکی میں جلیل القدر فقیہ تھے۔

امام اسمٰعیل القاضی رح

جو الامام، شیخ الاسلام اور ابن محدث البصرہ تھے۔ علامہ ذہبی رح لکھتے ہیں کہ:۔

المالکی الحافظ صاحب التصانیف وشیخ مالکیۃ العراق وعالمھم (تذکرہ ج ۲ ص۱۸۰) — وہ المالکی الحافظ صاحب التصانیف اور عراق میں مالکیوں کے شیخ اور ان کے عالم تھے۔

اُنہوں نے علمِ حدیث اور اس کے علل کی معرفت کا علم امام علیؒ بن المدینی رح سے حاصل کیا تھا (ایضاً) علامہ خطیب رح لکھتے ہیں کہ وہ فاضل، عالم، متقن اور فقیہ تھے۔ اور نیز لکھتے ہیں کہ:۔

علی مذھب مالک بن انس شرح مذھبہ ولخصہ واحتج لہ وصنف المسند اھ (بغدادی ج ۶ ص۲۸۴) — وہ امام مالکؒ بن انس رح کے مذہب پر تھے۔ اُنہوں نے ان کے مذہب کی تشریح اور تلخیص کی ہے اور ان کے لیے احتجاج کیا اور مسند لکھی ہے۔

اور نیز لکھا ہے کہ:۔

فحمل الناس عنہ من الحدیث الحسن مالم یحمل عن کبیر احد (تاریخ بغداد ج ۶ ص۲۸۵) — لوگوں نے ان سے عمدہ قسم کی اتنی حدیثیں حاصل کیں جو اور کسی بڑے سے حاصل نہ کیں۔

ان کی وفات ۲۸۲ھ میں ہوئی۔

امام ابن الحباب رحمہ اللہ

ابو عمر احمد بن خالد رحمہ اللہ (المتوفی ۳۲۲ھ) جو الحافظ العلامہ اور شیخ الاندلس تھے اور اپنے زمانہ کے یکتا تھے۔ وکان فرید عصرہ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

کان اماما فی الفقہ لمالک وکان فی الحدیث لاینازع (تذکرہ ج۳ ص۲۴)	وہ فقہ مالکی کے امام تھے اور حدیث میں بھی بلا مدافعت امام تھے۔

امام ابو العرب رحمہ اللہ

محمد بن احمد بن تمیم المغربی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۳۳ھ) علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہوئے لکھتے کہ وہ الحافظ تھے۔

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ان کو فقہاء مالکیہ رحمہ اللہ میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ:۔

کان حافظا لمذھب مالک مفتیا عالما غلب علیہ علم الحدیث والرجال (تذکرہ ج۳ ص۹۹)	وہ امام مالک کے مذہب کے حافظ، مفتی اور عالم تھے ان پر علم حدیث اور اسماء الرجال کا فن غالب تھا۔

امام وہب بن میسرہ رحمہ اللہ

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کو الحافظ العلامہ اور المالکی لکھتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

کان حافظاً للفقہ بصیرا بہ وبالحدیث والرجال والعلل مع ورع وفضل اھ (تذکرہ ج۳ ص۱۰۰)	وہ فقہ کے حافظ اور نکتہ رس تھے۔ اسی طرح وہ حافظ حدیث و رجال اور علل تھے اور ورع و فضیلت کی صفت سے موصوف تھے۔

ان کی وفات ۳۴۶ھ میں ہوئی ہے۔

امام ابو ذر الھروی رحمہ اللہ

عبد بن احمد رحمہ اللہ المتوفی ۴۳۴ھ۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کو الامام الحافظ اور المالکی لکھتے ہیں۔ ان

سے دریافت کیا گیا کہ آپ تو ہرات کے باشندے ہیں، آپ نے کیونکہ مالکی مذہب اختیار کر لیا ہے؟ انہوں نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ چونکہ امام دار قطنیؒ امام ابوبکر الباقلانی المالکیؒ کی بڑی عزت کرتے تھے اس لیے میں اس سے متاثر ہوا اور پھر فرمایا کہ اس لیے میں نے

اقتدیت بمذھبہ — مالکی مذہب اختیار کیا ہے۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ حافظ اور کثیر الشیوخ تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۸۷)

علامہ بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ:-

وکان ثقۃ ضابطاً دیناً فاضلاً (بغداد ج ۱ ص ۱۴) — وہ ثقہ، ضابط، دیندار اور فاضل تھے۔

امام دانیؒ

ابو عمرو عثمانؒ بن سعید القرطبیؒ المتوفی ۴۴۴ھ جن کو علامہ ذہبیؒ طبقات حفاظ میں الحافظ الامام شیخ الاسلام اور صاحب التصانیف لکھتے ہیں۔ (تذکرہ ۳ ص ۲۹۸) اور نیز لکھتے ہیں کہ کوئی شخص ان کے زمانہ میں اور ان کے حفظ و تحقیق میں ان کا نظیر نہ تھا اور ان کو حدیث اس کے طرق اور رجال کی معرفت اور مہارت حاصل تھی اور لکھا ہے کہ:-

مالکی المذھب وقال الحمیدی محدث مکثر (تذکرہ ج ۳ ص ۲۹۹) — وہ مالکی المذہب تھے، امام حمیدیؒ فرماتے ہیں کہ وہ محدث مکثر تھے۔

امام ابن عبد البرؒ

ابو عمر یوسفؒ بن عبد اللہؒ (المتوفی ۴۶۳ھ)۔ علامہ ذہبیؒ ان کو الامام، شیخ الاسلام اور حافظ المغرب لکھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ وہ دیندار، پرہیزگار، ثقہ، حجت، صاحب السنۃ اور صاحب اتباع (یعنی قرآن و حدیث کی پیروی کرنے والے) تھے۔ پہلے وہ ظاہری اور اثری تھے۔

ثم صار مالکیا مع میل کثیر الی فقہ الشافعی۔ — پھر وہ مالکی ہو گئے اور امام شافعیؒ کی فقہ کی طرف بھی بکثرت مائل تھے۔

امام حمیدی رہ فرماتے ہیں کہ وہ فقیہ، حافظ، مکثر، عالم بالقرآت وعلم خلاف اور عالم علم حدیث ورجال اور قدیم السماع تھے۔ فقہ میں امام شافعی رہ کی فقہ کی طرف بھی میلان رکھتے تھے۔
امام ابوالولید باجی رہ کا بیان ہے کہ اندلس میں علم حدیث میں ابن عبدالبر رہ کی کوئی مثل نہ تھی اور علامہ ابن حزم رہ فرماتے ہیں کہ مجھے فقہ الحدیث پر ابن عبدالبر رہ کی تمہید جیسی کوئی کتاب معلوم نہیں چہ جائیکہ اس سے بہتر کوئی اور ہو۔ (تذکرہ ج ۳ صـ۳۰۶ تا صـ۳۰۸ محصلہ)

امام عبدالملکؒ بن حبیبؒ (المتوفی ۲۳۹ھ)

ان کو علامہ ذہبی رہ طبقات حفاظ میں مستقل عنوان کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور فرماتے کہ وہ الفقیہ الکبیر اور عالم اندلس تھے اور بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف تھے لیکن حدیث میں زیادہ متقن نہ تھے اور وہ کثیر الجمع اور حدیث کے لینے میں کافی اعتماد کرتے تھے لیکن ان کو حدیث کی تمیز اور رجال کا فن نہ آتا تھا۔

احمدؒ بن محمدؒ بن عبدالبر رہ فرماتے ہیں کہ:۔

هو اول من اظهر الحديث بالاندلس — انہوں نے سب سے پہلے اندلس میں حدیث ظاہر کی۔

اور بایں ہمہ

وكان رأسا في مذهب مالكؒ (تذکرہ ج ۲ صـ۱۰۷) — وہ چوٹی کے مالکی المذہب تھے۔

امام ابن عبدالحکم رہ (المتوفی ۲۰۸ھ)

علامہ ذہبی رہ ان کو الامام الحافظ اور فقیہ عصرہ لکھتے ہیں۔ امام ابن خزیمہ رہ فرماتے ہیں کہ میں نے فقہاء میں صحابہ رضہ اور تابعین رہ کے اقوال کا ابن عبدالحکم رہ سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔ امام ابن ابی حاتم رہ فرماتے ہیں کہ:۔

ثقة صدوق احد فقهاء مصر من اصحاب مالك رہ (تذکرہ ج ۲ صـ۱۱۵) — وہ ثقہ، صدوق اور مصر کے مالکی فقہاء میں سے ایک تھے۔

علامہ ذہبی رہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے امام شافعی رہ اور فقہاء عراق کے رد میں کافی کتابیں لکھی

ہیں (ایضاً ص۱۱۶)

امام بوشنجیؒ (المتوفی ۲۹۰ھ)

علامہ ذہبیؒ ان کو الامام العلامہ الحافظ الفقیہ اور المالکی لکھتے ہیں۔ یہ اتنے بڑے پایہ کے محدث تھے کہ ایک مرتبہ امام بخاریؒ نے ان کی سواری کا جانور ان کے سامنے پیش کیا اور حافظ ابو عمرو الخفافؒ نے اس کی لگام اور امام ابن خزیمہؒ نے اس کی رکاب تھامے رکھی۔ (تذکرہ ج۲ ص۲۰۷)

امام ابو طاہر الذہلیؒ

محمدؒ بن احمدؒ بن عبداللہ القاضیؒ (المتوفی ۳۶۷ھ)۔ علامہ بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ شدید المذہب، متوسط الفقہ اور امام مالکؒ کے مذہب پر تھے اور فرماتے ہیں کہ وہ فاضل، ذکی اور جو حدیثیں وہ بیان کرتے تھے ان میں وہ متقن تھے (بغدادی ج۱ ص۳۱۴)

امام ابہریؒ

محمدؒ بن عبداللہ ابو بکر الفقیہ المالکیؒ (المتوفی ۳۷۵ھ)۔ انہوں نے امام مالکؒ بن انسؒ کے مذہب کی تشریح میں اور ان کے لیے احتجاج اور مخالفین کے رد میں بہت کتابیں لکھی ہیں۔

وکان امام اصحابہ فی وقتہ — اپنے وقت میں مالکیوں کے امام تھے۔

اور محمدؒ بن ابی الفوارسؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ امین اور بے داغ تھے۔

وانتہت الیہ الریاسۃ فی مذہب مالکؒ (تاریخ بغداد ج۵ ص۴۶۲) — اور امام مالکؒ کے مذہب کی ریاست و سرداری انہیں پر ختم تھی۔

امام ابو العباس الانصناویؒ رجاءؒ بن عیسیٰؒ (المتوفی ۴۱۵ھ)

علامہ بغدادیؒ کہتے ہیں کہ:

وکان فقیہا مالکیاً ثقۃ فی الحدیث متحریا فی الروایۃ مقبول الشھادۃ عند القضاۃ (بغدادی ج ۸ ص ۴۱۳)

وہ فقیہ مالکی المذہب حدیث میں ثقہ، روایت میں تحری کرنے والے اور قضاۃ کے ہاں مقبول الشہادۃ تھے۔

الحارث بن مسکین (المتوفی ۲۵۵ھ)

امام ابن معین رح فرماتے ہیں کہ وہ لا بأس بہ تھے۔ امام نسائی رح فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور مامون تھے۔ بغدادی ج ۸ ص ۲۱۷)

امام خطیب رح فرماتے ہیں کہ :۔

کان فقیہا علی مذھب مالک بن انس وکان ثقۃ فی الحدیث ثبتاً (بغدادی ج ۸ ص ۲۱۶)

وہ فقیہ، ثقہ فی الحدیث ثبت اور امام مالک بن انس رح کے مذہب پر تھے۔

اور مسلمہ اندلسی رح فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۵۷)

امام علی بن المفضل رح (المتوفی ۶۱۱ھ)

علامہ ذہبی رح لکھتے ہیں کہ وہ الحافظ العلامہ المفتی اور المالکی تھے اور لکھتے ہیں کہ :۔

وکان من ائمۃ المذاھب العارفین بہ و من حفاظ الحدیث (تذکرہ ج ۴ ص ۱۷۷)

وہ ائمہ مذاہب میں سے اور اس کے پہچاننے والے اور حفاظ حدیث میں تھے۔

امام الرشید رح (رشید الدین ابو الحسین یحییٰ بن علی رح المتوفی ۶۶۲ھ)

وہ الامام الحافظ الثقہ اور المالکی تھے اور فنِ حدیث میں فائق، ثقہ، مامون، متقن، حافظ اور حسن التخریج تھے۔ محدث شریف عز الدین رح فرماتے ہیں کہ وہ حافظ اور ثبت تھے، مصر کے دیار میں علمِ حدیث کی ریاست انہی پر ختم تھی۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۲۶)

امام فخر الدین رح

جو الشیخ الامام المحدث المفید بقیۃ السلف اور شیخ الحرم تھے۔ اور بایں ہمہ اوصاف،

وہ مالکی تھے، ان کی وفات ۷۱۳ھ میں ہوئی ہے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۸۵)

امام ابن دقیق العید رحمہ اللہ

تقی الدین ابو الفتح محمد بن علی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۰۲ھ) جو الامام الفقیہ المجتہد المحدث الحافظ العلامہ شیخ الاسلام اور المالکی الشافعی تھے۔ علم حدیث کے حافظ متقن اور تمام علوم میں حفظ و اتقان میں ضرب المثل تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۶۳)۔ انہوں نے فقہ مالکی اور شافعی دونوں کو جمع کرنے کی کوشش کی اور اسی وجہ سے وہ المالکی اور الشافعی کہلاتے ہیں مگر ان پر فقہ مالکی کا غلبہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی پہلے ان کا مالکی ہونا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار جید علماء مالکی گذرے ہیں۔ مثلاً علامہ ابو الولید محمد رحمہ اللہ بن احمد المعروف بابن رشد رحمہ اللہ المتوفی ۵۹۵ھ، صاحب بدایۃ المجتہد اور محدث عیاض رحمہ اللہ بن موسیٰ رحمہ اللہ (المتوفی ۵۴۴ھ) جو العلامہ عالم المغرب اور الحافظ تھے۔ ابن خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

ھو امام الحدیث فی وقتہ (بحوالہ تذکرہ ج ۴ ص ۹۷) وہ اپنے وقت میں حدیث کے امام تھے۔

اور اسی طرح علامہ ابو اسحاق ابراہیم رحمہ اللہ بن موسیٰ الشاطبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۹۰ھ) صاحب الاعتصام وغیرہ وغیرہ متعدد علماء وقت کامل محدث ہوتے ہوئے مالکی المسلک تھے اور باوجود شخصی رائے کے مقلد اور پابند ہونے کے ان کے لیے بھی الحافظ، صاحب الحدیث، اہل الحدیث اور محدث ہونے کا دروازہ بند نہ تھا:۔

محدثین شافعیہ

مقتدائے ملت اور امام عالی مقام حضرت محمد رحمہ اللہ بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۰۴ھ) کی ذات گرامی علم و فضل اور خدمت اسلام اور فن روایت میں اس قدر مشہور و معروف ہے کہ کسی کو ان کے اہل حدیث اور محدث کامل ہونے میں شک نہیں ہو سکتا۔ اُن کا اسم گرامی اور خدمت حدیث میں اُن کا جو رتبہ اور شان ہے ایک مفروغ عنہ امر ہے اس لیے ہم اُن کا تذکرہ بھی نہیں کرتے۔

امام المرادی رح ربیع بن سلیمان رح (المتوفی ۲۷۰ھ)

علامہ ذہبی رہ فرماتے کہ وہ الحافظ الامام محدث دیار المصریہ صاحب الشافعی رہ اور ان کے علم کے ناقل تھے۔ (تذکرہ ج۲ ص۱۴۸)

محدث خلیلی رح فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور متفق علیہ تھے۔ ابن یونس رہ اور خطیب رح ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ نسائی رح ان کو لا بأس بہ کہتے ہیں۔ عبدالرحمٰن رح بن ابی حاتم رح ان کو صدوق اور ثقہ اور ابوحاتم رح ان کو صدوق کہتے ہیں۔ محدث مسلمہ رح کہتے ہیں کہ:۔

کان من کبار اصحاب الشافعی رح (تہذیب التہذیب ج۳ ص۲۴۶) وہ کبار اصحاب الشافعی میں تھے۔

امام عبدان رح بن محمد رح

حافظ ذہبی رح ان کو الفقیہ اور الحافظ لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ انہوں نے مصر کا سفر اختیار کر کے وہاں اصحاب الشافعی رہ سے تفقہ حاصل کیا اور شافعی مذہب میں کمال پیدا کیا۔ (تذکرہ ج۲ ص۲۳۲)

علامہ بغدادی رح فرماتے ہیں کہ:۔

وکان ثقۃ حافظا صالحا زاھدا (بغدادی ج۱ ص۱۲۵) وہ ثقہ، حافظ صالح اور زاہد تھے۔

محدث ابن السمعانی رہ فرماتے ہیں کہ:۔

ھو احد من اظہر مذہب الشافعی بخراسان اھ (تذکرہ ج۲ ص۲۳۲) جن حضرات نے خراسان میں امام شافعی کا مذہب رائج کیا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھے۔

امام ابوعوانہ رح (یعقوب رح بن اسحاق اسفرائنی رہ المتوفی ۳۱۶ھ)

جو الحافظ الثقۃ الکبیر تھے۔ امام حاکم رح فرماتے ہیں کہ:۔

ابو عوانۃ من علماء الحدیث واثباتھم وکان ھو اول من ادخل کتب الشافعی ومذھبہ الی اسفرائن (تذکرہ ج۳ ص۳) ابوعوانہ رہ علماء حدیث اور اثبات میں تھے اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام شافعی رہ کی کتابیں اور ان کا مذہب اسفرائن میں پہنچایا ہے۔

اور امام سبکی رح طبقات شافعیہ (ج ۲ ص ۳۲۱) میں ان کا ذکر الحافظ الکبیر الجلیل صاحب المسند الصحیح سے کرتے ہیں اور پھر اس کی تصریح کرتے ہیں کہ اسفرائن میں سب سے پہلے انہوں نے امام شافعی رح کا مذہب پہنچایا ہے۔ اور امام حاکم رح کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ وہ علماءِ حدیث اور ان کے اثبات میں تھے۔ (ج ۲ ص ۳۲۲)

ان کی کتاب صحیح ابو عوانہ کی دو جلدیں جو حیدر آباد دکن میں طبع ہوئی ہیں ہمارے پاس موجود ہیں جو ان کی فن حدیث میں جلالت پر دلالت کرتی ہیں۔

امام ابن سریج۔ (قاضی ابو العباس احمد بن عمر رح المتوفی ۳۰۶ھ)

علامہ ذہبی رح لکھتے ہیں کہ وہ الامام العلامہ شیخ الاسلام اور قدوۃ الشافعیہ تھے اور ان کی تصنیف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو فن حدیث میں بڑی مہارت تھی۔ اور لکھتے ہیں کہ:

ومنه انتشر مذهب الشافعی (تذکرہ ج ۳ ص ۳۱)

ان کی وجہ سے امام شافعی رح کا مذہب پھیلا ہے

امام ابن زیاد رح (ابو بکر عبد اللہ رح بن محمد رح المتوفی ۳۲۴ھ)

یہ الحافظ المجود العلامہ اور الفقیہ الشافعی تھے۔ امام حاکم رح فرماتے ہیں کہ:

كان امام عصره من الشافعية بالعراق و من احفظ الناس للفقهيات واختلاف الصحابة وقال الدارقطنی ما رأيت احفظ من ابن زياد كان يعرف زيادات الالفاظ فی المتون۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۳۸)

وہ اپنے زمانے میں عراق کے اندر شافعیوں کے امام تھے اور فقہی مسائل اور اختلافاتِ صحابہ رض کے سب سے بڑے حافظ تھے۔ دارقطنی رح کہتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا حافظ کوئی نہیں دیکھا وہ متون میں الفاظ کی زیادت کو جان لیتے تھے۔

امام محمد رح بن یوسف رح بن البشر رح

علامہ ذہبی رح لکھتے ہیں کہ وہ الحافظ الثقہ۔ الشافعی اور الفقیہ تھے۔ ان کی وفات ۳۳۰ھ میں ہوئی تھی۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۵۹)

امام ابوبکر الشافعیؒ (محمدؒ بن عبداللہؒ المتوفی ۳۵۴ھ)

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ الامام الحجۃ المفید محدث العراق اور الشافعی تھے۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ایسے ثقہ اور مامون تھے کہ کسی نے ان کی ادنیٰ عیب جوئی نہیں کی۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۹۱)

علامہ خطیبؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور ثبت تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۹۱)

امام ابوالنضرؒ (محمدؒ بن محمدؒ المتوفی ۳۴۴ھ)

وہ الامام الحافظ شیخ الاسلام اور شیخ الشافعیہ تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۱۰۲)

امام ابوالولیدؒ

حسان بن محمدؒ النیسابوریؒ المتوفی ۳۴۹ھ جو الحافظ الفقیہ الشافعی اور احد الاعلام تھے۔ امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ وہ امام اہلِ خراسان تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۱۰۴)

امام ابنِ حبانؒ

(ابوحاتم محمدؒ بن حبان البُستیؒ المتوفی ۳۵۴ھ) امام الجرح والتعدیل جو الحافظ العلام اور العلامہ تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۱۲۵)

علامہ ابوسعید الادریسیؒ فرماتے ہیں کہ:-

وکان من فقہاء الدین وحفاظ الآثار — وہ فقہاء دین اور حفاظ آثار میں تھے۔

امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ وہ علمِ فقہ لغت حدیث اور وعظ کا ظرف تھے اور عقلمند مردوں میں شمار ہوتے تھے۔ محدث بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ بلند مرتبت اور فہیم تھے۔ اور حافظ ابوعمروؒ بن الصلاحؒ نے انہیں طبقات الشافعیہ میں شمار کیا ہے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۱۲۶)

امام سبکیؒ نے بھی ان کو طبقات الشافعیہ میں ذکر کیا ہے اور الحافظ الجلیل الامام اور صاحب التصانیف کے الفاظ سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴۱)

امام اسمٰعیلیؒ

احمدؒ بن ابراہیمؒ ابوبکر الاسماعیلیؒ المتوفی ۳۷۱ھ جو الامام الحافظ الثبت اور شیخ الاسلام تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۱۴۹)

امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ:-

کان الاسمٰعیلی واحد عصرہ وشیخ المحدثین والفقھاء (تذکرہ ج ۳ ص ۱۵ وطبقات سبکی ج ۲ ص ۸۰)	امام اسمٰعیلیؒ یگانۂ زمان اور شیخ المحدثین و الفقہاء تھے۔

علامہ ذہبیؒ ان کو کبیر الشافعیہ بناحیتہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں (تذکرہ ج ۳ ص ۱۴۹) اور امام سُبکی بھی ان کو طبقات الشافعیہ میں لکھتے ہیں۔ (ج ۲ ص ۷۹ و ص ۸۰)

امام الحلیمیؒ (ابوعبداللہ الحسینؒ بن الحسنؒ المتوفی ۴۰۳ھ)

علامہ ذہبیؒ ان کو تذکرۃ الحفاظ میں العلامہ البارع اور رئیس اہل حدیث بما وراء النہر کے القاب سے یاد کرتے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ ان کو ماوراء النہر کے اہل حدیث کا رئیس کہتے ہیں، پھر بھی لکھتے ہیں کہ وہ الشافعی تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۱۹)

امام الشیرازیؒ

ابوعلی الحسنؒ بن احمدؒ (المتوفی ۴۰۵ھ) جو الامام الحافظ الفقیہ ــــ اور حافظِ حدیث تھے امام ابوعمروؒ بن الصلاحؒ ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کرتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۲۶)

المالینیؒ

ابوسعد احمدؒ بن محمدؒ المتوفی ۴۱۲ھ جو الحافظ العالم الزاہد ــــ ثقہ متقن اور صاحب حدیث تھے۔ امام ابن الصلاحؒ نے ان کو بھی طبقات الشافعیہ میں ذکر کیا ہے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۵۷)

البرقانیؒ

ابوبکر احمدؒ بن محمدؒ المتوفی ۴۲۵ھ جو الامام الحافظ شیخ الفقہاء والمحدثین تھے۔ حافظ ذہبیؒ ان کو الشافعی لکھتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۵۹)

محمدؒ بن یحییٰ الکرمانی الفقیہؒ فرماتے ہیں کہ:۔

ما رأیت فی اصحاب الحدیث اکثر عبادۃ من البرقانیؒ۔	کہ میں نے اصحاب حدیث میں برقانیؒ سے بڑھ کر کوئی عابد نہیں دیکھا۔

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے زیادہ اثبت کوئی اور شیخ نہیں دیکھا ــ ابوالولید الباجیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور حافظ تھے اور شیخ ابواسحاقؒ ان کو طبقات شافعیہ میں لکھتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۶۰)

الخطابیؒ

ابوسلیمان احمدؒ بن محمدؒ المتوفی ۳۸۸ھ جو المفید الامام العلامہ المحدث ــ الرحال، ثقہ، متقن اور علم کا ظرف تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۲۰۹)

امام نوویؒ ان کو الفقیہ الادیب الشافعی اور المحقق لکھتے ہیں۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵)

اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ لکھتے ہیں کہ (امام نوویؒ و محی السنۃ البغویؒ و ابوسلیمان الخطابی از جملہ علماء شافعیہ خلی معتمد علیہ و سخن ایشان متین و مضبوط واقع است اھ (عجالۂ نافعہ ص ۲۱)

خطیب بغدادیؒ

ابوبکر احمدؒ بن علیؒ (المتوفی ۴۶۳ھ) جو الحافظ الکبیر الامام اور محدث الشام والعراق تھے اور علوم حدیث میں گوئے سبقت لے گئے تھے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۳۱۳)

محدث ابن ماکولاؒ کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کی معرفت و حفظ و اتقان اور ضبط میں ہم نے جو قابلِ قدر ہستیاں دیکھی ہیں، ان کی آخری کڑی

ابوبکر خطیبؒ تھے۔ اور امام ابوسعد السمعانی رہ کا بیان ہے کہ ابوبکر خطیبؒ پر حفاظ حدیث ختم ہوئے ہیں۔ علامہ ابواسحاق شیرازی رہ فرماتے ہیں کہ علوم حدیث کا حفظ و اتقان ان پر ختم تھا۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۳۱۴)

باایں ہمہ علامہ ذہبی رہ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان من کبار الشافعیة (تذکرہ ج ۳ ص ۲۱۴) وہ کبار شافعیہ میں سے تھے۔

بغوی رہ

ابومحمد الحسینؒ بن مسعودؒ بن محمدؒ بن الفراءؒ (المتوفی ۵۱۶ھ) جو امام الحافظ المجتہد محی السنۃ اور الشافعی تھے۔ (تذکرہ ۴ ص ۵۳)

امام نووی رہ بھی ان کو الشافعی لکھتے ہیں۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵)

ابن عساکرؒ

ابوالقاسم علیؒ بن الحسنؒ (المتوفی ۵۷۱ھ) جو الامام الحافظ الکبیر محدث الشام فخر الائمہ ثقۃ الدین اور الشافعی تھے (تذکرہ ج ۴ ص ۱۱۸)

مولانا مبارکپوری صاحب رہ ان کو من اعیان الفقہاء الشافعیة اھ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں (مقدمہ تحفہ ص ۳۸)۔

امام ابن النجار رہ کا بیان ہے کہ ابن عساکر رہ اپنے وقت میں امام المحدثین تھے۔ حفظ و اتقان کی ریاست انہی پر ختم تھی۔ (تذکرہ ۴ ص ۱۲۳)

الزیدی رہ

ابوالحسن علیؒ بن احمد رہ المتوفی ۵۷۵ھ جو الامام الحافظ العابد۔ الشافعی المحدث اوحد الائمۃ الزہاد تھے۔ (تذکرہ ۴ ص ۱۴۹)

الحازمی رہ

ابوبکر محمدؒ بن موسیٰؒ بن عثمان رہ (المتوفی ۵۸۴ھ) جو الامام الحافظ البارع اور النسابۃ (ماہر علم الانساب) تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۵۱) اور بغداد میں پہنچ کر انہوں نے

تفقہ بجانی مذہب الشافعی رحمہ امام شافعی کے مذہب پر فقہ حاصل کی۔

اور وہ حدیث و اسانید اور رجال میں احفظ الناس تھے۔ ابن النجار کا بیان ہے کہ وہ حدیث و معانی اور رجال میں من الائمۃ الحفاظ العالمین تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۵۲)

علامہ سبکی رحمہ نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے۔ (طبقات ج ۴ ص ۱۸۹)

ابو نزار الحضرمی رحمہ

ربیعہ بن الحسن بن علی رحمہ (المتوفی ۶۰۹ھ) جو الحافظ المحدث الرحال۔ اور الشافعی تھے (تذکرہ ج ۴ ص ۱۷۹)

ابن الانماطی رحمہ

ابو طاہر اسمٰعیل بن عبد اللہ رحمہ (المتوفی ۶۱۹ھ) جو الحافظ البارع مفید الشام اور الشافعی تھے، (تذکرہ ۴ ص ۱۸۹) عمر بن الحاجب کا بیان ہے کہ وہ امام ثقہ، حافظ اور مبرز تھے۔ (ایضاً ج ۴ ص ۱۹۰)

الدبیثی رحمہ

ابو عبد اللہ محمد بن ابی المعالی رحمہ المتوفی ۶۳۷ھ جو الامام الحافظ الثقۃ المقری مؤرخ العراق۔ اور الشافعی تھے۔ (تذکرہ ۴ ص ۱۹۹) انہوں نے علم حدیث کا خاص اہتمام کیا اور عالی اور نازل سب حدیثیں انہوں نے لکھیں۔ (ایضاً ج ۴ ص ۲۰۰)

ابن الصلاح رحمہ

تقی الدین ابو عمرو عثمان رحمہ (المتوفی ۶۴۳ھ) جو الامام الحافظ المفتی شیخ الاسلام ـــــ اور الشافعی تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۱۴) علامہ سبکی رحمہ ان کو طبقات الشافعیۃ میں ذکر کرتے ہوئے ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

وکان اماماً کبیراً فقیھاً محدثاً زاھداً ورعاً مفیداً معلماً (ج ۵ ص ۱۳۷)

وہ امام، کبیر الشان، فقیہ، محدث، زاہد، متورع مفید اور معلم تھے۔

امام ابن خلکان رحمہ لکھتے ہیں کہ:-

کان احد فضلاء عصرہٖ فی التفسیر والحدیث والفقہ۔ (ایضاً)

وہ اپنے زمانہ میں تفسیر و حدیث اور فقہ کے فضلاء کی ایک کڑی تھے۔

یہ اس قدر زاہد و متقی تھے کہ خود ان کا بیان ہے کہ:-

قال ما فعلت صغيرة فی عمری قط وهذا فضل من الله علیه عظیم۔ (ایضاً)
میں نے زندگی بھر کسی صغیرہ گناہ کا ارتکاب بھی نہیں کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر کتنا بڑا احسان ہے۔

مولانا مبارکپوری صاحبؒ بھی اُن کے شافعی ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ (مقدمہ تحفہ ص۱۰۵)

ابو شامہؒ

شہاب الدین ابو القاسم عبد الرحمٰنؒ بن اسمعیل المقدسی الدمشقیؒ (المتوفی ۶۶۵ھ) جو الحافظ العلامۃ المجتہد ــــ اور الشافعی تھے۔ اور اپنے وقت میں دار الحدیث الاشرفیۃ کے شیخ الحدیث تھے۔ (تذکرہ ج۴ ص۲۴۳)

النابلسیؒ

شرف الدین ابو المظفر یوسفؒ بن الحسنؒ (المتوفی ۶۶۱ھ) جو الامام الحافظ الادیب معید العلمیہ اور الشافعی تھے۔ (تذکرہ ج۴ ص۲۴۴)
اور نیز علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ، حافظ، متیقظ، حسن المذاکرۃ، مشہور بالحدیث، حسن الدیانۃ اور پسندیدہ اخلاق کے مالک اور دار الحدیث النوریۃ کے شیخ الحدیث تھے۔ (تذکرہ ج۴ ص۲۴۵)

ابن العمادیۃؒ

ابو المظفر منصورؒ بن سلیمؒ (المتوفی ۶۷۳ھ) جو الامام الحافظ اور الشافعی تھے۔ (تذکرہ ج۴ ص۲۴۸)
اور فنونِ حدیث و رجال اور فقہ میں ماہر، اور دیانت و ثقاہت سے موصوف تھے۔ (ایضاً)

نوویؒ

محی الدین ابو زکریا یحییٰؒ بن شرفؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) جو الامام الحافظ الاوحد القدوۃ شیخ الاسلام علم الاولیاء اور الشافعی تھے۔ (تذکرہ ج۴ ص۲۵۰) اور لکھا ہے کہ وہ حدیث اور اس کے فنون و رجال اور صحیح و سقیم کے حافظ تھے۔ (تذکرہ ج۴ ص۲۵۲)۔ شرح مسلم، شرح مہذب، تہذیب الاسماء واللغات اور کتاب الاذکار ریاض الصالحین وغیرہ کتابیں ان کی جلالتِ شان اور علمی کمال کا واضح ثبوت ہیں۔
علامہ سبکیؒ نے طبقات الشافعیۃ (ج۵ ص۱۶۶) میں ان کا طویل ترجمہ نقل کیا ہے اور شیخ الاسلام استاذ المتأخرین، حجۃ اللہ علی اللاحقین اور الداعی الی سبیل السالفین کے پیارے

الفاظ سے ان کو یاد کیا ہے۔

مولانا مبارکپوری نے بھی اُن کے شافعی ہونے کی تصریح کی ہے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۱۲۷)

المحب

ابو العباس احمد بن عبد اللہ (المتوفی ۶۷۴ھ) جو الامام المحدث المفتی فقیہ الحرم اور الشافعی تھے اور علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ:-

وکان شیخ الشافعیۃ ومحدث الحجاز (تذکرہ ج۴ ص۲۵۵) وہ شیخ الشافعیۃ اور محدثِ حجاز تھے۔

ابیوردی

ابو الفتح محمد بن احمد الصوفی (المتوفی ۵۶۷ھ) جو الامام المحدث الحافظ المفید۔ اور الشافعی تھے (تذکرہ ج۴ ص۲۵۶)

سمعانی

ابو سعد عبد الکریم بن احمد (المتوفی ۵۶۳ھ) جو الحافظ البارع العلامہ تاج الاسلام اور المجتہد تھے۔ نیز وہ ثقہ حافظ اور حجت تھے (تذکرہ ج۴ ص۱۰۱)

مولانا مبارکپوری صاحب ان کو الامام۔ الشافعی۔ اور الحافظ لکھتے ہیں۔ (مقدمہ تحفہ ص۴۶)

مولانا لکھنوی بھی ان کو الشافعی لکھتے ہیں۔ (التعلیقات السنیۃ ص۶ طبع مصر)

دمیاطی

شرف الدین ابو محمد عبد المؤمن (المتوفی ۷۰۵ھ) جو الامام العلامۃ الحافظ الحجۃ الفقیہ اور الشافعی تھے امام ابو الحجاج الحافظ فرماتے ہیں کہ میں نے فنِ حدیث کا دمیاطی سے بڑا حافظ کوئی نہیں دیکھا۔ (تذکرہ ج۴ ص۲۵۸، ۲۵۹)

کہاں تک شمار کیا جائے۔ بہت سے اکابر محدثین شافعی المسلک تھے۔ علامہ ولی الدین تبریزی المتوفی بعد ۷۴۰ھ، صاحب مشکوٰۃ علامہ ابو بکر نور الدین ہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ، صاحب مجمع الزوائد امام عبد العظیم منذری المتوفی ۶۵۶ھ، مؤلف الترغیب والترہیب امام ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ، صاحب فتح الباری وبلوغ المرام وغیرہ، اور امام شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ اور حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ صاحب التفسیر والبدایۃ والنہایۃ

اور امام جلال الدین السیوطی رہ المتوفی ۹۱۱ھ وغیرہ وغیرہ بہت سے اکابر محدثین شافعی المذہب تھے۔

محدثینِ حنابلہ ؒ

فن حدیث اور روایت کی جس انداز میں فقہی موشگافیوں سے کافی حد تک دُور رہ کر حنبلیوں نے خدمت کی ہے اور جس طرح پابندیٔ سُنّت کا بڑی سادگی کے ساتھ ان میں جذبہ موجود رہا ہے وہ واقعی ان اکابر کا حصّہ ہے۔ بڑے بڑے جبال علم وعمل داعی إلی السنّة ہونے کے ساتھ ساتھ فقہی مسلک میں امام اہلِ سنت و مقتدائے ملّت احمدؒ بن حنبل رہ کی رائے کے پابند رہے ہیں اور اپنے کو حنبلی کہتے اور سمجھتے رہے ہیں اور دوسروں نے بھی ان کو الحنبلی ہی کہا ہے۔ اس طبقہ کے حضرات بھی بہت زیادہ ہیں۔ طبقاتِ حنابلہ قاضی ابو یعلیٰؒ وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ ہم نہایت اختصار کے ساتھ صرف چیدہ چیدہ حضرات کا ذکر کرتے ہیں اور ایک منصف مزاج آدمی کے لیے اس میں روشنی کی کافی جھلک نظر آسکتی ہے بشرطیکہ وہ دل کی آنکھیں بند نہ کرلے۔

الخلال ؒ

ابوبکر احمدؒ بن محمد رہ المتوفی ۳۱۱ھ جو الفقیہ العلّامۃ المحدّث اور الحنبلی تھے۔ انہوں نے ہی حضرت امام احمدؒ بن حنبل رہ کے علم کو جمع و مرتب کیا اور اسی واسطے ان کو مؤلّفِ علم احمدؒ بن حنبلؒ کا لقب دیا گیا ہے۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۷)

الاثرم ؒ

جو الحافظ الکبیر العلامۃ اور صاحب الامام احمد تھے۔ علامہ ذہبیؒ ان کو من اجود الحفّاظ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ابوبکر الخلالؒ ان کو جلیل القدر حافظ کہتے ہیں اور ابراہیم اصبہانی رہ فرماتے ہیں کہ اثرم رہ ابوزرعۃ رازی رہ سے زیادہ بڑے حافظ اور اتقن تھے (تذکرہ ج ۲ ص ۱۳۵) انہوں نے علل الحدیث میں ایک کتاب لکھی ہے۔

اور علامہ خطیب رہ لکھتے ہیں کہ وہ حفّاظ اور اذکیاء میں شمار ہوتے تھے اور یہ ایسے کٹر قسم کے حنبلی تھے جو خود فرماتے ہیں کہ میں نے صرف ایک مسئلہ میں امام احمدؒ بن حنبل رہ سے اختلاف

کیاہے اور بس۔ (تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۰۹ تا ص ۱۱۱ ملتقطا)

حمدان رحمہ اللہ

ابوجعفر محمد بن علی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۲۷ھ) جو الحافظ اور المتقن تھے۔ علامہ خطیب فرماتے ہیں کہ وہ فاضل، حافظ، عارف اور ثقہ تھے۔ اور ابن شاہین رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ

کان من نبلاء اصحاب احمد (تذکرہ ج ۲ ص ۱۵۲) امام احمد رحمہ اللہ کے بلند پایہ اصحاب میں تھے۔

النجاد رحمہ اللہ

ابوبکر احمد بن سلمان الفقیہ الحنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۴۸ھ)۔ علامہ خطیب فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ سے پہلے اور بعد ان کے دو حلقے تھے۔ ایک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر افتاء کا اور دوسرا املاء حدیث کے لیے ہوتا تھا۔ اور وہ ان وسیع الروایات حضرات میں شمار ہوتے ہیں جن کی روایتیں بہت کثرت سے پھیلیں اور وہ صدوق اور عارف تھے جنہوں نے مسند جمع کیا اور سنن میں ایک بہت بڑی کتاب تصنیف کی۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ:۔

وھو کیحیی بن صاعد فی کثرۃ الحدیث (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۱۹۰) اور وہ کثرت حدیث میں یحییٰ بن صاعد کی طرح ہیں۔

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کو الفقیہ الحنبلی اور المشہور کے اوصاف سے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

وکان رأساً فی الفقہ رأساً فی الروایۃ (لسان المیزان ج ۱ ص ۱۸۰) وہ چوٹی کے فقیہ اور چوٹی کے محدث تھے۔

ابن ناصر رحمہ اللہ

محمد بن ناصر رحمہ اللہ (المتوفی ۵۵۰ھ) جو الحافظ الامام اور محدث العراق تھے (تذکرہ ج ۴ ص ۸۱) محدث ابن النجار فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، ثبت، حسن الطریقۃ، متدین اور فقیہ تھے۔ (ایضاً)

حافظ السلفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ پہلے شافعی اور اشعری تھے۔

ثم انتقل الی مذھب احمد فی الاصول والفروع ومات علیہ۔ پھر وہ اصول و فروع میں امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں منتقل ہو گئے اور اسی پر ان کی وفات ہوئی۔

اور وہ عمدہ حفظ اور اچھی معرفت کے مالک، اثبت اور امام تھے۔

شیخ الاسلام حافظ ابوموسیٰ مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

ھو مقدم اصحاب الحدیث فی وقتہ ببغداد وہ اپنے وقت کے اندر بغداد میں اصحاب الحدیث

کے سردار تھے۔ (ایضاً ج ۴ صہ ۸۳)

فقیہ ابوبکرؒ بن الحضرمی رہ کا بیان ہے کہ میں نے ابنِ ناصر رہ کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور میں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ انھوں نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ :-

قد غفرت لعشرۃ من اصحاب الحدیث فی زمانک لانک رئیسھم (ایضاً صہ ۸۴) — میں نے تیرے زمانہ کے دس اصحاب الحدیث کی مغفرت کر دی ہے کیونکہ تو ان کا رئیس ہے۔

غور کیجئے کہ اصول و فروع میں حضرت امام احمدؒ بن حنبل رہ کی رائے کی پیروی اور تقلید کرتے ہیں اور پھر بھی وہ شخصی رائے کے پابند ہو کر مقدم اصحاب الحدیث قرار پاتے ہیں۔ اور ان کے طفیل سے دس اور حضرات کی مغفرت بھی ہوتی ہے۔

ابن الجوزی رہ

عبدالرحمٰنؒ بن ابی الحسن علی بن محمد رہ (المتوفی ۵۹۷ھ) جو الامام، العلامۃ، الحافظ، عالم العراق، واعظ الآفاق المفسر اور الحنبلی تھے۔ (تذکرہ ج ۴ صہ ۱۳۱)

امام موفق عبداللطیف رہ فرماتے ہیں کہ ان کی مجلسِ وعظ میں بسا اوقات ایک لاکھ سے زیادہ کا مجمع ہوتا تھا اور وہ تفسیر میں بلند رتبہ علماء میں تھے۔

وفی الحدیث من الحفاظ (ایضاً ۴ صہ ۱۳۸) — اور وہ حفاظِ حدیث میں سے تھے۔

المقدسی رہ

عبدالغنی رہ بن عبدالواحد رہ (المتوفی ۶۰۰ھ) جو الحافظ الامام محدث الاسلام اور الحنبلی تھے (تذکرہ ج ۴ صہ ۱۶۰)

محدث ابن النجار رہ کا بیان ہے کہ انھوں نے بہت سی حدیثیں بیان کیں اور علمِ حدیث میں عمدہ قسم کی تصانیف لکھی ہیں اور وہ کثیر الحفظ اور اہلِ اتقان میں سے تھے اور کثیر العبادۃ، متورع اور سلف کے طریقہ پر سنت کے عامل تھے۔ (تذکرہ ج ۴ صہ ۱۶۱)

علامہ ذہبی رہ لکھتے ہیں کہ وہ امیر المومنین فی الحدیث تھے۔ (ج ۴ صہ ۱۶۲)

ابن الحصری رح

برہان الدین ابو الفتوح نصرؒ بن ابی الفرج رح (المتوفی سنہ ۶۱۹ھ)۔ علامہ ذہبی رح طبقات الحفاظ میں انہیں الامام الحافظ شیخ القراء — اور الحنبلی لکھتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۶۹)

محدث ابن النجار رح ان کو حافظ حجت، بلند مرتبہ، من اعلام الدین، جم العلم، کثیر المحفوظ اور کثیر التعبد کے اوصاف سے ذکر کرتے ہیں۔ حافظ ابنِ نقطہ رح انہیں حافظ، ثقہ، مکثر اور متقن کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ (ایضاً ج ۴ ص ۱۷۰)

ابنِ شیخ عبد القادر جیلانی رح

ابو بکر عبد الرزاقؒ (المتوفی سنہ ۶۰۳ھ)۔ یہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رح کے فرزند ارجمند تھے۔ علامہ ذہبیؒ انہیں الامام المحدث الحافظ الزاہد اور محدثِ بغداد کے اوصاف سے یاد کرتے ہیں۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۷۲)

امام شہاب الدین ابو اسامہؒ انہیں زاہد عابد ثقہ اور قانع بالیسر کے القاب سے یاد فرماتے ہیں۔ (ایضاً ج ۴ ص ۱۷۳)

ابو محمد الرہاوی رح

عبد القادرؒ بن عبد اللہ رح (المتوفی سنہ ۶۱۲ھ) جو الحافظ الامام — الحنبلی اور محدث الجزیرہ تھے (تذکرہ ج ۴ ص ۱۷۴)۔ حافظ ابنِ نُقطہؒ فرماتے ہیں کہ وہ عالم، ثقہ، مامون اور صالح تھے اور محدث یوسف رح بن خلیل رح کا بیان ہے کہ وہ حافظ، ثبت، کثیر السماع، کثیر التصنیف تھے اور فرماتے ہیں کہ ختم بہ علم الحدیث ان پر علم حدیث ختم ہو گیا تھا۔

علامہ ابو محمد المنذریؒ فرماتے ہیں کہ وہ حافظ اور ثقہ تھے۔ (ایضاً ص ۱۷۵)

عز الدین ابو الفتح رح

محمد رح بن عبد الغنی المقدسی الصالحی رح (المتوفی سنہ ۶۱۳ھ) جو الامام المحدث المفید الحافظ اور الحنبلی تھے (تذکرہ ج ۴ ص ۱۸۶)۔ ابن النجار رح فرماتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے امام اور حدیث کے متن و سند کے حافظ تھے اور وہ ثقہ، دیانت دار امین اور صاحب مروت تھے۔ حافظ ضیاء المقدسیؒ فرماتے ہیں کہ وہ فقیہ حافظ اور صاحب فنون تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۸۷)

الضیاء

ابوعبداللہ ضیاء الدین محمدؒ بن عبدالواحد رہ (المتوفی ۶۴۳ھ) جو الامام العالم الحافظ الحجۃ محدث الشام شیخ السنۃ اور الحنبلی تھے (تذکرہ ج ۴ ص ۱۴۰)
امام الزکی البرزالی رہ انہیں ثقہ، جبل، حافظ اور دیندار کہتے ہیں۔ ابن النجار رہ فرماتے ہیں کہ وہ حافظ، متقن، حجت، عالم بالرجال، متورع اور متقی تھے۔ (ایضاً ۴ ص ۱۹۱)

ابوموسیٰ الفقیہؒ

جمال الدین عبداللہ الصالحی رہ (المتوفی ۶۲۹ھ) جو الحافظ الفقیہ اور الحلیلی تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۹۳)
حافظ ضیاءؒ فرماتے ہیں کہ وہ فقہ و حدیث میں مشغول رہے حتیٰ کہ صار علما فی وقتہ (اپنے وقت کے عَلَم بن گئے۔) الیضاً ص ۱۹۴)

ابن نقطۃؒ

معین الدین ابوبکر محمدؒ بن عبدالغنی رہ (المتوفی ۶۲۹ھ) جو الحافظ الامام المتقن المحدث بالعراق اور الحنبلی تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۹۷) حافظ ضیا رہ کا بیان ہے کہ وہ حافظ دیندار ثقہ صاحب مروت وکرم تھے۔ برزالیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، دیندار اور مفید تھے۔ علامہ ذہبی رہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابونصرؒ ابن ماکولا رہ کی کمال پر جو کتاب المستدرک لکھی ہے وہ ان کی امامت اور حفظ پر دلالت کرتی ہے اور وہ متقن اور محقق تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۱۹۸)

الصریفینی رہ

تقی الدین ابواسحاق ابراہیمؒ بن محمد رہ (المتوفی ۶۴۱ھ) جو الحافظ المتقن العالم اور الحنبلی تھے۔ حافظ منذری رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ حافظ اور صالح تھے۔ حافظ عزالدین ابن الحاجبؒ کا بیان ہے کہ وہ امام، ثبت، صدوق، واسع الروایۃ، سخی النفس، صاحب فقہ و ورع تھے۔ پہلے وہ منبج کے شیخ الحدیث تھے۔ پھر وہ شدادیہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ حافظ ضیاؒ فرماتے ہیں کہ وہ امام، حافظ، ثقہ، حسن الصحبۃ تھے اور ان کو فقہ کی عمدہ معرفت حاصل تھی۔
(تذکرہ ج ۴ ص ۲۱۸)

الیونینی رحمہ اللہ

تقی الدین ابو عبداللہ محمد رحمہ اللہ بن ابی الحسین رحمہ اللہ (المتوفی ۶۵۸ھ) جو الشیخ الفقیہ، الحافظ، الامام، القدوۃ اور الحنبلی تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۲۳)۔ علامہ ذہبی رہ حافظ عمر رحمہ اللہ بن الحاجب رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فقہ و حدیث میں مصروف ہوئے حتیٰ کہ صار إماماً حافظاً (امام اور حافظ ہو گئے)۔ انہوں نے چار ماہ میں الجمع بین الصحیحین للحمیدی رحمہ اللہ اور صحیح مسلم زبانی یاد کی تھی اور مسند احمد رحمہ اللہ بن حنبل رحمہ اللہ کا اکثر حصہ وہ لوگ زبان فر فر سنا دیتے تھے اور ایک ایک مجلس میں ستر سے زیادہ حدیثیں وہ یاد کر لیتے تھے۔ سورۃ انعام انہوں نے صرف ایک دن میں اور مقامات حریری کے تین مقامے صرف ایک دن کے کچھ حصہ میں زبانی یاد کر لئے تھے۔ (تذکرہ ج ص ۲۲۴)

البعلبکی رہ

شمس الدین ابو عبداللہ محمد رحمہ اللہ بن ابی الفتح رہ (المتوفی ۷۰۹ھ)۔ الشیخ الامام الفقیہ المحدث النحوی اور بقیۃ السلف اور الحنبلی تھے اور یہ علامہ ذہبی رہ کے رفیق الدرس تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۸۳)

السقراوی رہ

نجم الدین موسیٰ رحمہ اللہ بن ابراہیم رہ (المتوفی ۷۰۲ھ) جو القطب البارع المحدث الادیب اور الحنبلی الشہیر تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۸۷)۔ یہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے استاد تھے۔

محب الدین المقدسی رہ

عبداللہ رحمہ اللہ بن احمد رہ (المتوفی ۷۳۰ھ) جو الامام المحدث الصادق۔ مفید الجماعۃ اور الحنبلی تھے، اور یہ بھی علامہ ذہبی رہ کے اُستاذ تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۸۸)

الفخر البعلبکی رہ

فخر الدین عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بن محمد الحنبلی رہ (المتوفی ۷۳۲ھ) جو المحدث المفتی اور الفاضل اور علامہ ذہبی رہ کے استاد تھے۔ (تذکرہ ج ۴ ص ۲۸۹)

ابو اسماعیل الہروی ؒ

عبداللہ بن محمد (المتوفی ۴۸۱ھ) جو شیخ الاسلام الحافظ الامام اور الزاہد تھے (تذکرہ ج ۳ ص ۳۵۴) پرحضرت بھی کٹر قسم کے حنبلی تھے اور منبر پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

انا حنبلی ما حییت وان امت — فوصیتی للناس ان یتحنبلوا (تذکرہ ج ۳ ص ۳۵۶)

میں جب تک زندہ رہا تو حنبلی ہی رہوں گا اور اگر میں مرگیا — تو لوگوں کو میری وصیت ہے کہ حنبلی ہو جائیں

اور ایک سائل کے جواب میں جس نے حنبلی مذہب کو بدعت سے تعبیر کیا تھا، یوں ارشاد فرمایا کہ:

فکل من لم یکن حنبلیا فلیس بمسلم (تذکرہ ج ۳ ص ۳۵۷) — جو حنبلی نہیں وہ (کامل) مسلمان ہی نہیں

چونکہ حنابلہؒ اور شوافع ؒ وغیرہ میں صفات خداوندی کی تشریح و تفسیر کے بارے میں اختلاف رہا ہے، اور باہم کافی کشیدگی بھی رہتی رہی ہے اور ایک دوسرے کے خلاف مناظرہ وغیرہ کی نوبت بھی پہنچتی رہی ہے اور شیخ الاسلام الھروی ؒ اپنے مسلک میں بڑے کٹر اور مخالفین کے لیے شمشیر براں تھے۔ یہ الفاظ ان کے اسی کمال غلو کے آئینہ دار ہیں علامہ ذہبی ؒ باوجود فقہی مسائل میں شافعی المذہب ہونے کے صفات و عقائد کے بارے میں کٹر حنبلی تھے اور کتاب العلو اس کا زندہ ثبوت ہے۔ اسی کشیدگی کا تذکرہ کرتے ہوتے نواب صدیق حسن خان صاحب ؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ "گویم در ثمرات النظر گفتہ صلاح علائی ؒ و ابن السبکی ؒ ہر دو امام کبیر مذہب شافعی اند و ذہبیؒ امام کبیر الشان مذہب حنبلی است و میان ایں ہر دو طائفہ در بارۂ عقائد در صفات و جز آں تنافر کلی است اھ (ہدایۃ السائل ص ۵۱۴ طبع بھوپال)۔

علامہ ذہبی ؒ کے شافعی المذہب اور حنبلی المعتقد ہونے کی تصریح علامہ طاش کبری زادہ ؒ (المتوفی ۹۶۲ھ) نے مفتاح السعادت (ج ۲ ص ۲۱۷) میں اور مولانا عبدالحی لکھنوی ؒ المتوفی ۱۳۰۴ھ نے التعلیقات السنیۃ (ص ۱۲) میں کی ہے۔ علامہ سبکی ؒ نے حافظ ذہبی ؒ کو طبقات شافعیہ میں شمار کرتے ہوئے ان کا طویل ترجمہ ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ج ۵ ص ۲۱۶ تا ص ۲۲۶ طبع مصر)

محترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث مغربی پاکستان کی یہ کھلی غلطی ہے کہ وہ تاریخی غلطی کا شکار ہو کر چند دیگر علماء کی طرح علامہ ذہبی ؒ کو بھی غیر مقلد کہہ رہے ہیں۔ (ملاحظہ

(الاعتصام ص۶ کالم (۱) ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ

تقی الدین ابو العباس احمدؒ بن عبد الحلیمؒ (المتوفی ۷۲۸ھ) جو الشیخ الامام العلامۃ الحافظ الناقد المفسر المجتہد البارع شیخ الاسلام، علم الزہاد اور نادرۃ العصر تھے (تذکرہ ج۴ ص۲۷۸)

بعض دیگر غیر مقلدین حضرات کی طرح مولانا محمد اسماعیل صاحب نے بھی (اسی سابق مضمون میں) یہ غلطی کی ہے کہ موصوف کو غیر مقلد بتایا ہے جو بالکل غلط ہے۔ کیونکہ حافظ ابنِ تیمیہؒ حنبلی تھے۔ چنانچہ خود شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے باقی مذاہب پر ترجیح کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

(ومن کان خبیرًا باصول احمدؒ ونصوصہ عرف الراجح فی مذھبہ فی عامۃ المسائل وان کان لہ بصر بالادلۃ الشرعیۃ عرف الراجح فی الشرع و احمدؒ کان اعلم من غیرہ بالکتاب والسنۃ و اقوال الصحابۃؓ والتابعینؒ اھ

(فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج۲ ص۱۹۹ طبع مصر)

اور جو شخص امام احمدؒ کے اصول و نصوص سے واقف ہو عام مسائل میں ان کے راجح مذہب کو معلوم کر سکتا ہے اور اگر اس کو شرعی دلائل کی بصیرت حاصل ہو تو شریعت میں راجح قول کو جان سکتا ہے۔ امام احمدؒ دوسروں سے زیادہ کتاب و سنّت اور اقوال صحابہؓ و تابعینؒ کے عالم تھے۔

افضل العلماء مولانا محمد یوسف صاحب کوکن عمری ایم اے اپنی مایۂ ناز کتاب امام ابن تیمیہؒ میں ان کے فقہی مسلک کے بارے میں کافی طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں کہ " کیونکہ امام موصوفؒ زیادہ تر امام احمدؒ بن حنبلؒ کے مذہب کے پابند تھے اور اسی کو کتاب و سنّت سے زیادہ قریب سمجھتے تھے۔" (ص۱۹۹)

اور نواب صدیق حسن خانؒ ان کو شیخ الحنابلہ لکھتے ہیں۔ (الجنّۃ فی اُسوۃ الحسنہ بالسنّۃ ص۳۸ طبع بھوپال)

اور حضرت امام احمدؒ بن حنبلؒ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ :۔

" وچنداں مجتہدین کو در طریقہ۔ او برخاستند در ہیچ مذہب معلوم نیست واگر ہیچ کسی

بناشد مگر ابنِ تیمیہؒ و ابنِ قیم رہ از برائے موازنہ با تمام علماء زمان و اہل سلوک جہاں کفایت است خصوصاً وجود شیخ عبدالقادر جیلانی رہ در طبقۂ او واللہ اعلم ۔"

(تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار ص۹۴)

بلاشک امام ابنِ تیمیہ رہ اور حافظ ابن القیم رہ اپنے وقت اور زمانہ کے محقق عالم اور خادمِ دین تھے اور سیّدنا شیخ عبدالقادرؒ کامل ولی اور بزرگ تھے مگر یہ نظریہ کہ وہ تمام جہان کے اہل سلوک پر فائق تھے کیا متقدمین اور کیا متاخرین، تو یہ نری عقیدت ہی نہیں بلکہ غلو فی العقیدت بھی ہے۔ کچھ بھی ہو اتنی بات تو بالکل واضح ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، حافظ ابنِ قیم رہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رہ بقول نواب صاحبؒ طبقاتِ حنابلہ میں شمار ہوتے ہیں اور امام احمدؒ بن حنبل رہ کے مقلّد ہیں، ان کو غیر مقلّد سمجھنا تاریخی غلطی ہے۔ ہاں مگر یہ بات پیش نظر رہے کہ وسعتِ علمی اور دلائل اور براہین کے موازنہ کے ساتھ بہت سے مسائل میں وہ اجتہاد بھی کرتے رہے اور وہ نرے لکیر کے فقیر ہی نہ تھے جیسا کہ اکثر محققین مذاہب اربعہ کا یہی حال رہا ہے کہ پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے اکابر حنبلی المذہب تھے مثلاً امام موفق الدینؒ ابنِ قدامہ رہ المتوفی ۶۲۰ھ، علامہ شمس الدینؒ بن قدامہ رہ المتوفی ۶۸۲ھ، حافظ ابوالبرکات رہ ابنِ تیمیہؒ المتوفی ۶۵۲ھ، حافظ عبدالرحمٰنؒ ابن رجب رہ المتوفی ۷۹۵ھ، حافظ ابو عبداللہ محمدؒ بن احمد رہ بن عبدالہادی رہ المتوفی ۷۴۴ھ وغیرہ وغیرہ رہ۔ مگر ہم خوفِ طوالت سے ان تمام کے تراجم قلم انداز کرتے ہیں اور ہر طالب حق کے لیے یہ پیش کردہ اقتباسات بالکل کافی ہیں۔

بعض دیگر ائمہ کرام ؒ کے مقلّدین

جس طرح بقدر ہمت و وسعت حضرات ائمہ اربعہ رہ کے مقلّدین نے علم حدیث اور فن روایت کی خدمت کی ہے اسی طرح دیگر ائمہ کرام رہ کے متبعین اور مقلّدین نے بھی علم حدیث کی خدمت کی ہے اور جس طرح حضرات ائمہ اربعہ رہ کے پیروکار المحدث، الحافظ، اہل حدیث اور اصحاب الحدیث وغیرہ کے القاب سے موصوف رہے ہیں دیگر ائمہ کے مقلّدین بھی ان صفات کے حامل رہے ہیں۔

د۔ علیؒ بن احمدؒ

جو الامام الفقیہ اور محدّث بغداد تھے۔ امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابن خزیمہؒ (جو الحافظ الکبیر، امام الائمۃ اور شیخ الاسلام تھے، تذکرہ ج ۲ ص ۲۵۹ المتوفی ۳۱۱ھ) سے کتب اور مصنفات حاصل کیں اور

وکان یفتی بمذھبہ وکان شیخ اھل الحدیث — وہ امام ابن خزیمہؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے
ولہ صدقات جاریۃ علی اھل الحدیث بمکۃ — اور اہلِ حدیث کے شیخ تھے اور انہوں نے مکہ مکرمہ اور سجستان
والعراق وسجستان — کے اہلِ حدیث کے لیے کئی صدقات جاریہ چھوڑے ہیں۔

ان کی وفات ۳۵۱ھ میں ہوئی تھی۔ (تذکرہ ج ۳ ص ۹۲)

امام موصوفؒ امام الائمۃ ابنِ خزیمہؒ کے مقلد اور اُن کی رائے کے پابند ہوتے ہوئے بھی شیخ اہل الحدیث اور محدّثِ بغداد تھے۔

النہروانیؒ

قاضی ابوالفرج المعانیؒ بن زکریا النہروانی الجریری المعروف بابنِ طرارؒ المتوفی ۳۹۰ھ۔ علامہ ابوسعد السمعانیؒ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان یذھب الی مذھب محمد بن جریر الطبری — وہ امام محمدؒ بن جریر طبریؒ کے مذہب پر تھے۔

(کتاب الانساب ورق ۳، ۵)

حافظ ذہبیؒ انہیں الحافظ العلامۃ القاضی اور ذوالفنون کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ:۔

وکان علی مذھب محمد بن جریر الطبری (تذکرہ ج ۳ ص ۲۰۳) — وہ محمدؒ بن جریر طبریؒ کے مذہب پر تھے۔

دحیمؒ

عبدالرحمٰنؒ بن ابراہیمؒ (المتوفی ۲۴۵ھ) جو ثقہ اور ثبت تھے۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ اور امام یحییٰؒ

بن معین رہ وغیرہ ان کے سامنے ایسے بیٹھتے تھے جیسے بچے اور طفل مکتب۔ (بغدادی ج ۱۰ ص۲۶۶)
اور علامہ خطیبؒ لکھتے ہیں کہ:-

وکان ینتحل فی الفقہ مذہب الاوزاعی رہ (بغدادی ج ۱۰ ص۲۶۶) — وہ فقہ میں امام اوزاعی رہ کے مذہب پر تھے۔

علامہ ذہبی رہ انہیں الحافظ الفقیہ الجبیر لکھتے ہیں۔ امام ابوحاتم رہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔ ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ وہ حجت تھے۔ ان کے زمانہ میں دمشق میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ امام نسائی رہ ان کو ثقہ اور مامون کہتے ہیں اور علامہ ذہبی رہ ان کو الاوزاعی المذہب اور محدث الشام کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:-

قال الخطیب کان علی مذہب الاوزاعیؒ (تذکرہ ج۲ ص۵۹) — خطیبؒ کہتے ہیں کہ وہ امام اوزاعیؒ کے مذہب پر تھے۔

السُّفیانی علامہ سمعانی رہ السفیانی کی سُرخی کے نیچے لکھتے ہیں کہ:-

ھذہ النسبۃ لجماعۃ علی مذہب سفیان الثوری وھم عدد کثیر لا یحصون الخ (کتاب الانساب ورق ص۲۹۹) — یہ نسبت ہے اس جماعت کی طرف جو امام سفیان ثوریؒ کے مذہب پر تھی اور وہ ایک بڑی جماعت تھی جو شمار سے باہر ہے۔

محمد بن موسیٰ خطیب بغدادی رہ محمدؒ بن موسیٰ ابوبکر الداودی رہ (المتوفی ۲۸۵ھ) کے ترجمہ میں برقانی رہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:-

وکان فقیہا نبیلاً علی مذہب داؤد بن علی الیٰ ان قال ماکان حالہ یدل الا علی ثقتہ (بغدادی ج۳ ص۲۴۶) — وہ بڑے پایہ کے فقیہ تھے اور داؤدؒ بن علی رہ کے مذہب پر تھے اور ان کا حال ان کی ثقاہت پر دال تھا۔

محمد بن ہارون اور اسی طرح محمد رہ بن ہارون رہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ الفقیہ علیٰ مذہب ابی ثورؒ (بغدادی ج ۳ ص۳۵۹)

الحاصل بہت سے علماء کرام اور فقہائے نیک فرجام ایسے بھی تھے جو حضرات ائمہ اربعہؒ کے علاوہ اور ائمہ دین کی تقلید اور ان کی رائے کی پیروی کرتے تھے مگر معہذا وہ الحافظ المحدث اور اہلحدیث تھے۔ یہ نظریہ تاریخی طور پر قطعاً غلط ہے کہ اہل حدیث کسی کے مقلد نہ ہوتے تھے

اور کسی کی رائے کی پابندی نہ کرتے تھے جیسا کہ اکثر غیر مقلدین حضرات اس مغالطہ میں مبتلا ہیں اور خصوصیت سے محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث مغربی پاکستان۔ جیسا کہ ہم نے پہلے الاعتصام کے حوالہ سے ان کا نظریہ نقل کیا ہے۔

غلطی کا سبب

اکثر غیر مقلدین حضرات جس طرح لفظ اہلحدیث یا اصحاب الحدیث وغیرہ سے غیر مقلد سمجھنے میں ٹھوکر کھاتے ہیں، اسی طرح وہ لفظ المجتہد سے بھی دھوکا کھاتے اور دیتے ہیں کہ جس امام کے ساتھ لفظ المجتہد دیکھتے ہیں فوراً اس کو غیر مقلد سمجھنے اور سمجھانے لگتے ہیں حالانکہ یہ ایک نرا مغالطہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لفظ کبھی مجتہد مطلق پر اطلاق ہوتا ہے اور کبھی مجتہد فی المذہب اور مجتہد منتسب پر۔ مجتہد مطلق جیسے حضرات ائمہ اربعہ رح، امام سفیان ثوری رح اور امام اوزاعی رح وغیرہ وغیرہ، اور مجتہد فی المذہب جیسے امام ابو یوسف رح، امام محمد رح اور اسی قسم کے اور حضرات جو اپنے پیش رو ائمہ کے اصول و ضوابط اور کلیات کی روشنی میں اجتہاد سے کام لیتے رہے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح اور مولانا عبدالحی لکھنوی رح (وغیرہ) نے فقہاء کرام کے مختلف مراتب بیان کئے مثلاً مجتہد مطلق[۱]، مجتہد منتسب[۲]، المجتہد فی المذہب[۳]، اصحاب الوجوہ وغیرہ۔ (ملاحظہ ہو الانصاف ص۵۹ تا ص۶۶ و التعلیقات السنیۃ ص۱۰۴ و ص۱۰۵)

اور حضرت شاہ صاحبؒ، امام البلقینی الشافعی رح المتوفی ۸۰۵ھ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

فانہ امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل من اہل التخریج والترجیح یخالف الراجح فی مذہب الامام الذی ینتسب الیہ وھذا حال کثیر من جہابذۃ اکابر اصحاب الشافعی من المتقدمین والمتاخرین اھ

(الانصاف مع ترجمۂ اردو کشاف ص۶۳)

بلقینی رح امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل تخریج اور ترجیح والوں میں سے ہیں اور میری مراد مطلق منتسب سے وہ شخص ہے جو امام کی طرف منسوب ہو کر بھی اس کے قول مختار کے خلاف اعتبار ترجیح رکھتا ہو اور اصحاب شافعی کیا متقدمین اور کیا متاخرین میں اکثر بڑے بڑے ماہر اور متبحر ایسے ہی گزرے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہوتے ہیں مطلق مجتہد مطلق (جیسے حضرات ائمہ اربعہ رح وغیرہم)، اور دوسرے وہ حضرات ہیں جو مجتہد مطلق منتسب ہوتے ہیں جیسے بہت سے اکابر علماء اور اسی

معنی) میں نواب صاحب رح نے حافظ ابن القیمؒ رح کو ایک مقام میں مجتہد مطلق کہا ہے (ملاحظہ ہو تقصار صدا ۸۱) اور دوسرے مقام میں ان کو طبقات حنابلہ میں شمار کیا ہے۔ (کما مر)

اور قاضی محمدؒ بن علی الشوکانی رح (المتوفی ۱۲۵۵ھ) ابوالبرکاتؒ بن تیمیہ رح کے حالات میں لکھتے ہیں کہ الشیخ الامام علامة عصرہ المجتھد المطلق ابو البرکات شیخ الحنابلۃ اھ (نیل الاوطار ج ۱ ص ۱۲ طبع مصر) کہ وہ المجتہد المطلق بھی تھے اور شیخ الحنابلہ بھی۔ اور مولانا مبارکپوری صاحبؒ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۳۲)۔ اور مجتہد مطلق سے وہی مجتہد مطلق المنتسب مراد ہے، اور ایسے مجتہد مطلق منتسب، مجتہد منتسب اور مجتہد فی المذہب وغیرہ باوجود وسعت علمی اور فروع میں اجتہاد کے اصولی طور پر مقلد اور اپنے پیشرو امام کی رائے کے اصولاً پابند ہی سمجھے جاتے ہیں۔ مولیٰ طاش کبری زادہ رح نے امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کو مجتہدین میں شمار کیا ہے۔ معہذا اس کی تصریح کی ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ رح کے پیروکار تھے۔ اور ہم پہلے باحوالہ درج کر آئے ہیں کہ امام بغوی رح، علامہ ابو شامہ رح اور حافظ اسمٰعیلی رح کے اوصاف میں المجتہد کا لفظ اور وصف بھی درج ہے۔ معہذا وہ الشافعی بھی تھے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ باوجود المجتہد بلکہ المجتہد مطلق ہونے کے شیخ الحنابلہ اور طبقات حنابلہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ابوالبرکاتؒ ابن تیمیہؒ المجتہد المطلق ہوتے ہوئے بھی شیخ الحنابلہ تھے جیسا کہ پہلے باحوالہ گذر چکا ہے۔

حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل الشہید رح لکھتے ہیں کہ:۔

فان کثیرًا من المجتھدین کالصاحبین وزفر رح والطحاوی رح والجصاص رح وغیرھم کانوا من الحنفیۃ مع ان اجتہادھم اظہر من الشمس اھ (تنویر العینین ص ۵۶)	بہت سے مجتہدین مثلاً امام ابو یوسف رح، امام محمد رح، امام زفر رح، امام طحاوی رح اور امام ابوبکر رح جصاص رح وغیرہ حنفی تھے، حالانکہ ان کا اجتہاد اظہر من الشمس ہے۔

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح (المتوفی ۱۲۳۹ھ) حضرت امام طحاوی رح (جن کا متعصب اور متصلب حنفی ہونا پہلے گذر چکا ہے) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:۔

"باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت می کند کہ وے مجتہد منتسب بود و محض مقلد مذہب حنفی نہ بود زیرا کہ دراں مختصر چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ است رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ۔ (بستان المحدثین ص۸۷ طبع مجتبائی دہلی)
اور ایسی ہی عبارات سے غیر مقلدین حضرات کو اکثر یہ مغالطہ لگ جاتا ہے کہ امام طحاوی رہ وغیرہ مقلد نہ تھے۔ اور اس سے بڑھ کر مغالطہ ان کو امام طحاوی رہ کے غیر مقلد ہونے کا ایک اور عبارت سے لگ گیا ہے۔ ایک مرتبہ امام طحاوی رہ اور قاضی ابو عبید بن حربؒ متوفی ۳۱۹ھ میں بحث و مباحثہ جاری ہو گیا۔ امام طحاوی رہ نے ان کو ایک مسئلہ میں جواب دیا تو قاضی موصوف رہ نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رہ کا قول تو یوں نہیں ہے۔ امام طحاوی رہ نے ان کو جواب دیا کہ :۔

أوكل ماقاله ابوحنيفة رہ اقول به ؟ فقال ماظننتك الا مقلدا فقلت له وهل يقلد الا عصبي فقال لى او غبى اه (لسان المیزان ج ۱ ص ۲۸۰)	کیا ہر وہ قول جو امام ابو حنیفہ رہ نے کہا ہے میں وہی کہوں گا ؟ انہوں نے کہا کہ میں تو تجھے مقلد ہی سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا کہ (ایسی) تقلید تو صرف متعصب کیا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا اور یا غبی۔

اس میں أوكل ماقاله ابوحنيفة رہ اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ امام طحاوی رہ کے نزدیک ہر ہر قول میں امام کی تقلید کرنا متعصب یا غبی کا کام ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے وسعتِ علمی اور ذہانت و فطانت عطا فرمائی ہوتی ہے وہ صحیح اور ضعیف قول کو نیز راجح و مرجوح کو اور صواب و خطا کو سمجھ سکتے ہیں، اور اپنی صوابدید کے مطابق امام کے صحیح اور قوی قول کو لے لیتے ہیں اور مرجوح کے خلاف دلائل قائم کرتے ہیں اور باوجود مجتہد فی المذہب یا مجتہد منتسب وغیرہ ہونے کے ایسے حضرات پھر بھی اصولاً مقلد ہی ہوتے ہیں۔

اور ایسا ہی صریح مغالطہ مولانا مبارکپوری صاحبؒ المتوفی ۱۳۵۳ھ) کو امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے متعلق ہوا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ :۔

لم يكونا حنفيين مقلدين للامام ابى حنيفة رہ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۱۴۲)	امام ابو یوسف رہ اور امام محمد رہ دونوں حنفی اور امام ابو حنیفہ رہ کے مقلد نہ تھے۔

اگر یہ دونوں حنفی نہ تھے تو دنیا میں حنفی اور کون تھا؟ مگر چونکہ یہ اکابر اہل اجتہاد سے تھے اور بہت سے مسائل میں انہوں نے اجتہاد سے کام لیا ہے، اور امام ابو حنیفہ رہ کے ساتھ اختلاف رائے کیا ہے اس سے مبارکپوری صاحب رہ وغیرہ کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ حنفی اور امام ابو حنیفہ رہ کے مقلد

نہ تھے۔ اور ایسا اجتہاد پیش آمدہ مسائل میں تا قیامت رہے گا اور بغیر اس کے نئے نئے حوادث و نوازل ہرگز حل نہیں ہو سکتے۔ ہاں مطلق اجتہاد کبریت احمر کے مترادف ہے۔ چنانچہ شاہ اسمٰعیل الشہیدؒ لکھتے ہیں کہ:۔

واما قولهم المجتهد اعز من الکبریت الاحمر فالمراد به المجتهد المطلق (تنویر العینین ص۵۷)

علماء کرامؒ کا یہ ارشاد کہ مجتہد کبریت احمر سے بھی زیادہ کمیاب ہے تو اس سے مراد مجتہد مطلق ہے۔

یعنی وہ جو مجتہد مطلق جو منتسب نہ ہو کبریت احمر ہے باقی مجتہد مطلق منتسب، المجتہد فی المذہب اور اصحاب الوجوہ وغیرہ تو سینکڑوں دنیا میں ہوتے اور پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد تا قیامت باقی رہے گا اور ایسا اجتہاد کسی زمانہ منقطع نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ صاحب حسامیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ وغیرہ متعدد علماء کرامؒ نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

الغرض لفظ المجتہد سے یہ دھوکا ہرگز نہ کھانا چاہیئے کہ وہ غیر مقلد کے ہم پایہ یا اس کا مترادف ہے جیسا کہ ہم ٹھوس تاریخی حوالجات سے یہ لکھ آئے ہیں کہ لفظ اہل حدیث، اصحاب الحدیث، المحدث، الحافظ اور اصحاب الاثر وغیرہ سے غیر مقلد مراد لینا قطعاً باطل اور یقیناً بے بنیاد ہے کیونکہ آپ سابقہ تاریخی حوالوں کے ذریعے یہ پڑھ آئے ہیں کہ بیشتر حضرات اہل حدیث، اصحاب الحدیث، المحدث اور المجتہد ہوتے ہوئے بھی شخصی رائے کے پابند اور مقلد ہی رہے ہیں۔

سلفی

اسی طرح لفظ سلفی سے بھی یہ دھوکا نہیں کھانا چاہیئے کہ شاید یہ لفظ غیر مقلد کے مترادف ہے ہم نے باحوالہ یہ عرض کیا ہے کہ حافظ ابو عمروؒ بن الصلاح الشافعی تھے اور باوجود مقلد ہونے کے وہ سلفی تھے، چنانچہ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان ابن الصلاح سلفیا (تذکرہ ج۴ ص۲۱۵)

ابن الصلاحؒ سلفی تھے۔

بات صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مثلاً وجہ، ید، استویٰ علی العرش وغیرہ کے بارے میں علماء اسلام کے دو گروہ ہیں (۱) ایک متقدمین کا جو ان صفات کو بلا چون و بلا کیف جیسا کہ خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں تسلیم کرتے ہیں۔ اور ایسے نظریات رکھنے والے حضرات باوجود مقلد ہونے کے سلفی کہلاتے ہیں اور دوسرے متاخرین ہیں جو باطل فرقوں کی بے جا اور باطل تاویلات

کے سدّباب کے لیے ید سے قدرت، وجہ سے ذات اور استویٰ اعلی العرش سے حکمرانی وغیرہ مراد لیتے ہیں اور یوں ایک قسم کی مناسب تاویل کرکے ان صفات کا محمل بیان کرتے ہیں (ملاحظہ ہو شرح مواقف وشرح عقائد وغیرہ) اس لیے اگر غیر مقلدین حضرات کو لفظ سلفی سے غلط فہمی ہو تو وہ بھی رفع ہو جانی چاہیئے۔

غیر مقلدین حضرات اپنے دعوے کو سمجھیں

ہاں غیر مقلدین حضرات کو ایسے ٹھوس اور صریح حوالجات درکار ہیں جن میں مجتہد کے بعد لا یقلد احداً کے الفاظ ہوں مثلاً امام داؤدؒ بن علی الظاہری رحمہ (المتوفی ۲۷۰ھ)، علامہ ابن حزم الظاہری رحمہ (المتوفی ۴۵۶ھ) یا جیسے امام بقیؒ بن مخلدؒ (المتوفی ۲۷۶ھ) جو الامام شیخ الاسلام، امام علم قدوہ تھے۔

مجتہداً لا یقلد احداً (تذکرہ ج ۲ ص ۱۸۴) کہ وہ مجتہد تھے کسی کی تقلید نہ کرتے تھے۔

یا جیسے امام قاسمؒ بن محمدؒ بن قاسم رحمہ (المتوفی ۲۷۶ھ) جو الامام الحافظ شیخ الفقہاء والمحدثین تھے۔

وصار اماماً مجتہداً لا یقلد احداً (تذکرہ ج ۲ ص ۳۰) کہ وہ امام اور مجتہد تھے کسی کی تقلید نہ کرتے تھے۔

اس قسم کے صریح اور غیر متعارض حوالے ان کے مفید مطلب ہو سکتے ہیں۔ باقی اہل الحدیث، اصحاب الحدیث، اصحاب الاثر، المحدث، الحافظ، المجتہد اور السلفی وغیرہ کے الفاظ سے کسی کو غیر مقلد سمجھنا بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات کا یہ کہنا اور سمجھنا کہ اہل حدیث کسی کے مقلد نہ تھے اور اہل التقلید اور خصوصیت سے احناف (کثّر اللہ تعالیٰ جماعتہم) اہل حدیث نہ تھے اور وہ فرقۂ ناجیہ اور طائفہ منصورہ میں داخل اور شامل نہیں ہیں، اور یہ کہ تقلید چوتھی صدی کی پیداوار ہے، اور ہم (یعنی غیر مقلد) جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سے چلے آتے ہیں۔ یہ اور اس قسم کی دیگر بیسیوں باتیں ان کی یقیناً باطل اور قطعاً مردود ہیں اور اس قابل ہیں کہ ؎

"اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں"

صلائے عام

ہم غیر مقلدین حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کریں گے کہ وہ اپنی تحریر و تقریر میں ایسا رنگ ہرگز نہ اختیار کریں جس سے حضرات ائمہؒ، فقہاءؒ اور بزرگانِ دینؒ کی تنقیص کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ پہلو بھی نکل سکتا ہو اور ان کی خدماتِ جلیلہ کو ہرگز خاک میں ملانے کی سعی نہ کریں۔ ورنہ اس کا اس مادر پدر آزاد دور میں یہ اثر ہوگا (اور ہم نے آنکھوں کے ساتھ دیکھ بھی لیا ہے) کہ حضراتِ سلف صالحینؒ پر سے دینی اور مذہبی اعتماد اُٹھتا جائے گا اور لوگ اپنے ذاتی افکار و خواہشات نفسانی کو اسلام کا لبادہ پہنا کر اسلام کا حلیہ بگاڑ دیں گے اور بگاڑ رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اہلِ بدعت کے جملہ فرقے اور اسی طرح قادیانی اور منکرینِ حدیث وغیرہ وغیرہ سبھی باطل فرقے اسی راہ پر چل رہے ہیں اور اعجاب کل ذی رأی برأیہ کا پورا پورا مظاہرہ ہو رہا ہے اور ائمہ دین اور بزرگانِ ملّت کی اجتہادی لغزشوں کو چن چن کر نہ تو اہل بدعت کی طرح مسلک قرار دینا چاہیئے اور نہ نام نہاد مجتہدین زمانۂ حال کی طرح ان پر برسنا چاہیئے۔ ان کی بے شمار نیکیوں اور بے حد دینی خدمات کے مقابلہ میں چند گنی چنی اجتہادی لغزشیں کیا وقعت رکھتی ہیں۔ ورنہ اگر کوئی سرپھرا ائمہ دین کے خلاف نفرت کے جذبات پھیلانے اور ائمہ دین پر سے اعتماد اُٹھانے کے لیے یہ لکھنا اور کہنا شروع کر دے کہ مثلاً حضرت امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ حسن قسم کی حدیث سے استدلال کے منکر ہیں۔ بے وضو نماز جنازہ کو جائز سمجھتے ہیں بے وضو قرآن کو ہاتھ لگانا جائز قرار دیتے ہیں امام لیثؒ بن سعدؒ بلّی کو حلال کہتے ہیں۔ امام مالکؒ شوال کے چھ روزوں کو مکروہ کہتے ہیں۔ (جو صحیح حدیث سے ثابت ہیں)۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (المتوفی ۵۶۱ھ) اس پر مصر ہیں کہ قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نہیں ہوئی بلکہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ہوئی ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) شق قمر کے وقوع کے قائل نہیں وغیرہ وغیرہ سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں مسائل ہیں جو ان اکابر کی اجتہادی لغزشوں کا اثر ہیں۔ نہ تو یہ اغلاط ہمارے لیے قابلِ اخذ و عمل ہیں اور نہ ان کی وجہ سے ان کے خلاف کتابیں اور رسالے چھاپ چھاپ

کہ ان کی لغزشوں کا چرچا کرنا کوئی کارِ ثواب اور مفید کام ہو سکتا ہے۔
اور خصوصاً اس دور میں جس کے اندر لوگ اصول دین ہی سے گلو خلاصی چاہتے ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ)
غیر مقلدین حضرات کو اگر کسی امام کی کوئی اجتہادی غلطی نظر آئے تو مناسب انداز میں اس کی تاویل و
توجیہ کر لیں۔ ورنہ اس کو رد کرتے ہوئے بھی سُوءِ ظن کو قریب نہ آنے دیں کیونکہ سلامتی صرف اسی
میں ہے کہ یا تو بزرگوں کی پیروی کی جائے اور یا ان کے خلاف خاموشی اختیار کی جائے ؏

اِس چمن میں پیرو بلبل ہو یا تلمیذِ گُل
یا سراپا نالہ بن جا، یا نوا پیدا نہ کر

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَجَمِيْعِ مُتَّبِعِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ آمین

احقر الناس

ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع گکھڑ و مدرس مدرسہ
نصرة العلوم گوجرانوالہ

احسن الکلام

فی

ترک القرأۃ خلف الامام

تالیف : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، آثارِ صحابہ کرام و تابعین و اتباعِ تابعین اور دیگر جمہور فقہاءؒ اور محدثین عظامؒ سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں کسی بھی قسم کی قرأت عموماً اور سورۃ فاتحہ کی قرأت خصوصاً ممنوع ہے اور جہری نمازوں میں تو امام کے پیچھے قرأت کرنا قرآن کریم، حدیث صحیح اور اجماع کے خلاف ہے اور فی نفسہٖ منکر اور شاذ ہے اور جہری نمازوں میں حضرات ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے۔ نیز عقلی اور قیاسی دلائل سے اس مسئلہ پر فیصلہ کن بحث کی گئی ہے اور فریقِ ثانی کو مسکت جوابات دیئے گئے ہیں اور اس طبع میں "خیر الکلام" اور "الاعتصام" میں کیے گئے اعتراضات کے جوابات کو خصوصیت سے ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ناشر :

مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

غیر مقلدین کے رد میں قابلِ مطالعہ کتب

- احسن الکلام فی ترکِ قرأۃ فاتحہ خلف الامام
- اطیب الکلام ملخص احسن الکلام
- طائفہ منصورہ
- عُمدۃ الاثاث فی طلقات الثلاث
- رسالہ تراویح مع اردو ترجمہ ینابیع
- مقامِ ابی حنیفہؒ
- الکلام المفید فی اثبات التقلید

ملنے کا پتہ

مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ
(سورۃ الحجرات)

محقق دوران، محدث زمان، سیف حنفیت حضرت مولانا محمد زاہد بن الحسن الکوثری المصری المتوفی

۱۳۷۱ھ کی مشہور کتاب تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب

کا اردو ترجمہ

سراج الامت، فقیہ الملت امام اعظم

ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا عادلانہ دفاع

محدث ابو بکر احمد بن علی بن ثابت المعروف بخطیب بغدادی الشافعی المتوفی ۴۶۳ھ نے اپنی حدیثی فقہی اور تاریخی خدمات کے باوجود تعصب کے سیلابی ریلے میں بہہ کر تاریخ بغداد میں متروک اور ساقط الاعتبار راویوں کی روایات پر مدار رکھ کر جو من گھڑت افسانے امام اعظمؒ اور ان کے اصحاب کے متعلق پیش کیے ہیں۔ اور بے جا قسم کے اعتراضات اور مطاعن ذکر کیے ہیں ان کا جواب علامہ کوثریؒ نے اپنی کتاب تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب میں دیا ہے۔

علامہ کوثریؒ کی اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ تاکہ موجودہ دور کے مخالفین ابی حنیفہ اسی تاریخ بغداد سے اعتراضات لے کر جو فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کا سدباب علماء کرام طلباء عظام اور دیگر عوام الناس باحسن طریق کر سکیں۔

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ

حافظ عبد القدوس خان قارن

قیمت ۱۴۰/-

بخاری شریف

غیر مقلدین کی نظر میں

قیمت ۱۸/۰۰